عمران سیریز
گریٹ سرکل
مظہر احمد

محترم قارئین۔

السلام علیکم!

میرا نیا ناول ''گریٹ سرکل'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول ایک نئے انداز اور نئی جہت سے لکھا گیا ہے۔ اس ناول میں آپ کی خواہشات کو مدِ نظر رکھ کر میں پہلی بار شاگل کو آپ کے سامنے لا رہا ہوں۔ میں آپ کی خواہشات کو کس حد تک پایہ تکمیل تک پہنچا سکا ہوں اس کا اندازہ تو آپ کو ناول پڑھ کر ہو جائے گا۔

میرے سابقہ ناولوں کو جس طرح سے پذیرائی دی جا رہی ہے اس کے لئے میں آپ سب کا دل سے مشکور ہوں۔ آپ کو میرے لکھے ہوئے علی عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کے مشترکہ ناول ''گولڈن کرسٹل'' کا جو گولڈن جوبلی نمبر ہے جس شدت سے انتظار ہے اس کا اندازہ مجھے آپ کے بھیجے ہوئے خطوط سے بخوبی ہو رہا ہے۔ گھبرائیں نہیں۔ ناول مکمل ہو چکا ہے اور انشاء اللہ اگلے ماہ یہ آپ کے ہاتھوں میں ہو گا۔ اس ماہ بھی آپ کی خدمت میں دو ناول پیش کئے جا رہے ہیں۔ اس ماہ میرا دوسرا ناول ''موت کا سایہ'' ہے جو ماورائی سلسلے کا ناول ہے اور یہ میرے سابقہ لکھے ہوئے ناول ''سیاہ چہرے'' کی ہی ایک کڑی ہے جسے آپ سب نے بے حد پسند کیا تھا اور اس کے لئے مجبور کیا تھا کہ عمران نے

کٹانگا دیوی کو اس قدر آسانی سے کیوں فنا کرا دیا تھا۔ اس کا کردار تو بے حد شاندار اور طاقتور تھا۔ اسے مزید چلنا چاہئے تھا۔ آپ کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے میں نے اسی سلسلے کا دوسرا ناول تحریر کرنا شروع کر دیا تھا جو اب ''گریٹ سرکل'' کے ساتھ شائع ہو گیا ہے۔ خطوط کے سلسلے میں پھر عرض کرتا چلوں کہ آپ کے بھیجے ہوئے خطوط اب ہر ماہ ناولوں کے آخری صفحات پر شائع کئے جائیں گے تاکہ وہ دوست ناراض نہ ہوں جن کے خطوط صفحات کی کمی کی وجہ سے چھپنے سے رہ جاتے ہیں۔ آپ بس وقت نکال کر ایک خط ضرور تحریر کر دیا کریں کیونکہ آپ کی آراء میرے لئے مشعل راہ ہوتی ہیں۔

اب اجازت دیجئے!

اللہ آپ سب کا نگہبان ہو۔ (آمین)

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

کافرستانی پرائم منسٹر اپنے آفس کی جہازی سائز کی میز کے پیچھے بیٹھے تھے۔ ان کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا جسے اور وہ اپنے سامنے پڑی ہوئی فائل پر جھکے انہاکی سے اسے پڑھنے میں مصروف تھے۔ پرائم منسٹر کے ہاتھ میں ایک قلم تھا جس سے وہ فائل پڑھتے ہوئے مختلف جگہوں پر نشان لگا رہے تھے۔ ان کی ساری توجہ فائل پر تھی کہ اچانک فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔

انہوں نے چونک کر فونز کی طرف دیکھا۔ میز پر کئی رنگوں کے فون سیٹ رکھے ہوئے تھے۔ ان فون سیٹوں میں سے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ اس فون پر لگا ہوا ایک بلب بھی سپارک کر رہا تھا جس سے پرائم منسٹر کو معلوم ہو جاتا تھا کہ کس فون کی گھنٹی بجی ہے ورنہ میز پر رکھے ہوئے تمام رنگوں کے فون سیٹوں کی گھنٹی ایک جیسی تھی جس سے پرائم منسٹر کو اس بات کا علم نہیں ہوتا

تھا کہ کس فون کی گھنٹی بجی ہے۔

سرخ رنگ کے فون سیٹ کی گھنٹی بجتے دیکھ کر پرائم منسٹر نے ایک طویل سانس لیا اور آنکھوں پر لگی ہوئی عینک اتار کر میز پر رکھ دی۔ یہ فون سیٹ ڈائریکٹ پریزیڈنسی سے متعلق تھا۔ اس سے کافرستانی پریذیڈنٹ کسی بھی اہم اور غیر اہم معاملے کے لئے ان سے ڈائریکٹ رابطہ کر سکتے تھے۔ عینک اتار کر پرائم منسٹر نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ پرائم منسٹر آف کافرستان''...... پرائم منسٹر نے بڑے دبنگ لہجے میں کہا۔

''ملٹری سیکرٹری ٹو پریزیڈنٹ بول رہا ہوں جناب۔ آپ سے پریذیڈنٹ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... پرائم منسٹر نے اسی انداز میں کہا۔

''یس سر۔ ایک منٹ ہولڈ کریں۔ میں کال پریذیڈنٹ صاحب کو ٹرانسفر کر رہا ہوں''...... ملٹری سیکرٹری نے کہا۔ اسی لمحے کلک کی آواز کے ساتھ رسیور میں مترنم موسیقی کی آواز سنائی دی اور پھر دوسرے ہی لمحے موسیقی کی آواز ختم ہو گئی۔

''پریذیڈنٹ آف کافرستان بول رہا ہوں''...... اسی لمحے رسیور سے پریذیڈنٹ آف کافرستان کی بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔

''پرائم منسٹر بول رہا ہوں جناب''...... پرائم منسٹر نے مؤدب

انداز میں کہا۔

''مسٹر پرائم منسٹر۔ اگر آپ مصروف نہ ہوں تو کچھ دیر کے لئے آپ پریذیڈنسی تشریف لے آئیں۔ مجھے آپ سے ایک اہم سلسلے میں بات کرنی ہے''...... پریذیڈنٹ نے کہا۔

''یس سر۔ میں ابھی تھوڑی دیر میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا''...... پرائم منسٹر نے اسی انداز میں کہا۔

''اور ہاں۔ آتے ہوئے آپ اپنے ساتھ سیکرٹ سروس کے چیف مسٹر شاگل کو بھی لیتے آئیں۔ میں آپ کی موجودگی میں انہیں بھی ایک اہم ذمہ داری سونپنا چاہتا ہوں''۔ پریذیڈنٹ نے کہا۔

''کیسی ذمہ داری''...... پرائم منسٹر نے چونک کر کہا۔

''جب آپ دونوں میرے پاس آئیں گے تب میں اس ذمہ داری کے بارے میں بتاؤں گا''...... پریذیڈنٹ نے کہا۔

''یس سر۔ جیسا آپ کا حکم۔ میں ابھی چیف شاگل کو فون کر کے اسے یہاں بلا لیتا ہوں اور جیسے ہی وہ میرے پاس آئیں گے میں انہیں لے کر آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''اوکے۔ میں آپ دونوں کا ہی انتظار کر رہا ہوں''۔ پریذیڈنٹ نے کہا اور پھر انہوں نے رابطہ ختم کر دیا۔ رابطہ ختم ہوتے ہی پرائم منسٹر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کان سے رسیور ہٹا لیا۔

''ایسی کون سی ایمرجنسی ہو سکتی ہے جو پریذیڈنٹ صاحب نے

مجھے اور چیف شاگل کو ایک ساتھ بلایا ہے اور وہ چیف شاگل کو کون سی اہم ذمہ داری سونپنا چاہتے ہیں''...... پرائم منسٹر نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ رسیور ہاتھ میں پکڑے سوچتے رہے لیکن جب ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو انہوں نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا پھر انہوں نے سائیڈ پر پڑے ہوئے انٹر کام کا بٹن پریس کیا۔

''یس سر''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''میری سیکرٹ سروس کے چیف شاگل سے بات کراؤ۔ فوراً''...... پرائم منسٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... ملٹری سیکرٹری نے کہا اور پرائم منسٹر نے بٹن پریس کر کے انٹر کام آف کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد میز پر پڑے ہوئے نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ گھنٹی بجتے ہی فون پر لگا نیلا بلب سپارک کرنا شروع ہو گیا۔ پرائم منسٹر نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''پرائم منسٹر سپیکنگ''...... پرائم منسٹر نے رسیور کان سے لگاتے ہی انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''شاگل بول رہا ہوں جناب۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس''...... دوسری طرف سے شاگل کی انتہائی مؤدبانہ اور حیرت بھری آواز سنائی دی۔ اس کا مؤدب پن تو پرائم منسٹر کی ذات کے

لئے تھا لیکن اس کی حیرت شاید اس بات کی تھی کہ پرائم منسٹر نے اسے اس طرح طویل عرصے کے بعد ڈائریکٹ کال کی تھی۔

''مسٹر شاگل۔ آپ فوراً پرائم منسٹر سیکرٹریٹ پہنچ جائیں۔ ہمیں فوری طور پر پریذیڈنسی جانا ہے۔ پریذیڈنٹ صاحب نے میرے ساتھ آپ کو بھی طلب کیا ہے وہ آپ کو کوئی اہم ذمہ داری سونپنا چاہتے ہیں''...... پرائم منسٹر نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ میں ابھی پہنچ جاتا ہوں لیکن پریذیڈنٹ صاحب مجھے کیا ذمہ داری دینا چاہتے ہیں کیا اس کے بارے میں انہوں نے کچھ نہیں بتایا''...... شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا یہ سن کر ہی سیروں خون بڑھ گیا تھا کہ پریذیڈنٹ صاحب اسے کوئی اہم ذمہ داری سونپنا چاہتے ہیں۔ ورنہ پچھلے کافی عرصے سے پریذیڈنٹ اور پرائم منسٹر نے شاگل کو پوچھنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ وہ آئے دن ملکی حالات سے نپٹنے اور غیر ملکی عناصر کا خاتمہ کرنے کے لئے نئی سے نئی ایجنسیاں قائم کرتے رہے تھے اور انہی پر بھروسہ کرتے تھے اسی لئے ان دونوں نے کافرستانی سیکرٹ سروس کا نام بھی لینا چھوڑ دیا تھا۔ اب اچانک نہ صرف پرائم منسٹر نے شاگل کو ڈائریکٹ فون کر دیا تھا بلکہ وہ یہ بھی بتا رہے تھے کہ پریذیڈنٹ صاحب اسے کوئی اہم ذمہ داری سونپنا چاہتے ہیں۔ اس لئے شاگل کا خون بڑھنا ہی تھا ساتھ ہی اس کا سینہ بھی کئی انچ پھول گیا تھا۔

''نہیں۔ اس بارے میں انہوں نے مجھے کچھ نہیں بتایا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ جب ہم پریذیڈنسی پہنچیں گے تب وہ بتائیں گے''...... پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

''اوکے سر۔ میں زیادہ سے زیادہ دس منٹوں میں آپ کے پاس پہنچ رہا ہوں''...... شاگل نے اپنی مسرت دباتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں آپ کا منتظر ہوں''...... پرائم منسٹر نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر انہوں نے شاگل کا جواب سنے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پرائم منسٹر نے شاگل سے بات کرنے کے بعد انٹر کام پر ملٹری سیکرٹری کو ہدایات دیں تاکہ وہ ان کے پریذیڈنسی جانے کا پروٹوکول کے تحت انتظام کر سکے۔

تقریباً پندرہ منٹ کے بعد شاگل ان کے آفس میں تھا۔ شاگل کا چہرہ مسرت سے کھلا پڑ رہا تھا۔ پرائم منسٹر اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ شاگل کے ساتھ چلتے ہوئے پرائم منسٹر ہاؤس سے نکل کر سیدھے ہیلی پیڈ کی جانب بڑھتے چلے گئے چند ہی لمحوں میں ان کا ہیلی کاپٹر نہایت تیز رفتاری سے پریذیڈنسی کی جانب اُڑا جا رہا تھا۔

اگلے آدھے گھنٹے کے بعد وہ پریذیڈنسی کے سپیشل روم میں بیٹھے تھے۔ یہاں انہیں ملٹری سیکرٹری نے پہنچایا تھا۔ وہ ابھی سپیشل روم میں آ کر بیٹھے ہی تھے کہ اسی لمحے پریذیڈنٹ صاحب باوقار انداز میں چلتے ہوئے اپنے مخصوص دروازے سے اندر داخل ہوئے۔

انہیں دیکھ کر پرائم منسٹر اور شاگل ایک ساتھ ان کے احترام میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

''بیٹھیں''...... پریذیڈنٹ نے آگے بڑھ کر ان سے باری باری مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور اپنی مخصوص نشست پر بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھتے ہی پہلے پرائم منسٹر اور پھر شاگل بھی بیٹھ گیا۔

''آپ دونوں کو میں نے خصوصی طور پر ایک اہم بات بتانے کے لئے یہاں بلایا ہے۔ یہ بات ایک نئی اور انوکھی سائنسی ایجاد کے بارے میں ہے جو کافرستان کے ایک نامور اور مایہ ناز سائنس دان نے کی ہے۔ یہ سائنس دان کئی برسوں سے سرکاری اجازت سے خفیہ طور پر اپنی ذاتی لیبارٹری میں ایک اہم ایجاد میں مصروف تھے جس میں آخر کار انہیں کامیابی حاصل ہوگئی ہے۔ ان کی ایجاد اس قدر حیران کن اور یونیک ہے جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے''...... پریذیڈنٹ صاحب نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کون سے سائنس دان کی بات کر رہے ہیں اور انہوں نے ایسی کون سی ایجاد کی ہے جو انوکھی اور یونیک ہے''...... پرائم منسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''میں پروفیسر بھانو پرتاب کی بات کر رہا ہوں''۔ پریذیڈنٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ وہی سائنس دان ہیں نا جنہوں نے چند برس قبل سرکاری لیبارٹری سے ریٹائرمنٹ حاصل کر لی تھی اور حکومت سے

ایک ذاتی لیبارٹری بنانے کی درخواست کی تھی اور حکومت نے ان کی استدعا مان بھی لی تھی‘‘...... پرائم منسٹر نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

’’ہاں۔ میں انہی پروفیسر بھانو پرتاب کی ہی بات کر رہا ہوں۔ انہوں نے سرکاری لیبارٹری سے ریٹائرمنٹ لے کر ذاتی لیبارٹری بنانے کی سفارش اسی لئے کی تھی کہ وہ اپنے طور پر کچھ ایسا ایجاد کرنا چاہتے تھے جو ملک و قوم کے مفاد کے لئے اہم اور انتہائی یونیک ہو‘‘...... پریذیڈنٹ صاحب نے کہا۔

’’کیا ہے ان کی ایجاد‘‘...... شاگل سے رہا نہ گیا تو پوچھ ہی بیٹھا۔

’’انہوں نے ایک ایسی گن ایجاد کی ہے جس سے نظر نہ آنے والی ایسی ریز نکلتی ہیں جو اپنے سامنے آنے والی ہر چیز کو لمحوں میں جا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ اس ریز سے نہ صرف بڑی بڑی عمارتوں کو لمحوں میں جلا کر خاکستر کیا جا سکتا ہے بلکہ اس گن سے فضا میں ہزاروں فٹ کی بلندی پر موجود طیاروں کو بھی ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اس گن کی طاقت کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اگر اس گن سے کسی چٹیل پہاڑ پر بھی ریز فائر کی جائے تو اس سے ایک لمحے میں پہاڑ میں سوراخ بن جائے گا۔ سوراخ کا درمیانی حصہ جو ٹھوس چٹانوں پر مشتمل ہو گا وہ جل کر راکھ ہو جائے گا۔ اس گن سے نکلنے والی ریز کی رینج دو ہزار میٹر

تک ہے۔ اس دو ہزار میٹر کی رینج میں آنے والی ہر چیز جل کر راکھ ہو جاتی ہے جس سے سامنے آنے والی بڑی سے بڑی فوج کا ایک لمحے میں صفایا کیا جا سکتا ہے‘‘...... پریذیڈنٹ صاحب نے کہا۔

’’اوہ۔ گڈ شو۔ ایسی گن کی موجودگی میں تو ہم ایٹمی پاور سے بھی زیادہ پاور حاصل کر لیں گے‘‘...... پرائم منسٹر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

’’کر لیں گے نہیں۔ ہم نے یہ پاور حاصل کر لی ہے۔ اسی لئے پروفیسر بھانو پرتاب نے اس جدید اور موثر گن کو ہاٹ گن کا نام دیا ہے جس سے ہمارا ملک سپر پاورز کی فہرست میں سب سے اوپر آ جائے گا۔ ہماری پاور ایکریمیا کی پاور سے بھی ہزار گنا بڑھ جائے گی‘‘...... پریذیڈنٹ صاحب نے کہا۔

’’یس سر۔ یس سر۔ اس گن کی بدولت تو ہم ایشیا ہی نہیں پوری دنیا کو اپنے کنٹرول میں کر سکتے ہیں۔ کسی بھی ملک کو اتنی جرأت نہیں ہو گی کہ وہ کافرستان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ خاص طور پر پاکیشیا جو ہم پر ایٹمی طاقت ہونے کی دھاک جمائے رہتا ہے اس کی تو راتوں کی نیند اور دن کا سکون ہی برباد ہو جائے گا‘‘......شاگل نے مسرت سے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ اس ریز کی بدولت پاکیشیا جنگی صلاحیت میں ہم سے سینکڑوں سال پیچھے چلا گیا ہے۔ ہم چاہیں تو ہاٹ گن سے پاکیشیا

کوتہس نہس کر سکتے ہیں''...... پریذیڈنٹ صاحب نے کہا۔

''ہاٹ گن۔ آپ کا مطلب ہے پروفیسر بھانو پرتاب نے جو ایجاد کی ہے اسے ہاٹ گن کا نام دیا گیا ہے''...... شاگل نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ نام پروفیسر بھانو پرتاب نے دیا ہے اور میں نے ان کی ایجاد ان کی استدعا پر اسی نام سے منسوب کر دی ہے''۔ پریذیڈنٹ صاحب نے کہا۔

''کیا یہ ہاٹ گن تیار ہو چکی ہے یا ابھی اس کے فارمولے پر کام ہو رہا ہے''...... پرائم منسٹر نے پوچھا۔

''پروفیسر بھانو پرتاب نے ابھی فارمولا مکمل کیا ہے۔ بہت جلد وہ اپنی اس ایجاد کو عملی شکل میں لانے پر کام کرنا شروع کر دیں گے۔ ابتدائی طور پر انہوں نے ایک چھوٹی سی گن بنائی ہے جس کے انہوں نے کئی کامیاب تجربے بھی کئے ہیں اب وہ اس گن کو قومی مفاد کے لئے ایک بڑی گن کی شکل میں لانا چاہتے ہیں۔ جسے تیار کرنے کے لئے انہیں زیادہ عرصہ نہیں لگے گا۔ ان کی یہ ایجاد چونکہ انتہائی سیکرٹ رکھی گئی ہے اس لئے آپ کو بھی اس ہاٹ گن کے بارے میں لاعلم رکھا گیا تھا اور اس کی وجہ پروفیسر بھانو پرتاب کی ذاتی لیبارٹری تھی۔ وہ چونکہ ذاتی طور پر ہاٹ گن تیار کر رہے تھے اس لئے انہیں اعلیٰ سطحی مراعات تو حاصل تھیں لیکن وہ وقت اور کامیابی سے پہلے اپنی ایجاد کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں

بتانا چاہتے تھے۔ اب ان کی دن رات کی انتھک محنت جب رنگ لے آئی ہے تو انہوں نے اس ایجاد کے بارے میں مجھے تمام تر تفصیلات سے آگاہ کر دیا ہے اور مجھ سے ذاتی طور پر سفارش کی ہے کہ میں اعلیٰ سطح کا اجلاس طلب کر کے ان کی ایجاد کے بارے میں انہیں بریفنگ کی اجازت دوں اور پھر کابینہ کی مشترکہ منظوری کے بعد انہیں اسلحہ ساز فیکٹری میں جانے کی اجازت دوں تاکہ وہ اپنے اس فارمولے کو عملی جامہ پہنا سکیں''...... پریذیڈنٹ صاحب نے کہا۔

''پروفیسر بھانو پرتاب اب کہاں ہیں''...... شاگل نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''فی الحال تو وہ اپنی ذاتی رہائش گاہ میں ہیں جس کے نیچے ان کی پرسنل لیبارٹری بنی ہوئی ہے لیکن چونکہ وہ ایک بہت بڑی اور یونیک ایجاد کے موجد ہیں اس لئے انہیں جلد سے جلد کسی اہم اور خفیہ مقام پر منتقل کر دیا جائے گا جہاں ان کی سیکورٹی کا فول پروف انتظام کیا جائے گا تاکہ غیر ملکی ایجنٹ اور خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس انہیں نقصان پہنچانے یا ان سے فارمولا حاصل کرنے کی کوشش نہ کر سکیں''...... پریذیڈنٹ صاحب نے کہا۔

''اب ان کی سیکورٹی کی ذمہ داری کس کے پاس ہے''۔ پرائم منسٹر نے پوچھا۔

''فی الحال تو ان کی حفاظت ملٹری انٹیلی جنس کر رہی ہے لیکن

میں اور خاص طور پر پروفیسر بھانو پرتاب ان کے حفاظتی اطمینان سے مطمئن نہیں ہیں۔ وہ مجھ سے اپنی حفاظت کے لئے خصوصی انتظامات کرنے کا کہہ رہے ہیں اس لئے میں نے بہت سوچ سمجھ کر آپ کے ساتھ مسٹر شاگل کو یہاں بلایا ہے تاکہ آپ سے ڈسکس کرنے کے بعد میں پروفیسر بھانو پرتاب اور ان کی ایجاد کی حفاظت کی ذمہ داری انہیں سونپ سکوں''...... پریذیڈنٹ صاحب نے کہا تو شاگل کا چہرہ بے اختیاط کھل اٹھا۔ پریذیڈنٹ کی باتیں سنتے ہوئے اسے پہلے ہی اس بات کا اندازہ ہونا شروع ہو گیا تھا کہ اسے پرائم منسٹر کے ساتھ یہاں کس لئے بلایا گیا ہے۔

''اوہ۔ لیس سر۔ یہ آپ نے بالکل صحیح فیصلہ کیا ہے۔ پروفیسر بھانو پرتاب ہمارے ہی نہیں پورے کافرستان کے ہیرو ہیں اور ایسے ہیروز کی حفاظت کے لئے انتہائی فول پروف انتظامات کرنے چاہئیں۔ ان کے گرد ایسا مضبوط حفاظتی جال ہونا چاہئے کہ ان کے قریب ایک معمولی مچھر بھی نہ پھٹک سکے۔ کافرستانی سیکرٹ سروس اس وقت کافرستان کی تمام ایجنسیوں سے انتہائی فعال اور مضبوط سروس ہے جو نہ صرف اپنے مشن میں کامیابی بلکہ اہم مقامات کی حفاظت کرنے کا بھی وسیع تجربہ رکھتی ہے۔ اگر آپ واقعی پروفیسر بھانو پرتاب کو ہماری حفاظتی تحویل میں دے دیں تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ شر پسند عناصر اور غیر ملکی ایجنٹ تو کیا ان کے پاس ایک معمولی سا مچھر بھی نہیں پہنچ سکے گا''...... شاگل نے فوراً اور تیز

تیز بولتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ اسی لئے تو میں نے کسی اور کی بجائے آپ کو یہاں بلایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ پروفیسر بھانو پرتاب کی حفاظت کی تمام تر ذمہ داری اپنے ہاتھوں میں لے لیں اور انہیں اپنی نگرانی میں کسی سیکرٹ اور محفوظ جگہ شفٹ کر دیں کہ جب تک انہیں کسی اسلحہ ساز فیکٹری میں ہاٹ گن پر کام کرنے کی اجازت نہیں مل جاتی وہ آپ کی مخصوص جگہ پر اطمینان سے اپنی زندگی بسر کریں۔ مجھے آپ کی صلاحیتوں پر بے حد بھروسہ ہے اور مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ پروفیسر بھانو پرتاب آپ کی حفاظت میں مطمئن رہیں گے اور ان پر کسی بھی قسم کی کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ اس کے لئے پروفیسر صاحب نے خود بھی مجھ سے یہی درخواست کی تھی کہ اگر انہیں کسی کے حفاظتی انتظامات پر اعتماد ہے تو وہ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف مسٹر شاگل پر ہے۔ کسی اور پر نہیں''...... پریذیڈنٹ صاحب نے کہا تو شاگل کا چہرہ فرط مسرت سے کھلتا چلا گیا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ صدر مملکت اور پروفیسر بھانو پرتاب کے اس یقین اور بھروسے پر اٹھ کر انہیں فرشی سلام کرنا شروع کر دیتا۔

''اس اعتماد اور بھروسے کے لئے میں آپ کا اور پروفیسر صاحب کا دلی مشکور ہوں جنابِ صدر۔ میں آپ کے اور پروفیسر صاحب کے اس اعتماد اور بھروسے کو کسی بھی صورت میں نہیں ٹوٹنے

دوں گا۔ پروفیسر صاحب کی فول پروف سیکورٹی کے لئے میں جان لڑا دوں گا اور میں انہیں ایک ایسے حفاظتی مقام پر لے جاؤں گا جہاں ان کی ضرورت کی ہر چیز موجود ہو گی اور وہ زندگی بھر وہاں چین اور سکون سے رہ سکیں گے۔ میرے ہوتے ہوئے ان تک مچھر تو کیا کسی مچھر کا سایہ بھی نہیں پہنچ سکے گا''...... شاگل نے مسرت سے رکے بغیر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ مجھے آپ سے یہی امید تھی مسٹر شاگل۔ میں نے ملٹری سیکرٹری کو سب کچھ سمجھا دیا ہے۔ آپ ابھی ان سے مل لیں وہ آپ کو پروفیسر بھانو پرتاب کے پاس لے جائیں گے۔ آپ پروفیسر صاحب سے مل کر انہیں اپنا سیٹ اپ بتا دیں اور ان سے ڈسکس کر لیں تاکہ آپ ان کی اور وہ آپ کی ہدایات کے مطابق کام کر سکیں''...... پریذیڈنٹ صاحب نے کہا تو شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا میں ابھی چلا جاؤں پروفیسر صاحب سے ملنے''...... شاگل نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ انتہائی اہم اور حساس معاملہ ہے۔ یہ جتنی جلد مکمل ہو جائے ہمارے لئے اتنا ہی اچھا ہو گا۔ اس معاملے میں تاخیر اور کوتاہی ہمارے لئے نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔ آپ جا کر ملٹری سیکرٹری سے مل لیں اور پھر ان کے ساتھ ابھی اور اسی وقت پروفیسر صاحب سے ملنے کے لئے روانہ ہو جائیں تب تک میں پرائم منسٹر

صاحب سے دوسرے امور پر ڈسکس کر لوں گا''...... صدرِ مملکت نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''یس سر، ٹھیک ہے سر۔ میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں۔ پروفیسر صاحب سے مل کر میں ان کی حفاظت کے تمام امور طے کر لوں گا اور تمام سیٹ اپ ان کی مرضی اور ان کی منشاء کے مطابق ہی بناؤں گا تاکہ انہیں کوئی ذہنی کوفت نہ ہو اور وہ اپنی حفاظت کے لئے بنائے گئے میرے اقدامات سے مطمئن رہ سکیں''...... شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا تو صدرِ مملکت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شاگل نے صدرِ مملکت اور پرائم منسٹر کو مخصوص انداز میں سیلوٹ کیا اور سپیشل روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''یہ کیا سر۔ آپ نے اس معاملے میں مجھ سے تو کوئی صلاح مشورہ نہیں لیا اور ڈائریکٹ چیف شاگل کو پروفیسر بھانو پرتاب کی حفاظت کے لئے ہدایات بھی دے دی ہیں۔ میری نظر میں شاگل جذباتی اور انتہائی غیر ذمہ دار انسان ہے۔ غیر ملکی ایجنٹوں، خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے معاملے میں اس کی کارکردگی اب تک صفر ہی رہی ہے۔ پروفیسر بھانو پرتاب کی ہاٹ گن کی بھنک اگر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مل گئی اور وہ یہاں آ گئے تو پھر شاگل ہمیشہ کی طرح ان کے پیچھے بھاگتا ہی رہ جائے گا اور پاکیشیائی ایجنٹ اپنا کام کر کے یہاں سے نکل جائیں گے۔ شاگل نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے معاملے میں ہمیشہ مات ہی کھائی ہے۔

اس لئے میری نظر میں اسے اتنا بڑا ٹاسک دینا بہت بڑا رسک ہو سکتا ہے۔ ہاٹ گن دنیا میں اب تک ایجاد کی جانے والی تمام ایجادات سے سب سے بڑی اور انتہائی طاقتور ہے۔ اگر اس کا فارمولا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھ لگ گیا تو پاکیشیا کی جگہ الٹا ہم ان کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہو جائیں گے''...... شاگل کے کمرے سے نکلتے ہی پرائم منسٹر نے پریذیڈنٹ صاحب کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی احتجاجی لہجے میں کہا جیسے انہیں پریذیڈنٹ صاحب کا شاگل کے حق میں کیا ہوا یک طرفہ فیصلہ پسند نہ آیا ہو۔

''ہونہہ۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کافرستان کی ایسی کون سی ایجنسی ہے جس کے مقابلے پر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس آئی ہو اور وہ ان کا مقابلہ کر سکی ہو یا انہیں ان کے مشن میں کامیاب ہونے سے روک سکی ہو''...... پریذیڈنٹ صاحب نے پرائم منسٹر کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا اور ان کی بات سن کر پرائم منسٹر صاحب جز بز سے ہو کر رہ گئے۔ یہ درست تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آگے بڑھنے سے روکنے اور انہیں کافرستان میں کسی بھی مشن میں کامیاب ہونے سے روکنے کے لئے ایک سے بڑھ کر ایک ایجنسیاں قائم کی گئی تھیں اور ان ایجنسیوں کے چیف اور ایجنٹ انتہائی تربیت یافتہ ہونے کے باوجود عمران اور اس کے ساتھیوں کو کچھ نہیں بگاڑ سکے تھے اور عمران اور اس کے ساتھی آج تک کافرستان میں جس مشن پر بھی آئے تھے کامیاب ہو کر ہی

لوٹے تھے۔

''یہ درست ہے سر کہ آج تک ہماری کوئی بھی ایجنسی عمران اور اس کے ساتھیوں کا راستہ نہیں روک سکی ہے اور وہ ہمیشہ یہاں سے کامیاب ہو کر ہی لوٹے ہیں لیکن ان میں انہیں ملنے والی کامیابیاں زیادہ تر شاگل کی ہی مرہون منت ہوتی ہیں۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جب بھی کسی مشن پر کافرستان آتی ہے اور ہم انہیں روکنے کے لئے جس ایجنسی کو آگے کرتے ہیں، شاگل، عمران اور اس کے ساتھیوں کو زندہ یا مردہ پکڑ کر کریڈٹ حاصل کرنے کے لئے نادانستگی میں ہی سہی لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایسے مواقع فراہم کرنے کا باعث بن جاتا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی دوسری ایجنسیوں کو غچہ دے کر یہاں سے آسانی سے نکل جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ایسے بہت سے واقعات ہیں جن میں بجا طور پر شاگل نے مداخلت کی تھی اور عمران اور اس کے ساتھی عین اس وقت دوسری ایجنسیوں سے اپنی جانیں بچا کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے جب دوسری ایجنسیوں کے سربراہ انہیں موت کے دہانے تک لے آنے میں کامیاب ہو جاتے تھے''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ لیکن اس کے باوجود میں کہوں گا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی نفسیات کو جتنا شاگل سمجھتا ہے اتنا شاید ہی کسی اور ایجنسی کا سربراہ سمجھتا ہو۔ دوسری ایجنسیوں کے مقابلے

میں شاگل، عمران اور اس کے ساتھیوں کی کمزوریوں کے بارے میں زیادہ جانتا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ کسی اور ایجنسی کی بجائے شاگل کو ہی اس معاملے میں آگے رکھا جائے تاکہ اگر عمران اور اس کے ساتھی کافرستان آئیں تو وہ اپنی صلاحیتوں اور اپنی ذہانت سے انہیں پروفیسر بھانو پرتاب تک پہنچنے کا کوئی موقع نہ دے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی اس بار کافرستان آئے تو شاگل ان کے سامنے لوہے کی دیوار بن کر کھڑا ہو جائے گا جسے توڑنا اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے ناممکن ہو جائے گا اور اگر عمران اور اس کے ساتھیوں نے شاگل جیسی مضبوط اور طاقتور دیوار سے ٹکرانے کی غلطی کی تو وہ خود ہی پاش پاش ہو کر رہ جائیں گے“...... پریذیڈنٹ صاحب نے شاگل کے حق میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ شاگل پر ضرورت سے زیادہ ہی بھروسہ کر رہے ہیں جناب صدر“...... پرائم منسٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے نپے تلے لہجے میں کہا۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے انہیں صدرِ مملکت کی اس طرح شاگل کی تعریف کرنا پسند نہ آیا ہو۔

”ہاں۔ میں نے شاگل کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ وہ غصیلا اور سخت طبیعت کا ضرور ہے۔ لیکن اس میں ذہانت اور کسی بھی ہدف کو پانے کے لئے تمام تر اوصاف موجود ہیں۔ وہ بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی محنتی ہے۔ ایک بار وہ کسی کے پیچھے لگ جائے تو

وہ اس وقت تک چین نہیں لیتا جب تک وہ مجرم کی شہ رگ تک نہیں پہنچ جاتا۔ یہ درست ہے کہ شاگل، عمران اور اس کے ساتھیوں کے معاملے میں ناکامیوں سے دوچار ہوتا رہتا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا جب عمران کی گردن شاگل کے ہاتھوں میں ہو گی اور عمران، شاگل کے ہاتھوں میں مردہ کینچوے کی طرح لٹک رہا ہو گا“...... پریذیڈنٹ نے اسی انداز میں کہا۔

”آپ شاگل پر اس حد تک بھروسہ کر سکتے ہیں میں نہیں۔ میرے خیال کے مطابق آپ نے پروفیسر بھانو پرتاب کی حفاظت کی ذمہ داری شاگل کو سونپ کر درست فیصلہ نہیں کیا ہے لیکن چونکہ یہ آپ کا فیصلہ ہے اس لئے میں اس فیصلے پر اعتراض نہیں کروں گا لیکن اس معاملے میں آپ سے متفق بھی نہیں ہوں۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی کافرستان آئے اور شاگل انہیں پروفیسر بھانو پرتاب تک پہنچنے سے روکنے میں ناکام رہا اور وہ ان کی ایجاد کردہ ہاٹ گن تک پہنچ گئے اور اپنے اس مشن میں بھی کامیاب ہو گئے تو شاگل کی اس ناکامی میں میرا کوئی ہاتھ نہیں ہو گا“...... پرائم منسٹر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ سے میں نے یہ معاملہ ڈسکس کرنا تھا سو کر لیا ہے۔ اگر آپ خود کو اس معاملے میں الگ رکھنا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آئندہ اس معاملے میں آپ سے نہ کوئی ڈسکس کی جائے گی اور نہ ہی آپ پر کوئی ذمہ داری

عائد کی جائے گی۔ اب میٹنگ برخاست کی جاتی ہے''۔ پریذیڈنٹ صاحب نے اس بار قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

''میں جانتا ہوں جناب کہ آپ کو میری باتیں ناگوار گزر رہی ہیں لیکن میں......'' پرائم منسٹر نے کچھ کہنا چاہا لیکن پریذیڈنٹ صاحب نے ہاتھ اٹھا کر انہیں بولنے سے روک دیا۔

''نہیں۔ اس معاملے پر اب کوئی بات نہیں ہو گی''۔ پریذیڈنٹ صاحب نے قدرے تلخ لہجے میں کہا تو پرائم منسٹر نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

''ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ کی مرضی''...... پرائم منسٹر نے کہا اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر پریذیڈنٹ صاحب سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ ایک طویل سانس لے کر مڑے اور تیز تیز چلتے ہوئے سپیشل روم سے نکلتے چلے گئے۔ جیسے ہی پرائم منسٹر سپیشل روم سے باہر گئے پریذیڈنٹ صاحب بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر وہ بھی اپنے مخصوص باوقارانہ انداز میں چلتے ہوئے سپیشل روم کے اس دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے جس دروازے سے وہ اندر داخل ہوئے تھے۔

عمران صوفے میں دھنسا اپنے سامنے پڑی ہوئی میز پر موجود فون کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے کسی کے فون کا انتظار ہو۔ فون سیٹ کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ وہ دیوار گیر کلاک کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس کی بے چینی کا یہ عالم تھا کہ وہ بار بار فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتا اور رسیور میں فون کی ٹون سنتے ہی سر ہلا کر رسیور کریڈل پر رکھ دیتا۔ گرمیوں کے دن تھے اس لئے اس نے ایک بنیان اور شلوار پہن رکھی تھی۔

''مجھے جاگے ہوئے تین گھنٹے چھ منٹ اور چالیس سیکنڈ ہو چکے ہیں مگر مجال ہے کہ ابھی تک اس فون کی ایک بھی گھنٹی بجی ہو۔ ٹون بھی کلیئر ہے اس کے باوجود بھی فون نہیں بج رہا۔ آخر اسے ہو کیا گیا ہے۔ جب یہ بجنے پر آتا ہے تو بجتا ہی چلا جاتا ہے پھر نہ یہ دن دیکھتا ہے اور نہ رات''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی

لمبے سلیمان کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کا ایک کپ تھا۔ سلیمان نے بڑی سنجیدگی سے چائے کا کپ عمران کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔

''یہ آپ پچھلے چار گھنٹوں سے فون کو کیوں دیکھ رہے ہیں۔ کیا کسی کی کال کا انتظار ہے آپ کو''...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''کس کی''...... سلیمان نے پوچھا۔

''کسی کی بھی ہو بس میں چاہتا ہوں کہ کوئی مجھے کال کرے۔ میں نے پچھلے کئی گھنٹوں سے اس فون سیٹ پر نہ بیل بجنے کی آواز سنی ہے اور نہ اس سے کسی کی آواز سنی ہے۔ میرا دل چاہ رہا ہے کہ اس فون کی گھنٹی بجے اور بجتی ہی چلی جائے۔ جب گھنٹی بجانے والا تھک جائے تب میں فون کا رسیور اٹھاؤں اور کان سے لگا کر دوسری طرف سے بولنے والے کی باتیں سنتا ہی چلا جاؤں''۔ عمران نے کہا اور عمران کی بے تکی باتیں سن کر سلیمان حیران رہ گیا۔

''یہ کیا حماقت ہے۔ آپ محض فون کی گھنٹی سننے کے لئے اتنی دیر سے اس کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں''...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ بیٹھا ہوا ہوں۔ تمہیں اس سے کیا۔ تم جاؤ اور کچن میں جا کر اپنی دال بگھارو۔ میں تو اس وقت تک یہاں سے نہیں اٹھوں

گا جب تک کہ کسی کا مجھے فون نہیں آ جاتا''...... عمران نے ہوا میں ہاتھ لہرا کر کہا۔

''اگر شام تک کسی کا فون نہ آیا تو کیا تب تک آپ اسی طرح فون کے سامنے بیٹھے رہیں گے''...... سلیمان نے اسی انداز میں کہا۔

''ہاں بیٹھا رہوں گا۔ شام تک تو کیا میں رات بھر بیٹھا رہوں گا اور اس وقت تک سونے کا تصور بھی نہیں کروں گا جب تک میرے کانوں میں فون کی گھنٹی بجنے کی مترنم آواز سنائی نہیں دے جاتی۔ چاہے اس کے لئے مجھے کئی دن اور کئی راتیں ہی کیوں نہ جاگنی پڑیں''۔ عمران نے جواب دیا۔

''الٹی کھوپڑی کے انسان ہیں آپ۔ کچھ نہ سوجھے تو آپ ایسی ہی حماقتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''میں تو صرف الٹی کھوپڑی کا ہوں تم تو مجھے پورے ہی الٹے دکھائی دے رہے ہو نامیلس''...... عمران نے کہا۔

''نامیلس۔ یہ نامیلس کیا ہے''...... سلیمان نے حیرت سے کہا۔

''تم الٹے ہو تو میں نے تمہارا نام بھی الٹا کر دیا ہے۔ تمہارا نام ن پر ختم ہوتا ہے اگر تم اپنے نام سلیمان کو ن سے نام کے پہلے حرف س تک لاؤ تو تمہارا الٹا ہوا نام نامیلس ہی بنتا ہے۔ یقین نہیں ہے تو خود ہی دیکھ لو''...... عمران نے کہا اور سلیمان ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"تب تو مجھے آپ کو نارمع کہنا چاہئے"...... سلیمان نے کہا۔

"الٹے تم ہو میں نہیں۔ میرا نام عمران ہی ٹھیک ہے۔ تم اپنی اصلاح کرو"...... عمران نے کہا۔

"الٹا ہوا آپ کو میں دکھائی دے رہا ہوں۔ جو الٹا سوچتا ہے وہ خود ہی الٹا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کا نام بھی ایسا ہی ہونا چاہئے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ مجھے آپ سے الٹی باتیں کرنی چاہئیں تاکہ آپ کے الٹے ہوئے دماغ میں باتیں سیدھی ہو کر فٹ ہو سکیں"...... سلیمان نے کہا۔

"وہ کیسے"...... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نیم پآ یک یئل یئاچ ایال نوہ یدلج لیس یپ نیل ہنرو یئاچ یڈنھٹ وہ یئاج یگ"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران کی آنکھیں اپنے حلقوم میں سرچ لائٹس کی طرح گردش کرنے لگیں۔

"میں آپ کے لئے چائے لایا ہوں جلدی سے پی لیں ورنہ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ یہی کہا ہے نا تم نے۔ شکریہ۔ شکریہ۔ تمہارا بے حد شکریہ"...... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ دیکھا ہے نا آپ کا دماغ الٹا۔ الٹی بات کیسے آسانی سے سمجھ آ گئی آپ کو"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔ اسی لمحے کال بیل

بج اٹھی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"بجی گھنٹی"...... عمران نے فون سیٹ کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب آدمی کی کھوپڑی الٹی ہوئی ہو تو پھر اس سے سیدھی بات کی توقع ہی نہیں کی جا سکتی۔ یہ کال بیل بجنے کی آواز ہے ٹیلی فون کی گھنٹی آپ کے الٹے دماغ میں بجی ہے"...... سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور وہ مڑ کر کمرے سے نکلا اور تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

چند لمحوں کے بعد دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر دوسرے لمحے راہداری جیسے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازوں سے گونج اٹھی۔ اسی لمحے سلیمان بھاگتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

"بب بب۔ بڑے صاحب آئے ہیں"...... سلیمان نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور بڑے صاحب کا سن کر عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"ارے باپ رے۔ یہ بڑے صاحب صبح صبح یہاں کیسے آ گئے"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ فوراً اچھلا اور الٹی قلابازی لگاتے ہوئے صوفے کے پیچھے آ گیا۔ اس نے صوفے کے پیچھے سے سر نکال کر دروازے پر کھڑے سلیمان کی جانب دیکھا۔

"ان سے کہو کہ میں فلیٹ پر نہیں ہوں۔ میں گرمیوں کی چھٹیاں منانے کے لئے کسی تپتے ہوئے صحرا کے برفانی تودوں کا مزہ لینے کے لئے گیا ہوا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سر نیچے کرتا اسی لمحے سلیمان کے پیچھے سے سر سلطان نکل کر سامنے آ گئے۔ سر سلطان کو دیکھتے ہی عمران نے فوراً سر نیچے کر لیا۔ لیکن سر سلطان اسے دیکھ چکے تھے۔

"یہ بڑے صاحب تو نہیں البتہ بڑے ضرور ہیں۔ کھٹے دہی بڑے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ جس طرح سے سلیمان نے اسے بڑے صاحب کے آنے کے بارے میں بتایا تھا اس سے عمران بڑے صاحب کا مطلب سر عبدالرحمٰن سمجھا تھا۔

"عمران"...... اچانک کمرے میں سر سلطان کی آواز گونجی اور عمران یہ آواز سنتے ہی نہ صرف بوکھلا کر کھڑا ہو گیا بلکہ الٹ کر صوفے پر آ گرا اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو اس بار وہ صوفے سے اچھل کر فرش پر آ گرا۔

"اوہ اوہ۔ سس سس۔ دہی بڑے جناب۔ میں وہ وہ۔ ارے ہپ"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے اس کی نظریں سر سلطان کے ساتھ کھڑے ایک غیر ملکی پر پڑیں جو بڑی حیرت بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر عمران نے بے اختیار اپنا جسم سمیٹ لیا جیسے شلوار اور بنیان میں اسے غیر ملکی

کے سامنے شرم آ رہی ہو۔

"یہ کیا حماقت ہے۔ جاؤ جا کر جلدی سے ڈھنگ کا لباس پہن کر آؤ"...... سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جج جج۔ جی جی"...... عمران نے اسی انداز میں کہا اور تیزی سے دائیں دوڑا پھر وہ بائیں طرف آیا اور پھر پلٹ کر دیوار کی جانب دیکھنے لگا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جلد سے جلد اس کمرے سے نکل جانا چاہتا ہو مگر اسے کمرے سے نکلنے کے لئے کوئی راستہ دکھائی نہ دے رہا ہو۔ وہ احمقانہ انداز میں ادھر ادھر بھاگ رہا تھا۔

"عمران"...... سر سلطان نے دھاڑ کر کہا تو عمران نے بوکھلا کر ان کی طرف دیکھا اور پھر وہ بغیر رکے بھاگتا ہوا سر سلطان اور غیر ملکی کے درمیان سے نکلتا چلا گیا دوسرے لمحے اس نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور دروازے میں غائب ہو گیا۔

"یہ کون ہے"...... غیر ملکی نے سر سلطان کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ وہی عمران ہے جس سے میں آپ کو ملانے کے لئے لایا ہوں"...... سر سلطان نے ہونٹ بھینچ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ عمران کو مختصر سے لباس میں دیکھ کر ان کے چہرے پر بھی ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ۔ یہ ہے عمران"...... غیر ملکی نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ آپ فکر نہ کریں سر وائلی۔ یہ وہی عمران ہے جس

کے بارے میں آپ کو میں نے تفصیل بتائی تھی''...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سٹنگ روم میں پڑے ہوئے ایک صوفے پر بیٹھ گئے۔ ان کے کہنے پر سر وائلی بھی بادل نخواستہ ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر بدستور ناگواری کے تاثرات تھے۔ تھوڑی بعد جب عمران واپس آیا تو اس نے انتہائی شاہانہ لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے جسم پر نقرئی تاروں سے منقش شیروانی تھی۔ گلے میں مختلف رنگوں کے قیمتی موتیوں کی مالائیں تھیں۔ پیروں میں تلے والی شاہی جوتی اور اس کے سر پر باقاعدہ کسی ریاست کا سنہری تاج رکھا ہوا تھا۔ اس کے پہلو میں ایک نیام بھی تھی جس سے تلوار کا سنہری دستہ نکلا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

''پرنس آف ڈھمپ معزز مہمانوں کو اپنے ڈھمپ محل میں آنے پر خوش آمدید کہتا ہے''...... عمران نے ان دونوں کے سامنے باقاعدہ جھک کر کورنش بجا لاتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ یہ سر وائلی ہیں۔ یہ شوگران سے آئے ہیں اور ان کا تعلق شوگران کی ایک سیکرٹ ایجنسی بلیک کراؤن سے ہے جن کے یہ چیف ہیں''...... سر سلطان نے عمران کی حماقت دیکھ کر فوراً غیر ملکی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''شوگران۔ خوب بہت ہی خوب۔ پھر تو یہ چائے اور کافی بغیر شوگر کے ہی پیتے ہوں گے۔ اور کچھ نہیں تو اسی بہانے سے ہمارے محل کی شوگر کی تو بچت ہو جائے گی یہ پھیکی چائے یا کافی میں اپنے

ملک کا نام لے کر پھونک ماریں گے تو انہیں شوگر کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہو گی۔ میں تو کہتا ہوں کہ ان کے خون میں شوگر ہی شوگر بھری ہوئی ہو گی۔ اگر یہ اجازت دیں تو میں ان کی ایک انگلی کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کر لوں۔ ہمارے ہاں شوگر کی ہی پرابلم رہتی ہے۔ جس روز ہمیں شوگر نہیں ملے گی ہم ان کی انگلی چائے یا کافی میں ڈبو کر شوگر کی مٹھاس بھر لیا کریں گے''...... عمران نے کہا اور اس نے نیام سے تلوار نکال کر ہاتھ میں لے لی اور یوں سر وائلی کی جانب بڑھا جیسے وہ ایک ہی جھٹکے سے سر وائلی کی ایک انگلی تو کیا پورا ہاتھ اُڑا دینا چاہتا ہو۔ عمران کے ان فقروں سے سر وائلی کا چہرہ سرخ ہو گیا اور سر سلطان کے چہرے بھی خجالت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''مجھے آپ سے مل کر بہت خوشی محسوس ہوئی ہے جناب''۔ عمران نے احمقانہ انداز میں کہا اور ہاتھ ملانے کی بجائے سر وائلی کی جانب تلوار بڑھا دی۔

''عمران۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ یہ ہمارے معزز مہمان ہیں''۔ سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ سوری۔ مجھے آپ سے مل کر کوئی خوشی نہیں ہوئی جناب بلکہ آپ کو دیکھ کر مجھے بہت دکھ اور افسوس ہو رہا ہے۔ آپ اتنے دبلے پتلے ہیں کہ پھونک مارو تو ہوا میں اُڑ جائیں۔ آپ جیسے انسان کو کسی ایجنسی کا چیف نہیں بلکہ شوگران کا ہیلتھ منسٹر ہونا چاہئے

تھا تاکہ آپ کی صحت دیکھ کر عوام کو اس بات کا احساس ہوتا کہ آپ کس قدر قلیل خوراک استعمال کرتے ہیں تاکہ غریب عوام کے لئے کچھ بچا سکیں۔ اور......" عمران کی زبان ایک بار چلنے پر آئی تو رکے بغیر چلتی ہی چلی گئی۔ اس کی بات ابھی پوری ہی نہیں ہوئی تھی کہ سر وائلی غصیلے انداز میں ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"سر سلطان۔ میں ایسی باتوں کا عادی نہیں ہوں۔ آپ مجھے اجازت دیں۔ میں یہاں نہیں رک سکتا"...... سر وائلی نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر وائلی۔ میں نے آپ کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ عمران ایسا ہی ہے۔ آپ اس کی باتوں پر نہ جائیں"...... سر سلطان نے سر وائلی کو اٹھتے دیکھ کر خود بھی اٹھ کر انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جی ہاں۔ آپ میری باتوں پر کہیں نہ جائیں۔ اگر آپ کو کہیں جانا ہو تو کسی ٹیکسی، کار یا پھر موٹر بائیک پر جائیں تاکہ آپ آسانی سے اپنی منزل پر پہنچ جائیں"...... عمران نے کہا۔

"سنو عمران۔ اب سنجیدہ ہو جاؤ۔ اگر تم سنجیدہ نہ ہوئے تو میں واقعی سر وائلی کو لے کر یہاں سے چلا جاؤں گا"...... سر سلطان نے عمران سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تو آپ چاہتے ہیں کہ میں ان سے حال احوال پوچھے بغیر ہی انہیں اور آپ کو چائے پلوا دوں"...... عمران بھلا آسانی

سے کہاں باز آنے والا تھا۔ اس کی بات سن کر سر سلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ان کے کہنے پر سر وائلی ایک بار پھر صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

"عمران پلیز"...... سر سلطان نے جبڑے بھینچتے ہوئے بے بسی کے عالم میں کہا۔

"اوہ۔ اس قدر عاجزی۔ اس قدر انکساری۔ اب تو مجھے کچھ کرنا ہی پڑے گا۔ اب میرے بجٹ میں ہو یا نہ ہو۔ مجھے آپ کے لئے اور آپ کے معزز مہمان کے لئے چائے تو بنوانی ہی پڑے گی چاہے اس کے لئے مجھے شہر کا کوئی بنک ہی کیوں نہ لوٹنا پڑے۔ سلیمان۔ بھائی سلیمان"...... عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور پھر اونچی آواز میں سلیمان کو آوازیں دینا شروع ہو گیا۔ ابھی اس نے سلیمان کو چند آوازیں ہی دی تھیں کہ اسی لمحے سلیمان ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آ گیا۔ ٹرالی میں چائے کے ساتھ دوسرے لوازمات دیکھ کر عمران یوں اچھل پڑا جیسے اس نے ایسی چیزیں زندگی میں پہلی بار دیکھی ہوں۔

"ارے باپ رے۔ اتنا کچھ۔ یہ سب کہاں سے آ گیا۔ میں نے صبح تم سے ناشتہ مانگا تھا تو تم نے میرے سامنے چائے کا ایک کپ لا کر رکھ دیا تھا کہ اس کے سوا کچن میں کچھ نہیں ہے اور اب۔ اب یہ سب کچھ کہاں سے آ گیا"...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”میں نے کہا تھا کہ آپ کے لئے کچن میں کچھ نہیں ہے۔ یہ نہیں کہا تھا کہ میرے لئے اور فلیٹ میں آنے والے معزز مہمانوں کے لئے بھی کچھ نہیں ہے“...... سلیمان نے ترقی بہ ترقی جواب دیتے ہوئے کہا اور سر سلطان کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی جبکہ عمران دیدے گھما کر رہ گیا۔ سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا سر سلطان اور سر وائلی کے سامنے لے آیا۔

”بندۂ خدا۔ میں تو ان کے سامنے مفلسی اور تنگدستی کا رونا رو رہا تھا تا کہ میں اپنے لئے نہیں تو تمہارے لئے سر سلطان سے کچھ اینٹھ سکوں لیکن تم نے یہ سب لا کر میرا سارا کام ہی چوپٹ کر کے رکھ دیا ہے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ کو مہمان نوازی نہیں آتی تو کم از کم آپ خاموش تو رہ سکتے ہیں۔ میں یہ سب آپ کے لئے نہیں معزز مہمانوں کے لئے لایا ہوں“...... سلیمان نے عمران کو ڈانٹنے والے انداز میں کہا اور اس کی ڈانٹ سن کر عمران یوں سہم گیا جیسے بچہ باپ کی ڈانٹ سن کر سہم جاتا ہے۔ سر سلطان کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔ سلیمان نے بڑے اہتمام سے سر سلطان اور سر وائلی کے لئے چائے بنائی اور پھر انہیں انتہائی سلیقے سے سرو کرنے لگا۔ اس نے سنیکس اور دوسرے لوازمات بھی بڑے ادب سے سر سلطان اور سر وائلی کو پیش کرنے شروع کر دیئے۔

”عمران کی باتوں پر نہ جائیں سر وائلی۔ جب آپ اس کی

فطرت سے واقف ہو جائیں گے تو پھر آپ خود بھی اس کی باتوں سے محظوظ ہونا شروع کر دیں گے“...... سر سلطان نے سر وائلی سے کہا تو سر وائلی نے اثبات میں سر ہلا دیا البتہ ان کے چہرے پر بدستور کبیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”سر سلیمان۔ اگر اجازت دیں تو میں بھی ان کے ساتھ ناشتہ کر لوں“...... عمران نے سہمی ہوئی نظروں سے سلیمان کی جانب دیکھتے ہوئے کہا اس نے جان بوجھ کر سلیمان کو سر کہا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ آ جائیں“...... سلیمان نے بڑے شاہانہ لہجے میں کہا تو عمران نے فوراً بتیسی نکالی اور تیزی سے ایک کرسی گھسیٹ کر ٹرالی کے سامنے آ گیا۔ وہ ٹرالی میں رکھی ہوئی چیزوں پر ندیدوں کی طرح ٹوٹ پڑا جیسے اس نے واقعی کئی روز سے کچھ کھایا ہی نہ ہو۔ اسے اس طرح کھاتے دیکھ کر سر سلطان کا چہرہ سرخ ہونا شروع ہو گیا تھا۔ سر وائلی کے چہرے پر بھی موجود کبیدگی کے تاثرات مزید بڑھ گئے تھے۔

”اللہ پاک۔ تیرا شکر ہے جو تو نے کنگلے باورچی کے ہاتھوں معزز مہمانوں کے ذریعے ہی سہی مجھے بھی اتنا کچھ کھانے کے لئے دے دیا ہے ورنہ میں تو ایسی چیزیں دیکھنے کو بھی ترس گیا تھا“۔ عمران نے سیر ہو کر کھانے کے بعد کہا۔ سر سلطان اور سر وائلی بھی ناشتہ ختم کر چکے تھے۔ جب ان تینوں نے چائے پی لی تو سلیمان برتن سمیٹنے میں مصروف ہو گیا اور پھر وہ برتن سمیت کر ٹرالی دھکیلتا

ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"جی جناب۔ اب آپ مجھے اطمینان سے اپنی آمد کے بارے میں بتا سکتے ہیں میں ہمہ نوش اور ہمہ تن توش کے بعد اب ہمہ تن گوش ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے۔ جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ ان کا نام سر وائلی ہے یہ میرے دوست ہیں۔ یہ مجھے کچھ بتانے کے لئے خصوصی طور پر شوگران سے یہاں آئے ہیں۔ انہوں نے مجھے جو کچھ بتایا ہے اسے سن کر میں انہیں یہاں لے آیا ہوں تاکہ ان سب باتوں کا تمہیں بھی علم ہو سکے"...... سر سلطان نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"کیا بتایا ہے انہوں نے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور اس کے چہرے پر اچانک چھانے والی سنجیدگی دیکھ کر سر وائلی حیران رہ گئے۔ کہاں عمران ان کے سامنے ایک احمق اور لا ابالی سا انسان دکھائی دے رہا تھا اور اب اس کے چہرے پر ٹھوس چٹانوں کی سی سختی اور سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔

"آپ بتائیں گے یا میں بتاؤں"...... سر سلطان نے سر وائلی کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں بتاتا ہوں"...... سر وائلی نے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سر وائلی نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک لفافہ نکال کر عمران کی جانب بڑھا دیا۔

"یہ تصویریں دیکھیں پھر میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں"۔ سر وائلی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے لفافہ کھولا۔ لفافے میں تصویروں کا پلندہ تھا۔ عمران نے پہلی تصویر دیکھی تو اس کے چہرے پر سنجیدگی قدرے گہرے ہو گئی۔ اس تصویر میں ایک پہاڑی دکھائی دے رہی تھی جس میں ایک بڑا سا سوراخ بنا ہوا تھا۔ یہ سوراخ پہاڑی کے درمیانی حصے میں تھا۔ پہاڑی سوراخ میں سے ایک نیلے رنگ کی روشنی سی داخل ہو کر دوسری طرف گزرتی دکھائی دے رہی تھی گو کہ یہ روشنی انتہائی مدہم تھی لیکن تصویر سے صاف لگ رہا تھا جیسے نیلی روشنی پہاڑی کے ایک حصے سے ٹکرائی ہو اور پہاڑی کو جلا کر اس میں سوراخ بناتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی ہو۔ عمران نے دوسری تصویر دیکھی۔ اس تصویر میں بھی اسی پہاڑی کا منظر تھا۔ جسے دوسرے زاویئے سے کھینچا گیا تھا۔ عمران تصویریں دیکھتا رہا۔ اسے تصویروں میں مختلف پہاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں جن میں چھوٹے بڑے ایسے ہی سوراخ بنے ہوئے تھے جن میں سے نیلی روشنی گزرتی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے علاوہ چند تصویروں میں ٹھوس چٹانیں دکھائی دے رہی تھیں جو یوں جلی ہوئی تھیں جیسے انہیں باقاعدہ ہزاروں فارن ہیٹ سے جلانے کی کوشش کی گئی ہو۔ چند تصویریں ایک بڑی جھیل کی تھی۔ چند تصویروں میں جھیل پانی سے بھری ہوئی دکھائی دے رہی تھی لیکن اگلی تصویروں میں اس جھیل کا پانی بھاپ بن کر اُڑتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ پانی میں باقاعدہ بلبلے

سے بنے ہوئے تھے جیسے جھیل کے نیچے لاوا ہو جو جھیل کا پانی ابال رہا ہو۔ اس سے اگلی تصویروں میں اس جھیل کا پانی مکمل طور پر خشک ہو چکا تھا۔ اس جھیل پر بھی وہی ہلکی نیلی روشنی دکھائی دے رہی تھی جو عمران نے پہاڑیوں میں بنے ہوئے سوراخوں سے گزرتے دیکھی تھی۔

''یہ سب کیا ہے۔ یہ پہاڑیوں کے سوراخ۔ یہ جھیل کا بھاپ بن کر اُڑنا اور یہ نیلی روشنی''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ تصویریں ہم نے اپنے سپائی سیٹلائٹ سے حاصل کی ہیں۔ ان تصویروں سے ہمیں ایک اہم ترین راز کا انکشاف ہوا ہے۔ اس انکشاف کے بارے میں جب ہم نے اپنی سپیشل فورسز سے تحقیقات کرائیں تو ہمیں اس انکشاف کی مزید معلومات ہوئیں۔ سپیشل فورس جس کا تعلق میری ایجنسی بلیک کراؤن سے ہے کی رپورٹ جب مجھے پیش کی گئی تو میں نے یہی مناسب سمجھا کہ میں غیر سرکاری طور پر یہاں آؤں اور سر سلطان کو تمام تر تفصیلات سے آگاہ کر دوں کیونکہ سپیشل فورس کی رپورٹ کے مطابق اس انکشاف کا تعلق پاکیشیا سے تھا اور اگر میں یہاں سرکاری طور پر آتا تو ان پہاڑیوں میں سوراخ بنانے والوں اور جھیل کا پانی خشک کرنے والوں کو پتہ چل جاتا کہ مجھے ان کے راز کا علم ہو چکا ہے۔ میں اس راز کے بارے میں خط لکھ کر یا فون کر کے بھی سر سلطان کو آگاہ نہیں کر سکتا تھا

اس لئے میں رات کو خفیہ طور پر یہاں پہنچ گیا تھا اور صبح ہوتے ہی میں سر سلطان کے آفس میں پہنچ گیا۔ سر سلطان کو تو میں نے راز سے آگاہ کر دیا ہے لیکن یہ چاہتے ہیں کہ اس راز میں تمہیں بھی شریک کیا جائے۔ انہوں نے مجھے تمہارے بارے میں بہت کچھ بتایا تھا چنانچہ ہم یہاں آ گئے''...... سر وائلی نے بڑی تفصیل سے تمہید بیان کرتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ وہ راز کیا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ مرغی کے کسی انڈے سے ہاتھی کا بچہ نکل آیا ہو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے سر وائلی کی اس تمہید پر شدید غصہ آ رہا تھا۔

''پلیز عمران۔ اب پٹری سے نہ اترنا''...... سر سلطان نے عمران کی منت کرنے والے انداز میں کہا کیونکہ انہوں نے عمران کے ریمارکس پر سر وائلی کا چہرہ ایک بار پھر سرخ ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

''اگر یہ آپ کا شاہی فرمان ہے تو میں پھر ٹریک پر آ جاتا ہوں جناب''...... عمران نے سنجیدہ ہو کر کہا تو سر سلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''سب سے پہلے ہمارے سپائی سیٹلائٹ نے انکشاف کیا کہ کافرستان کے شمالی ساحل کے قریب ایک غیر آباد جزیرے پر کوئی غیر معمولی کارروائی کی جا رہی ہے۔ ہم نے سپائی سیٹلائٹ سے خفیہ طور پر اس جزیرے کو سرچ کرنا شروع کیا تو ہمیں وہاں بے

شمار ہیلی کاپٹر حرکت کرتے ہوئے دکھائی دیئے۔ یہ سامان بردار ہیلی کاپٹر تھے جن سے اس جزیرے پر بڑے بڑے کرینٹس اور مشینیں لے جاتی دکھائی دی تھیں۔ یہ سامان ایسا تھا جسے دیکھ کر لگتا تھا کہ اس جزیرے پر کوئی بہت بڑی اسلحہ ساز فیکٹری بنانے کی تیاری کی جا رہی ہو۔ وہاں چونکہ بے شمار افراد موجود تھے اس لئے ایسا لگ رہا تھا جیسے اسلحہ ساز فیکٹری انتہائی عجلت اور تیزی سے بنانے کی تیاریاں کی جا رہی ہوں۔ میں نے اپنے فارن ایجنٹوں سے رابطہ کیا تو مجھے رپورٹس ملی کہ کافرستان واقعی اس جزیرے پر ایک ایسی اسلحہ ساز فیکٹری بنانے کی تیاری کر رہا ہے جہاں وہ خفیہ طور پر عام اور روائتی ہتھیار بنانے کی بجائے ایک مخصوص گن بنانا چاہتے ہیں جسے ریز گن کہا جاتا ہے۔ اس گن کا نام ہاٹ گن رکھا گیا ہے اور یہ کافرستان کے ایک سائنس دان نے ذاتی طور پر ایجاد کی ہے اسی گن سے نکلنے والی ریز سے بڑے بڑے اور ٹھوس پہاڑوں میں بھی ایک لمحے میں سوراخ کئے جا سکتے ہیں جھیل سمیت دریاؤں کا پانی بھی ایک لمحے میں بھاپ بنا کر اُڑایا جا سکتا ہے۔ ہاٹ گن سے نکلنے والی ریز ہالو ریز ہے جسے کسی آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا لیکن ہمارے سپائی سیٹلائٹ نے اس ریز کی تصاویر لے لی ہیں۔ یہ نیلی روشنی اسی تباہ کن ریز کی ہے۔ اس ریز سے بڑی سے بڑی فوج اور اس فوج کے اسلحہ کو ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں جلا کر خاکستر کیا جا سکتا ہے اور میری معلومات کے مطابق اس ریز کی رینج کی دو

ہزار میٹر تک ہوسکتی ہے۔ فارن ایجنٹوں نے جزیرے میں جا کر بھی تحقیقات کی تھیں۔ ان کی دی ہوئی رپورٹ سے ساری حقیقت میرے سامنے آ گئی ہے۔ کافرستان اس جزیرے پر انڈر گراؤنڈ واقعی اسلحہ ساز فیکٹری تیار کرنے میں مصروف ہے جہاں صرف ہاٹ گنیں ہی تیار کی جائیں گی اور عام روائتی گنوں کی جگہ جنگ میں جب ان گنوں کا استعمال کیا جائے گا تو کافرستان اپنی مخالف فوج کا ایک لمحے میں صفایا کر سکتا ہے یہاں تک کہ ان گنوں سے آسمانوں میں اُڑتے ہوئے جنگی طیاروں کو بھی آسانی سے نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔ جب یہ ساری رپورٹ مجھے ملی تو میں نے یہی مناسب سمجھا کہ میں پاکیشیا کو کافرستان کے عزائم سے باخبر کر دوں۔ اگر کافرستان ہاٹ گنیں بنانے میں کامیاب ہو گیا تو یہ بات یقینی ہے کہ کافرستان سب سے پہلے اس کا استعمال پاکیشیا کے خلاف ہی کرے گا اور اس گن کے سامنے پاکیشیا کا تمام دفاعی نظام مکمل طور پر ریت کی دیواروں کی طرح ڈھے جائے گا اور کافرستان کو پاکیشیا پر برتری حاصل ہو جائے گی۔ ایسی برتری کہ وہ جب چاہے پاکیشیا کو ایک لمحے میں جلا کر راکھ بنا سکتا ہے اور پاکیشیا چونکہ ہمارا دوست ملک ہے اس لئے اس کی تباہی ہمیں کسی صورت میں قبول نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ میں اس وقت تمام تر ثبوتوں کے ساتھ آپ کے پاس آیا ہوں''...... سر وائلی نے کہا اور انہوں نے جیب سے ایک مڑی تڑی فائل نکال کر اسے سیدھے کرتے ہوئے عمران

کی جانب بڑھا دی۔ عمران جو جبڑے بھینچے ہاٹ گن اور کافرستانی عزائم کے بارے میں سن رہا تھا، نے فائل اٹھائی اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ فائل میں جزیرے کا نام 'کالینڈ' لکھا ہوا تھا۔ فائل میں چند کاغذات اور مزید تصویریں بھی تھیں جو بلیک کراؤن کے ایجنٹوں نے خفیہ طور پر حاصل کی تھیں۔ اس فائل کی رپورٹ کے مطابق کافرستان تیزی سے جزیرہ کالینڈ پر اسلحہ ساز فیکٹری تیار کر رہا تھا جہاں وہ بڑے پیمانے پر ہاٹ گن تیار کرنا چاہتا تھا۔ ایک تصویر میں اسے ایک ہیلی کاپٹر سے اترتا ہوا شاگل دکھائی دیا۔

''ہونہہ۔ تو اس جزیرے کی حفاظت کی ذمہ داری شاگل کے پاس ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ ہماری رپورٹ کے مطابق جزیرے پر ہونے والی ساری کارروائی اور جزیرے کی حفاظت کی ذمہ داری کافرستان سیکرٹ سروس کے پاس ہے اور کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل بذات خود اس کی نگرانی کر رہے ہیں''...... سر وائلی نے جواب دیا۔ عمران کچھ دیر غور سے رپورٹ پڑھتا اور تصویریں دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر فائل میز پر رکھ دی۔

''عمران بیٹے۔ اب جزیرہ کالینڈ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ میں اس معاملے کو صدر مملکت کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا لیکن میں نے سوچا کہ اس سلسلے میں پہلے تم سے بات کر لی جائے''۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا سر سلطان نے عمران سے مخاطب ہوتے

ہوئے پوچھا۔

''اچھا کیا ہے جو آپ نے ابھی یہ رپورٹ صدر صاحب کو پیش نہیں کی ہے۔ اگر آپ ایسا کرتے تو یہاں موجود کافرستانی ایجنٹوں کو بھی اس کی بھنک لگ جاتی کہ وہ جزیرہ کالینڈ میں جو اسلحہ سازی کی خفیہ فیکٹری تیار کر رہے ہیں اس کی ہمیں خبر مل چکی ہے۔ ایسی صورت میں کافرستان اس جزیرے سے اپنا تمام سامان سمیٹ لے جاتا اور پھر وہ یہ کام کسی ایسی جگہ کرنا شروع کر دیتا جس کے بارے میں شاید ہمیں کوئی خبر ہی نہ ملتی۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں اس جزیرے اور جزیرے پر تیار ہونے والی خوفناک ہاٹ گنز کا بروقت پتہ چل گیا ہے اور یہ سب سر وائلی کے مرہون منت ہے۔ اگر یہ سپائی سیٹلائٹ سے اس جزیرے کا سرچ نہ کرتے تو شاید یہ بھی اس جزیرے میں کوئی دلچسپی نہ لیتے اور ہمیں علم ہی نہ ہوتا کہ کافرستان اسلحے کی دوڑ میں اس قدر آگے نکل چکا ہے جس سے ہم اس کے سامنے سر بھی نہیں اٹھا سکتے تھے۔ یہ کام چونکہ سر وائلی اور ان کی ایجنسی نے کیا ہے اس لئے میں ان کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں کہ یہ اس قدر نامساعد حالات کے باوجود خفیہ طور پر پاکیشیا آئے اور انہوں نے ہمیں کافرستان کی بھیانک سازش سے آگاہ کرنے کے لئے اپنی ایجنسی سے اتنا کام کرایا۔ میں واقعی آپ کا بے حد شکر گزار ہوں سر وائلی۔ بے حد شکر گزار اور میں اپنی احمقانہ حرکتوں

کے لئے آپ سے معذرت چاہتا ہوں جو میری فطرت بن چکی ہے لیکن بہرحال میری باتوں سے آپ کو جو کوفت ہوئی ہے اس کے لئے میں آپ سے شرمندہ ہوں''...... عمران نے خلاف توقع بڑے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران کو ایسے الفاظ ادا کرتے دیکھ کر سر سلطان حیران رہ گئے کیونکہ عمران سے کسی قسم کی معذرت اور خاص طور پر شرمندہ ہونے کی توقع ان کے تصور میں بھی نہ تھی۔

''مجھے آپ کے بارے میں سر سلطان نے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا مسٹر عمران، لیکن چونکہ میں آپ سے پہلی بار ملا ہوں اور مجھے ان باتوں کی عادت نہیں ہے اس لئے مجھے آپ کی باتوں پر واقعی غصہ آ رہا تھا''...... سر وائلی نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

''بہرحال آپ نے یہ راز پہنچا کر مجھ پر ہی نہیں پاکیشیا کی کروڑوں عوام پر احسان کیا ہے سر وائلی جس کے لئے میں آپ کا اپنی طرف سے اور اپنی پوری قوم کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں''...... عمران نے اسی سنجیدگی سے کہا۔

''اس جزیرے کو مکمل طور پر تباہ ہونا چاہئے عمران بیٹے ورنہ پاکیشیا واقعی کافرستان کے سامنے کبھی سر نہیں اٹھا سکے گا''...... سر سلطان نے عمران سے مخاطب ہو کر ٹھوس لہجے میں کہا۔

''آپ درست کہہ رہے ہیں۔ اس جزیرے کا واقعی تباہ ہونا ضروری ہے لیکن یہ بھی دیکھ لیں کہ کافرستان کو اس جزیرے کی اہمیت کا پورا پورا احساس ہے اس لئے ظاہر ہے انہوں نے اس کی

حفاظت کے لئے فول پروف انتظام کئے ہوں گے جو ناقابل شکست ہو سکتے ہیں۔ میری نظر میں اس جزیرے کی تباہی انتہائی مشکل ٹارگٹ ہو گا اور وہ بھی کافرستان سیکرٹ سروس کی موجودگی میں جس کا سربراہ شاگل جیسا پاگل انسان ہے''...... سر وائلی نے کہا۔ ان کی بات سن کر عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''شاگل کے بارے میں آپ کا تجزیہ بالکل درست ہے سر وائلی وہ صرف نام کا شاگل ہے حقیقت میں اس سے بڑا پاگل دنیا میں اور کوئی نہیں ہے اور میں پاگلوں کا علاج کرنا جانتا ہوں۔ شاگل جیسے پاگل کو تو میں جوتے مار مار کر سیدھا کر سکتا ہوں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں نے آپ کو ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا ہے اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ اس سلسلے میں کیا کرتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو غیر سرکاری طور پر میں اور میری ایجنسی آپ کی ہر ممکن مدد کرنے کے لئے تیار ہے۔ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے شانہ بشانہ کافرستان کے اس جزیرے کو تباہ کرنے کا عزم رکھتے ہیں''...... سر وائلی نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ آپ کا شکریہ۔ آپ نے ہمیں جزیرے کے راز سے آگاہ کر دیا ہے ہمارے لئے یہی بہت ہے اور اس کے لئے میں اپنی قوم کی طرف سے بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بازوؤں میں ابھی اتنا دم ہے کہ وہ کافرستان کی

سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکے اور اسے ناکوں چنے چبوا سکے''...... عمران نے کہا۔

''پھر بھی آپ کو ہماری کہیں بھی ضرورت ہو تو ہمیں آپ کے ساتھ کام کر کے خوشی ہو گی''...... سر وائلی نے خوش اخلاقی سے کہا۔

''ہمیں بھی آپ کے ساتھ کام کر کے خوشی ہو گی لیکن کافرستان چونکہ پاکیشیا کا ازلی دشمن ہے اور آئے دن پاکیشیا کے خلاف سازشیں کرتا رہتا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ان کی سازشوں کا تار و پود ہمارے ہاتھوں بکھرے۔ انہیں ہم بتا دیں کہ وہ کوئی بھی سازش کر لیں ہم یہاں ہاتھ پاؤں باندھ کر اور آنکھیں بند کر کے بیٹھے نہیں رہتے۔ ہم بھی کام کرنا جانتے ہیں اور ان کی سازشوں کو ختم کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ ہماری سروس جب طوفان کا روپ دھار کر کافرستان کی سازشوں کا جواب دینے جاتی ہے تو اس کی گونج پورے کافرستان میں سنائی دیتی ہے جسے وہ بھلانا بھی چاہیں تو نہیں بھول سکتے''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا میں ابھی اس رپورٹ کے بارے میں پرائم منسٹر یا صدر صاحب کو آگاہ نہ کروں''...... سر سلطان نے پوچھا۔

''نہیں۔ جس طرح کافرستان خفیہ طور پر اسلحہ ساز فیکٹری بنا رہا ہے ہم بھی خفیہ طور پر وہاں جائیں گے اور خفیہ طور پر ہی ان کی فیکٹری کو ملیا میٹ کر کے واپس آ جائیں گے۔ اس سلسلے میں سر وائلی کو بھی احتیاط برتنی ہو گی کہ کسی بھی طرح کافرستان کو اس بات

کا علم نہ ہو سکے کہ آپ جزیرہ کالینڈ کا راز جان چکے ہیں اور آپ نے اس راز سے ہمیں بھی آگاہ کر دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں عمران صاحب۔ یہ راز میرے سینے میں ہے اور ہمیشہ اسی میں دفن رہے گا''...... سر وائلی نے خندہ پیشانی سے کہا۔

''گڈ۔ مجھے آپ پر فخر ہے''...... عمران نے کہا۔

''سر وائلی اب آپ بے فکر ہو جائیں۔ اگر عمران نے حامی بھر لی ہے تو سمجھ لیں کہ کافرستانی جزیرہ کالینڈ کو اب تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ وہاں اب کسی بھی صورت میں اسلحہ ساز فیکٹری تیار نہیں ہو گی اور اگر ہو بھی گئی تو عمران اور اس کے جیالے ساتھی فیکٹری کو جزیرے سمیت ختم کر دیں گے''...... سر سلطان نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا تو سر وائلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میں چیف سے بات کر لیتا ہوں اور ان سے بات کرنے کے بعد آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ جزیرہ کالینڈ کے سلسلے میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ چیف کو جب ساری صورتحال کا پتہ چلے گا تو وہ ہمیں کافرستان اور جزیرہ کالینڈ جانے سے نہیں روکیں گے اور ہمیں اس مشن پر کام کرنے کی اجازت بھی دے دیں گے''...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر انہوں نے عمران سے چند رسمی سی باتیں کیں اور پھر وہ سر وائلی کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔

سر وائلی نے اس بار عمران کے ساتھ انتہائی تپاک سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ سر سلطان کے ساتھ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ عمران کے چہرے پر واقعی گہری سنجیدگی تھی۔ ہاٹ گن کے بارے میں رپورٹ دیکھ کر اس کے ذہن میں طوفان سا اٹھ رہا تھا۔ کافرستان نے ہاٹ گن بنا کر واقعی نہ صرف پاکیشیا بلکہ پوری دنیا کے اسلحہ کی طاقت کو عدم استحکام کا شکار کر دیا تھا۔ اگر یہ گنیں وافر تعداد میں تیار ہو جاتیں تو کافرستان کی طاقت پوری دنیا میں بڑھ جاتی اور وہ جب چاہتا پاکیشیا کے خلاف فوج میدان میں اتار سکتا تھا اور ہاٹ گن کی موجودگی میں پاکیشیا کا کوئی اسلحہ نہ ٹھہر سکتا تھا۔ وہ ہاٹ گن سے سینکڑوں کلو میٹر کے فاصلے سے ہی انہیں جلا کر بھسم کر سکتے تھے جس سے بچنے کے لئے ان کے پاس کوئی طریقہ نہیں تھا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ اسے اپنی ٹیم لے جا کر جلد سے جلد ہاٹ گن تیار کرنے والی فیکٹری تباہ کرنی ہو گی اور اس سائنس دان کو بھی ہلاک کرنا ہو گا جس نے ہاٹ گن تیار کی ہے۔ اس کے علاوہ عمران یہ بھی سوچ رہا تھا کہ اگر اسے ہاٹ گن کا فارمولا مل جائے تو اس کی مدد سے پاکیشیا ہاٹ گن بنا کر دنیا میں نہ صرف اپنا نام پیدا کر سکتا ہے بلکہ کافرستان پر بھی اپنی طاقت کی اس قدر دھاک بٹھا سکتا ہے کہ کافرستان اس کی طرف کبھی میلی آنکھ سے دیکھنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتا۔

''سلیمان''...... عمران نے اٹھ کر سلیمان کو آواز دیتے ہوئے

کہا۔ خلاف توقع سلیمان فوراً کمرے میں آ گیا۔

''جی صاحب''...... سلیمان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں دانش منزل جا رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ آج رات بلکہ کئی روز تک میری واپسی نہ ہو سکے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ٹھیک ہے صاحب۔ آپ بے فکر ہو کر جائیں۔ میں دعا کروں گا کہ آپ اور آپ کے ساتھی جس مقصد کے لئے کافرستان جا رہے ہیں اس میں کامیاب و کامران ہو کر لوٹیں''...... سلیمان نے دعا دیتے ہوئے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ وہ جانتا تھا کہ سلیمان نے سر سلطان، سر وائلی اور اس کی باتیں سن لی ہیں اس لئے وہ بے حد سنجیدہ تھا۔ عمران نے اس سے ہاتھ ملایا اور پھر اسے الوداع کہتا ہوا فلیٹ سے نکلتا چلا گیا۔

تیز سیٹی کی آواز سن کر کمرے میں موجود ایک جہازی سائز کی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا شاگل بری طرح سے چونک پڑا۔ اس نے سامنے رکھی ہوئی فائل بند کی اور ہاتھ بڑھا کر میز کی سائیڈ پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس کا بٹن پریس کر کے اسے آن کر لیا۔

''ہیلو ہیلو۔ نائن ون کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ چیف شاگل سپیکنگ۔ اوور''...... شاگل نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر یہ کال سن کر قدرے حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ یہ کال اس کے لئے غیر متوقع تھی۔ نائن ون کا تعلق کافرستانی سیکرٹ سروس کے خصوصی فارن ایجنٹس سے تھا۔

''چیف۔ پاکیشیا سے ایک اہم رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ میں

آپ کو اس رپورٹ کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔ اوور''۔ نائن ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہید مت باندھو نانسنس۔ رپورٹ کیا ہے۔ اوور''...... شاگل نے نائن ون کو اپنی عادت کے مطابق ٹوکتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ پاکیشیا میں موجود ہمارے ایک سپیشل فارن ایجنٹ نمبر تھرٹین نے رپورٹ دی ہے کہ شوگران کی ایک خفیہ ایجنسی بلیک کراؤن کا چیف وائلی خفیہ طور پر پاکیشیا پہنچا تھا۔ اوور''...... نائن ون نے گھبرا کر تیز تیز اور اونچے لہجے میں کہا اور بلیک کراؤن کے چیف وائلی کے پاکیشیا پہنچنے کا سن کر شاگل بری طرح سے چونک پڑا۔

''بلیک کراؤن کا چیف خفیہ طور پر پاکیشیا آیا تھا۔ کیا مطلب۔ وہ پاکیشیا کیوں گیا تھا اور کس سے ملا تھا اور نمبر تھرٹین کو کیسے علم ہوا کہ وہ وائلی ہے جس کا تعلق شوگرانی ایجنسی بلیک کراؤن سے ہے۔ کیا وہ ذاتی طور پر اسے جانتا تھا اور کیا وائلی پاکیشیا میں اپنے اصلی روپ میں گیا تھا۔ کیا مطلب ہوا ان سب باتوں کا نانسنس اور کیا میں بہرہ ہوں جو تم گلا پھاڑ کر بول رہے ہو۔ نانسنس اوور''۔ شاگل نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ۔ وہ۔ چیف۔ وہ نمبر تھرٹین کا شوگران میں متعدد بار بلیک کراؤن ایجنسی سے ٹکراؤ ہو چکا ہے اور وہ وائلی کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔ اس کے کہنے کے مطابق وہ وائلی کو کسی بھی

روپ میں ہونے کے باوجود آسانی سے پہچان سکتا ہے۔ وائلی وہاں میک اپ میں پہنچا تھا لیکن نمبر تھرٹین نے اس کی چال اور اس کی چند مخصوص عادتوں سے اسے پہچان لیا تھا۔ وائلی کو وہاں دیکھ کر نمبر تھرٹین حیران ہوا تھا۔ اس نے وائلی کا سائنسی طریقے سے تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ وائلی خاموشی سے وہاں آیا تھا اور دارالحکومت کے ایک نجی ہوٹل میں ٹھہرا تھا جس پر نمبر تھرٹین نے اس کی باقاعدہ نگرانی کرنی شروع کر دی تھی۔ اگلے روز وائلی ایک نئے میک اپ میں ہوٹل سے نکلا۔ نمبر تھرٹین نے اسے نئے میک اپ میں بھی پہچان لیا تھا۔ اس نے وائلی کا تعاقب کیا جو ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر سیکرٹریٹ گیا تھا۔ سیکرٹریٹ میں جا کر اس نے سیکرٹری خارجہ سر سلطان سے ملاقات کی اور اگلے دو گھنٹوں کے بعد وہ سیکرٹری خارجہ سر سلطان کے ساتھ اس فلیٹ میں پہنچ گیا جہاں علی عمران رہتا ہے۔ نمبر تھرٹین کے کہنے کے مطابق سر سلطان اور وائلی، عمران کے فلیٹ میں دو گھنٹوں سے زیادہ وقت تک رہے تھے۔ جب وہ دونوں وہاں سے نکلے تو دونوں بے حد مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ سر سلطان نے وائلی کو خود جا کر ایئر پورٹ ڈراپ کیا جہاں سے وہ واپس شوگران روانہ ہو گیا تھا۔ وائلی کا اس طرح خفیہ طور پر پاکیشیا آنا، سر سلطان سے ملنا اور پھر سر سلطان کے ہمراہ عمران سے ملنا اور عمران سے ملاقات کے بعد وائلی کا فوری طور پر واپس شوگران روانہ ہو جانا انتہائی پراسرار اور حیرت انگیز تھا۔ اس لئے جیسے ہی نمبر

تھرٹین نے مجھے یہ سب کچھ بتایا تو میں پریشان ہو گیا اور پھر میں نے آپ کو یہ سب کچھ بتانا بے حد ضروری سمجھتے ہوئے آپ کو کال کی ہے۔ اوور''...... نائن ون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا مگر اس کے لہجے میں بدستور گھبراہٹ تھی۔

''ہونہہ۔ تمہاری رپورٹ چونکا دینے والی ہے لیکن کچھ وضاحت نہیں ہوئی ہے کہ وائلی سر سلطان اور پھر سر سلطان کے ہمراہ عمران سے جا کر کیوں ملا تھا۔ کیا نمبر تھرٹین عمران یا سر سلطان سے اس سلسلے میں کوئی معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ اوور''...... شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اوہ نو چیف۔ نمبر تھرٹین صرف نگرانی کرنے کی حد تک کام کر سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں اور عمران جیسے انسان کو آپ بخوبی جانتے ہیں اگر اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے تو وہ ہوشیار ہو جائے گا اور نمبر تھرٹین اگر اس کے ہاتھ لگ گیا تو وہ اسے کسی بھی صورت میں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اوور''...... نائن ون نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں خود دیکھتا ہوں کہ کیا معاملہ ہو سکتا ہے۔ بلیک کراؤن کے چیف سر وائلی کو اس طرح اچانک پاکیشیا خفیہ دورے پر جانے کی کیا ضرورت آن پڑی تھی اور وہ سر سلطان اور عمران سے مل کر اتنی جلدی واپس کیوں گیا ہے۔ اوور اینڈ آل''...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

اس کے چہرے پر بے پناہ تناؤ اور الجھن کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

"کیا مسئلہ ہو سکتا ہے۔ سر وائلی کو اس طرح خفیہ طریقے سے پاکیشیا جانے اور سیکرٹری خارجہ سمیت عمران سے ملنے کی کیا ضرورت تھی اور سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ سیکرٹری خارجہ بذات خود سر وائلی کو لے کر عمران کے فلیٹ میں گئے تھے۔ سر وائلی۔ سر وائلی۔ ہونہہ۔ نانسنس آخر یہ نام مجھے اس بری طرح سے کیوں چبھ رہا ہے"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے اسی طرح سے سوچتا رہا پھر ایک خیال آتے ہی وہ بری طرح سے اچھل پڑا اس کے چہرے پر یکلخت ہوائیاں سی اُڑنا شروع ہو گئیں۔ اس نے فوراً ہاتھ بڑھا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر جلدی جلدی ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع ہو گیا۔

"ہیلو ہیلو۔ چیف آف سیکرٹ سروس شاگل سپیکنگ۔ اوور"۔ ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی اس نے کہا۔

"یس چیف۔ نمبر ٹو میجر شرما اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے اس کے نمبر ٹو کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میجر شرما۔ پچھلے دنوں تم نے بتایا تھا سیکرٹ سروس کے ریڈیو سیکشن میں ٹرانسمیٹر کی ایک ایسی کال کیچ کی گئی تھی جو پاکیشیا سے شوگران کی جا رہی تھی۔ تم نے مجھ سے کہا تھا کہ بظاہر وہ ایک عام سی کال تھی لیکن اس کال میں بار بار بلیک کراؤن کا نام لیا جا رہا تھا

جو تمہارے خیال کے مطابق شوگران کی ایک ایجنسی کا نام ہے۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"یس چیف۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کافرستان سے کوئی شوگرانی ایجنٹ کال کر کے بلیک کراؤن ایجنسی کو رپورٹ کر رہا ہے۔ اس کال میں ایک دو بار کالینڈ جزیرے کا نام بھی لیا گیا تھا لیکن آپ نے میری بات پر کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ اوور"...... میجر شرما نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کالینڈ کا سن کر شاگل کے بے اختیار کان کھڑے ہو گئے۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ اس کال میں شوگرانی ایجنسی بلیک کراؤن اور جزیرہ کالینڈ کا نام لیا جا رہا تھا۔ اوور"...... شاگل نے بڑے بے چین لہجے میں پوچھا۔

"یس چیف۔ میں نے وہ کال خود سنی تھی۔ اس کال میں متعدد بار کالینڈ اور بلیک کراؤن کا نام لیا گیا تھا۔ اوور"...... میجر شرما نے کہا۔

"اوہ۔ کیا اس کال کی ریکارڈنگ ہے تمہارے پاس۔ اوور"...... شاگل نے اسی انداز میں پوچھا۔

"میرے پاس تو نہیں البتہ ریڈیو سیکشن میں اس کی ریکارڈنگ ضرور موجود ہو گی۔ اگر آپ کہیں تو میں اس ریکارڈنگ کی کاپی کرا کر آپ کو دے سکتا ہوں۔ اوور"...... میجر شرما نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم فوراً ریڈیو سیکشن جاؤ اور اس کال کی مکمل

ریکارڈنگ لے کر میرے پاس آ جاؤ۔ میں خود یہ کال سننا چاہتا ہوں۔ اوور"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ میں دو گھنٹوں تک کال کی ریکارڈنگ لے کر آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اوور"...... میجر شرما نے کہا۔

"دو گھنٹے نہیں نانسنس۔ مجھے جلد سے جلد وہ کال سننی ہے۔ میں تمہیں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ دے سکتا ہوں۔ ایک گھنٹے میں تمہیں کال کی ریکارڈنگ سمیت میرے آفس میں ہونا چاہئے۔ سمجھے تم"...... شاگل نے بری طرح سے دہاڑتے ہوئے کہا۔

"یس۔ یس چیف۔ میں ایک گھنٹے تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اوور"...... شاگل کی دہاڑ سن کر میجر شرما نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور شاگل نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"ہونہہ۔ سب کے سب کام چور اور نکمے ہیں نانسنس۔ جب تک کہو نہ کسی سے بھی کوئی کام ڈھنگ سے نہیں ہوتا۔ نجانے احمقوں کی ساری فوج میری فورس میں ہی کیوں اکٹھی ہو گئی ہے نانسنس"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ایک گھنٹے کے بعد ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم کا نوجوان وہاں پہنچ گیا۔ یہ میجر شرما تھا۔ میجر شرما اپنے ساتھ ٹرانسمیٹر پر کیچ ہونے والی کال کی ریکارڈنگ لایا تھا۔ شاگل کے کہنے پر میجر شرما نے متعدد بار وہ کال آن کی جسے شاگل انتہائی انہاک سے سنتا رہا تھا۔

"سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر یہ کس کوڈ میں بات کی جا رہی ہیں۔ اس کال میں بلیک کراؤن اور کالینڈ کے الفاظ تو سمجھ میں آ رہے ہیں لیکن باقی ساری باتیں اس انداز میں کی جا رہی ہیں جیسے خلائی مخلوق آپس میں لڑ جھگڑ رہی ہوں"...... شاگل نے بار بار کال سننے کی کوشش کرتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"یس چیف۔ میں نے بھی اس زبان کو سمجھنے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن مجھے بھی کچھ سمجھ میں نہیں آیا تھا"...... میجر شرما نے کہا تو شاگل اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

"تم مجھ سے زیادہ عقلمند ہو یا تم مجھ سے زیادہ کوڈ ورڈز سمجھ سکتے ہو نانسنس۔ جو کوڈ مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے وہ تمہیں کیسے سمجھ میں آ سکتا ہے نانسنس"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور میجر شرما سہم کر رہ گیا۔

"یس چیف۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ آپ چیف ہیں۔ آپ سے بڑھ کر ذہین نہ کوئی ہے اور نہ کوئی ہو سکتا ہے"...... میجر شرما نے کہا۔

"یہ تم نے میری تعریف کی ہے یا مجھ پر طنز کیا ہے۔ بولو۔ کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا نانسنس"...... شاگل نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور میجر شرما بری طرح سے بوکھلا گیا۔

"مم۔ مم۔ میں نے آپ کی تعریف کی ہے چیف۔ میں بھلا آپ پر طنز کیسے کر سکتا ہوں"...... میجر شرما نے خوف بھرے لہجے

میں کہا اور اس کا خوف دیکھ کر شاگل کے خد و خال قدرے نرم پڑ گئے۔

"پروفیسر ہارلڈ۔ اوہ یس۔ پروفیسر ہارلڈ ہر قسم کے کوڈ ورڈز سمجھنے اور سمجھانے کی اتھارٹی رکھتے ہیں۔ انہیں دنیا بھر کی زبانوں پر مکمل عبور حاصل ہے اس کے علاوہ وہ قدیم زبانوں پر بھی اتھارٹی رکھتے ہیں۔ فوراً جاؤ اور انہیں یہ ٹیپ سناؤ۔ مجھے یقین ہیں کہ وہ یہ ساری کوڈ گفتگو سنیں گے تو وہ سمجھ جائیں گے کہ یہ کون سی زبان ہے۔ وہ یقیناً اس ساری گفتگو کو ڈی کوڈ کر لیں گے اور ہمیں پتہ چل جائے گا کہ یہ کال کس کی ہے اور کسے کی جا رہی ہیں اور اس کال کا متن کیا ہے۔ جاؤ۔ فوراً جاؤ۔ پروفیسر ہارلڈ کو میرا کہنا وہ تمہیں چند ہی لمحوں میں اس ساری کال کی تفصیلات سے آگاہ کر دے گا"...... اچانک شاگل نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس چیف۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں واقعی پروفیسر ہارلڈ کو دنیا بھر کی قدیم سے قدیم زبانوں پر بھی عبور حاصل ہے وہ ضرور اس کال کے کوڈز کو ڈی کوڈ کر لیں گے"...... میجر شرما نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جب تمہیں معلوم تھا کہ پروفیسر ہارلڈ اس کوڈ کو ڈی کوڈ کر سکتے ہیں تو پھر تم نے پہلے ایسا کیوں نہیں کیا نانسنس۔ تمہیں چاہئے تھا کہ فوراً اس ٹیپ کو پروفیسر ہارلڈ کے پاس لے جاتے اور جب کال ڈی کوڈ ہو جاتی تب میرے پاس لاتے۔ میں نے تمہیں

دوسرے تمام ممبران سے زیادہ اہمیت دیتے ہوئے اپنا نمبر ٹو بنایا ہے نانسنس۔ کیا تمہیں ہر بات سمجھانا ضروری ہے۔ تم اپنی عقل سے کوئی کام نہیں لے سکتے۔ نانسنس"...... شاگل نے اس پر ایک بار پھر بھڑکتے ہوئے کہا۔

"جب آپ نے اس کال میں کوئی دلچسپی نہیں لی تھی تو میں بھی اس سے پیچھے ہٹ گیا تھا چیف۔ اگر آپ دلچسپی لیتے تو میں اس کال کو ڈی کوڈ کرنے کے لئے پروفیسر ہارلڈ کے پاس ضرور لے جاتا۔ آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا ہوں پھر کیسے ہو سکتا تھا کہ میں اپنی مرضی سے کال کی ریکارڈنگ پروفیسر ہارلڈ کے پاس لے جاتا"...... میجر شرما نے شاگل کے مزاج کے مطابق اس کی خوشامد کرتے ہوئے کہا تو شاگل ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"ٹھیک ہے۔ جاؤ۔ اب میں کہہ رہا ہوں۔ یہ ریکارڈنگ پروفیسر ہارلڈ کے پاس لے جاؤ اور جب تک کال کی مکمل ڈی کوڈنگ نہ ہو جائے وہاں سے مت ہلنا اور کال ڈی کوڈ ہو جائے تو وہیں سے مجھے کال کر کے بتا دینا"...... شاگل نے کہا۔

"یس چیف"...... میجر شرما نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے شاگل کو سیلوٹ کیا اور ٹیپ لے کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ شاگل ایک بار پھر فائل کھول کر بیٹھ گیا اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ دو گھنٹوں کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے فائل سے

نظریں اٹھائیں اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ چیف آف سیکرٹ سروس شاگل سپیکنگ''...... شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''میجر شرما بول رہا ہوں جناب''...... رسیور سے میجر شرما کی جوش بھری آواز سنائی دی۔

''یس میجر شرما۔ بولو۔ کیا پروفیسر ہارلڈ سے ملاقات ہوئی۔ کیا کہا ہے انہوں نے کال کے بارے میں کیا وہ اس کال کو ڈی کوڈ کر سکے ہیں یا نہیں''...... شاگل نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''پروفیسر صاحب میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں چیف اور انہیں نے کال سن کر اسے ڈی کوڈ کر لیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ قدیم ہسپانوی زبان ہے جس میں تھوڑا سا رد و بدل کیا گیا ہے۔ انہوں نے ساری گفتگو سن لی ہے اور یہ سمجھ گئے ہیں کہ کال کس نے کی ہے اور کسے کی گئی ہے''...... میجر شرما نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''تمہید چھوڑو نانسنس۔ یہ بتاؤ۔ کیا ہے اس کال میں۔ کال کرنے والا کون ہے اور کال رسیو کس نے کی ہے''...... شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔

''چیف یہ کال کافرستان میں موجود کسی شوگرانی فارن ایجنٹ کی طرف سے کی گئی تھی جو دارالحکومت میں موجود ہے۔ اس نے شوگران میں بلیک کراؤن ایجنسی کے سربراہ سر وائلی کو کال کی تھی اور کال کرتے ہوئے بتایا تھا کہ کافرستان ہاٹ گن ڈمپ کرنے کے

لئے کالینڈ میں ایک بڑی اسلحہ ساز فیکٹری بنا رہا ہے جہاں خفیہ طور پر ہاٹ گنیں تیار کی جائیں گی اور ان گنوں کی بدولت کافرستان کا دفاعی نظام انتہائی مضبوط بنایا جائے گا''...... میجر شرما نے کہا اور پھر وہ شاگل کو تفصیلات بتانے لگا کہ فارن ایجنٹ نے کالینڈ اور ہاٹ گن کے بارے میں اپنے چیف کو کیا کیا معلومات فراہم کی تھیں۔

''ہونہہ۔ نانسنس۔ تو یہ بات لیک آؤٹ ہو چکی ہے کہ ہم کالینڈ میں ہاٹ گن بنانے کے لئے ایک بڑی اسلحہ ساز فیکٹری تیار کرنے میں مصروف ہیں''...... شاگل نے ساری بات سن کر کہا۔

''یس چیف۔ شوگران کو اس بات کا بھی علم ہو گیا ہے کہ اس جزیرے کی حفاظت کافرستان سیکرٹ سروس کر رہی ہے۔ اس کال سے پتہ چلتا ہے کہ شوگرانی سپائی سیٹلائٹ سے کالینڈ کی بہت سی تصاویر بھی اتاری گئی ہیں جس میں اس بات کی بھی نشاندہی کر دی گئی ہے کہ کالینڈ کے کس حصے میں فیکٹری تیار کی جا رہی ہے اور اس فیکٹری کو بنانے کے لئے یہاں کون کون سا سامان اور مشینری لائی جا رہی ہے''...... میجر شرما نے کہا۔

''اب سمجھ میں آیا کہ یہ نانسنس وائلی شوگران سے خفیہ طور پر پاکیشیا کیوں گیا تھا۔ اس کے پاس جزیرہ کالینڈ کے بارے میں رپورٹس اور وہ تصاویر ہوں گی جسے وہ سر سلطان کو دکھانا چاہتا ہو گا اور سر سلطان وہ رپورٹس اور تصاویر لے کر عمران کے پاس پہنچ گئے ہوں گے''...... شاگل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ اسی لئے سر وائلی، عمران کے فلیٹ سے نکلتے ہی واپس شوگران چلا گیا تھا اور وہ بے حد مطمئن بھی تھا جیسے عمران کو ساری حقیقت سے آگاہ کر کے اس کے سر سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو“...... میجر شرما نے کہا۔

”جو بھی ہے۔ عمران پر ہاٹ گن اور کالینڈ کی حقیقت کھل چکی ہے تو وہ کسی بھی صورت میں نچلا نہیں بیٹھے گا وہ جلد سے جلد کافرستان آنے اور کالینڈ پہنچنے کی کوشش کرے گا تاکہ وہ ہاٹ گن تیار کرنے والی فیکٹری کو تیار ہونے سے پہلے ہی تباہ کر دے“۔ شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”یس چیف“...... میجر شرما نے مختصر سا جواب دیا۔

”اس بار عمران کو کسی بھی صورت میں بچ کر نہیں جانا چاہئے۔ تم اپنے تمام گروپس کو الرٹ کر دو اور اپنے آدمی پورے دارالحکومت میں پھیلا دو۔ سخت ترین نگرانی کا جال بچھا دو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے کافرستان کی زمین اس قدر تنگ کر دو کہ وہ جہاں بھی پاؤں رکھیں موت ان کے سامنے کھڑی ہو“...... شاگل نے کرخت لہجے میں کہا۔

”اوہ یس چیف۔ میں تمام گروپس کو الرٹ کر دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ کسی بھی انداز میں کافرستان داخل ہوئے تو انہیں ٹریس کر لیا جائے گا۔ وہ ہمارے ہاتھوں بچ نہیں سکیں گے“۔ میجر شرما نے فوراً کہا۔

”اور سنو۔ عمران اور اس کے ساتھی جب بھی کافرستان آتے ہیں وہ یہاں آ کر سب سے پہلے ایک شخص سے ضرور رابطہ کرتے ہیں جس کا کوڈ این ٹی ہے اور اسے ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس بار بھی وہ این ٹی سے رابطہ کرنے اور اسے ساتھ رکھنے کی کوشش کریں گے۔ تم ایسا کرو کہ اپنے تمام ذرائع سے این ٹی کو ٹریس کرنے کی کوشش کرو۔ این ٹی اگر ہمارے ہاتھ لگ جائے تو عمران اور اس کے ساتھیوں تک پہنچنا ہمارے لئے مشکل ثابت نہیں ہو گا“...... شاگل نے کہا۔

”یس چیف۔ میں این ٹی کی تلاش بھی شروع کر دیتا ہوں۔ اس کے بارے میں میرے پاس انفارمیشن ہیں کہ وہ مختلف روپ میں انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہے۔ میں انڈر ورلڈ کی چھان بین شروع کر دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ این ٹی جس روپ میں بھی ہوا میں اس تک پہنچ جاؤں گا“...... میجر شرما نے کہا۔

”اوکے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے سلسلے میں ہر وقت چاک و چوبند رہنا۔ کسی بھی مشکوک شخص کو نہ چھوڑنا اور روزانہ کی بنیاد پر مجھے رپورٹ کرنا۔ کالینڈ پر ہمارا گریٹ سرکل کام کر رہا ہے جس کا انچارج میں نے میجر کھنہ کو بنایا ہے۔ جزیرے کی حفاظت کی تمام ذمہ داری اس کی ہے۔ میں اس سے بھی بات کر لیتا ہوں اور اسے ہدایات جاری کر دیتا ہوں کہ وہ جزیرے کی سیکورٹی کو اور زیادہ ٹائٹ اور فول پروف بنا لے تاکہ عمران اور اس کے ساتھی اگر

جزیرے پر پہنچنے کی کوشش کریں تو ان کی یہ کوشش ناکام بنائی جا سکے''...... شاگل نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی چیکنگ کے لئے دارالحکومت کے چپے چپے کی نگرانی رکھوں گا۔ انہیں دارالحکومت تو کیا پورے کافرستان میں بھی اس بار چھپنے کی کوئی جگہ نہیں ملے گی''...... میجر شرما نے کہا۔

''اوکے''...... شاگل نے کہا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر جزیرہ کالینڈ کے گریٹ سرکل کے انچارج میجر کھنہ سے بات کی اور انہیں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کافرستان آنے اور جزیرہ کالینڈ پر حملے کے خدشات سے آگاہ کرتے ہوئے اسے جزیرے کی سیکورٹی اور حفاظتی انتظامات انتہائی سخت کرنے کی ہدایات دینا شروع کر دیں۔ ہدایات دینے کے بعد اب اس کے چہرے پر اطمینان تھا، اسے یقین تھا کہ میجر شرما، عمران اور اس کے ساتھیوں کو کافرستان میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے ہر ممکن اقدام کرے گا اور اگر پھر بھی عمران اور اس کے ساتھی کافرستان داخل ہو گئے تو میجر شرما کافرستان میں ایسے جال بچھا دے گا جن میں پھنس کر عمران اور اس کے ساتھی سوائے پھڑ پھڑانے کے اور کچھ نہ کر سکیں گے۔

عمران اور جولیا کافرستان جانے والے ایک طیارے میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے ہسپانوی میک اپ کر رکھا تھا اور وہ دونوں ساڑان سے اُڑان بھرنے والے طیارے میں سوار تھے۔

عمران نے ساری حقیقت بلیک زیرو کے سامنے رکھ دی تھی اور اس سے صلاح مشورے کے بعد فوری طور پر کافرستان جانے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ عمران کی ہدایات کے مطابق بلیک زیرو نے ممبران کو کال کر کے دانش منزل کے میٹنگ روم میں بلا لیا تھا اور پھر انہیں ہاٹ گن کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے انہیں عمران کی سرکردگی میں کافرستان جا کر جزیرہ کالینڈ میں بننے والی اسلحہ ساز فیکٹری کو تباہ کرنے اور اس سائنس دان کو تلاش کر کے جس نے ہاٹ گن ایجاد کی تھی کو ہلاک کرنے اور اس سے ہاٹ گن کا فارمولا حاصل کرنے کا حکم دیا تھا۔

عمران نے ممبران سے مل کر دو گروپس میں کافرستان جانے کا پروگرام بنایا تھا۔ اسے چونکہ معلوم تھا کہ ہاٹ گن کے سلسلے میں شاگل کام کر رہا ہے اس لئے اسے یقین تھا کہ شاگل نے جزیرہ کالینڈ کی حفاظت کا نہ صرف خاطر خواہ بندوبست کیا ہو گا بلکہ اس نے کافرستان آمد و رفت کے تمام ذرائع پر بھی گہری نظر رکھنے کے انتظامات کئے ہوں گے۔ شاگل کو کسی اور کی طرف سے کوئی خطرہ ہو یا نہ ہو لیکن وہ اپنے ازلی دشمن عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کی کوشش ضرور کرے گا تاکہ عمران اور اس کے ساتھی کافرستان داخل ہو کر جزیرہ کالینڈ نہ پہنچ سکیں اس لئے اگر وہ عام انداز میں اور ایک ساتھ کافرستان جانے کی کوشش کریں گے تو جلد ہی شاگل کی نظروں میں آ جائیں گے اور اس بار ہو سکتا ہے کہ شاگل انہیں شک کی بنیاد پر ہی گولیاں مار دے کیونکہ عمران اور اس کے ساتھی اکثر پوچھ گچھ کرتے ہوئے شک کا فائدہ اٹھا کر ہمیشہ اس کے ہاتھوں بچ نکلتے تھے جس کا شاگل کو بھی کئی مرتبہ تلخ تجربہ ہو چکا تھا اور اس بار ممکن ہے کہ اس نے جزیرہ کالینڈ کی حفاظت کے لئے ایسے اختیارات حاصل کر لئے ہوں کہ مشکوک آدمی کو دیکھتے ہی گولی سے اُڑا دیا جائے اس لئے عمران اپنے ساتھیوں سمیت انتہائی محتاط انداز میں کافرستان داخل ہونا چاہتا تھا۔

عمران نے دو گروپس بنائے تھے۔ ایک گروپ میں وہ اور جولیا تھے جبکہ دوسرے گروپ میں صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل تھے جو اپنے

طور پر کافرستان داخل ہونے کی کوشش کرتے۔ وہ کافرستان میں داخل ہونے کے لئے کون سا راستہ اختیار کرنے والے تھے یہ عمران نے ان کی صوابدید پر چھوڑ دیا تھا۔

عمران نے اپنے اور جولیا کے لئے ہسپانوی جوڑے کے کاغذات بنوا لئے تھے اور وہ پاکیشیا سے مختلف ممالک سے ہوتا ہوا ساڈان پہنچ گیا تھا۔ ساڈان میں موجود ایک فارن ایجنٹ نے ان دونوں کے لئے ایسا سیٹ اپ تیار کر لیا تھا کہ اگر خود ہسپانوی حکومت بھی ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتی تو عمران اور جولیا ساڈان کے ہی شہری ثابت ہوتے اور ان کے پورے خاندان کا تعلق ساڈان کے ایک اعلیٰ طبقے سے ثابت ہوتا۔

عمران نے اپنے اور جولیا کے ایسے کاغذات بنوائے تھے جن میں یہ شامل کیا گیا تھا کہ وہ دونوں سیاح ہیں اور حال ہی میں چونکہ ان کی شادی ہوئی تھی اس لئے وہ ورلڈ ٹور پر نکلے ہوئے ہیں۔ مختلف ممالک کی سیر کرتے ہوئے وہ کافرستان جا رہے تھے جہاں کچھ دن قیام کے بعد وہ آگے بڑھ جاتے۔ عمران نے کافرستان کے ایک مقامی ہوٹل میں اپنے کاغذات اور پاسپورٹ رجسٹرڈ کراتے ہوئے اپنے لئے ایک کمرہ بھی مخصوص کرا لیا تھا۔ یہ سب اوریجنل تھا۔ اس نے ہسپانوی فارن ایجنٹ کی مدد سے ایک ایسے جوڑے کو اغوا کرایا تھا جس کی حال ہی میں شادی ہوئی تھی اور

وہ ورلڈ ٹور پر نکلنے والا تھا۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ اگر شاگل نے اس کے راستے میں حائل ہونے کی کوشش کی تو وہ اسے ہسپانوی جوڑے کے میک اپ میں آسانی سے ڈاج دینے میں کامیاب ہو جائے گا اسی لئے وہ بے حد مطمئن نظر آ رہا تھا۔

چار گھنٹوں کی اُڑان کے بعد جب طیارہ کافرستان کے دارالحکومت کے وسیع اور جدید ایئر پورٹ پر لینڈ ہوا تو عمران اور جولیا اپنے مخصوص بیگ اٹھائے بڑے بااعتماد انداز میں طیارے سے نکل کر لاؤنج اور لاؤنج سے ہوتے ہوئے امیگریشن کاؤنٹر کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ ان کی چال میں بے پناہ اطمینان اور باوقاری تھی۔

عمران نے امیگریشن کاؤنٹر پر موجود آفیسر کے سامنے اپنے اور جولیا کے کاغذات اور پاسپورٹ رکھے تو آفیسر نے انہیں غور سے دیکھا اور پھر وہ ان کے کاغذات چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔ عمران منہ چلاتا ہوا چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ وہاں جگہ جگہ سیکرٹ فورس کے افراد دکھائی دے رہے تھے جو بظاہر عام انداز میں ادھر ادھر گھومتے دکھائی دے رہے تھے لیکن ان کے لباسوں کے نیچے چھپے ہوئے اسلحے کے ابھاروں سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ خصوصی طور پر ساؤان اور دیگر ممالک سے آنے والے طیاروں کے مسافروں کی نہایت باریک بینی سے خصوصی نگرانی کرنے میں مصروف تھے۔ ان کی آنکھوں پر کراس ویژنل چشمے بھی لگے ہوئے

تھے جن سے وہ ہر آنے والے شخص کا میک اپ آسانی سے چیک کر سکتے تھے۔ ان کی آنکھوں پر کراس ویژنل چشمے دیکھ کر عمران مسکرا کر رہ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے عام سا میک اپ کیا ہوتا تو اب تک وہ دونوں سیکرٹ فورس کی نگاہوں میں چکے ہوتے لیکن وہ یہاں اپنا اور جولیا کا خاص میک اپ کر کے آیا تھا جو کسی بھی کیمرے یا چشمے سے چیک نہیں کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی اس میک اپ کو کسی کیمیکل یا میک اپ واشر سے واش کیا جا سکتا تھا۔

دو افراد نے خصوصی طور پر ان کے قریب آ کر کراس ویژنل چشموں سے انہیں سر سے پیروں تک چیک کیا تھا لیکن ان کے چہروں پر کوئی تاثر نمودار نہیں ہوا تھا کیونکہ انہیں کراس ویژنل چشموں میں عمران اور جولیا کے چہروں پر کسی میک اپ کے ہونے کا کوئی پروف نہ ملا تھا۔ وہ مطمئن ہو کر آگے بڑھ گئے۔ کچھ ہی دیر میں آفیسر نے عمران کو کاغذات اور پاسپورٹ واپس کر دیئے۔ کاغذات اور پاسپورٹس پر کلیئرنس کی مہریں ثبت تھیں۔ آفیسر کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے تاثرات تھے وہ کاغذات واپس کرنے کے باوجود عمران اور جولیا کی جانب غور سے دیکھ رہا تھا۔ نجانے کیوں عمران کو اس کی آنکھوں میں اپنے اور جولیا کے لئے شک کی پرچھائیں سی رینگتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران نے جواباً شک کی وجہ جاننے کے لئے اس کی آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش کی لیکن آفیسر نے فوراً اس سے نظریں ہٹا لیں اور وہ دوسرے افراد

کی طرف متوجہ ہو گیا۔ عمران حیران تھا کہ تمام کاغذات درست ہونے اور پرفیکٹ میک ہونے کے باوجود ایسی کیا کمی رہ گئی تھی جسے امیگریشن آفیسر نے بھانپ لیا تھا اور وہ انہیں شکی نظروں سے گھور رہا تھا۔ اگر کاغذات میں کوئی کمی ہوتی یا کوئی مسئلہ ہوتا تو اس پر اس طرح کلیئرنس کی مہریں نہ لگی ہوتیں اور اگر ان کے میک اپ میں کوئی کمی ہوتی تو سیکرٹ فورس کے افراد جنہوں نے انہیں کراس ویژنل چشموں سے چیک کیا تھا اس قدر مطمئن نہ ہوتے۔ عمران نے کاغذات اور پاسپورٹ اٹھائے اور انہیں کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ اس نے جولیا کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں اپنے بیگ اٹھا کر ایئر پورٹ سے باہر نکلتے چلے گئے۔

عمران اور جولیا بالکل خاموش تھے۔ ایئر پورٹ کی ٹائٹ سیکورٹی دیکھ کر عمران نے جولیا کو ہدایات دی تھیں کہ وہ یہاں کوئی ایسی بات نہیں کریں گے جس سے وہاں موجود افراد کو ان کے بارے میں معمولی سا بھی شک ہو سکے اور وہ ان کے پیچھے لگ جائیں۔ جولیا کو بھلا اس پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ تو اس بات سے ہی خوش ہو رہی تھی کہ عمران نے حقیقی طور پر نہ سہی لیکن اس بار اسے اپنی بیوی ہونے کا درجہ تو دے ہی دیا تھا۔ کاغذات میں عمران کا نام کورڈ ڈراہم تھا۔ عمران کی منکوحہ ہونے کے ناطے جولیا کو مسز ڈراہم کہا جاتا تھا جبکہ اس کا اصل نام مارس تھا۔

''لگتا ہے۔ سب کام ٹھیک ہو گیا ہے۔ اب ہمیں شاگل اور اس

کے ساتھیوں کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے''...... ایئر پورٹ سے باہر آتے ہی جولیا نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ابھی ہم خطرے سے باہر نہیں ہیں مسز ڈراہم۔ خطرہ بدستور ہمارے سروں پر مسلط ہے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

''کیا مطلب۔ اب کیا خطرہ ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ایئر پورٹ کے اندر اور باہر ہر طرف سیکرٹ فورس کے افراد موجود ہیں اور ان کا تعلق لامحالہ کافرستان سیکرٹ سروس سے ہے۔ میں نے ان میں تو کوئی ہلچل نہیں دیکھی ہے اور نہ ہی میں نے انہیں اپنی طرف متوجہ پایا ہے لیکن مجھے امیگریشن کے کاؤنٹر پر موجود آفیسر کا انداز کھٹک رہا ہے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''کیوں۔ اس کی کوئی خاص وجہ''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کاغذات واپس کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں شک کی پرچھائیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اسے ہم دونوں پر شک ہو کہ ہم وہ نہیں ہیں جن کی تفصیلات کاغذات اور پاسپورٹس میں درج ہیں۔ اس کی آنکھوں میں تذبذب کے تاثرات بھی نمایاں تھے جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے اسی لئے اس نے ہمیں بغیر کچھ کہے کلیئرنس دے دی ہے۔

لیکن مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ اس کی خاموشی کے پیچھے بھی کوئی خاص راز چھپا ہوا تھا۔ ہو سکتا ہے اس نے جان بوجھ کر ہم سے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا ہو اور اپنے شک کی وجہ ان خفیہ والوں کو فراہم کر دی ہو جو ایئر پورٹ کی نگرانی پر مامور ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو کوئی نہ کوئی ہمارے پیچھے ضرور آئے گا''...... عمران نے دھیمی آواز میں کہا۔

''آفیسر کے شک کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ ہمارے کاغذات بھی مکمل ہیں اور ہمارا میک اپ بھی ایسا نہیں ہے کہ کوئی آسانی سے اسے چیک کر سکے''...... جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی بات مجھے بھی کھٹک رہی ہے اور میں اب ڈائریکٹ تو اس آفیسر سے کچھ پوچھ نہیں سکتا تھا اس لئے میں بھی خاموشی سے باہر آ گیا ہوں۔ اب دیکھو آگے کیا ہوتا ہے۔ اگر کوئی ہمارے پیچھے آیا تو پھر میرا شک یقین میں بدل جائے گا کہ آفیسر کو ہمارے بارے میں ضرور کسی ایسی بات کا پتہ چل گیا ہے جو اس کے شک کا باعث بنی ہے اور اس نے باقاعدہ خفیہ والوں کو ہمارے پیچھے لگا دیا ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا اثبات میں سر ہلا کر رہ گئی۔

عمران اور جولیا ایئر پورٹ کے ٹیکسی سٹینڈ کی طرف آئے۔ عمران نے ایک ٹیکسی ہائر کی اور پھر وہ دونوں اس ٹیکسی میں سوار ہو گئے۔

''ہوٹل گرانڈ چلو''...... عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر

کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹیکسی حرکت میں آئی اور پھر تیزی سے ایئر پورٹ کی پارکنگ سے نکلتی چلی گئی۔ عمران اگلی سیٹ پر بیٹھنے کی بجائے جان بوجھ کر جولیا کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہی اس نے جیب سے اپنا سیل فون نکال لیا۔ اس نے سیل فون کے چند بٹن پریس کئے تو سیل فون کی سکرین اچانک تبدیل ہو گئی اور یہ سکرین ایک عام سے آئینے جیسے بن گئی تھی۔ اس آئینے میں عمران اطمینان سے اپنے عقب میں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے سیل فون کو اس انداز میں اپنے سامنے کر رکھا تھا کہ بیک ونڈ سکرین سے باہر آسانی سے دیکھا جا سکے۔ اس کے پیچھے کئی گاڑیاں اور ٹیکسیاں آ رہی تھیں لیکن ان میں ایسی کوئی گاڑی یا ٹیکسی نہیں تھی جسے عمران مشکوک قرار دیتا اور اسے یہ محسوس ہوتا کہ کوئی کار یا ٹیکسی ان کا تعاقب کر رہی ہے۔

''مسز ڈراہم''...... عمران نے اچانک جولیا سے مخاطب ہو کر بڑے رومانٹک انداز میں کہا۔

''یس مسٹر ڈراہم''...... جولیا نے بھی بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ نو بیاہتا جوڑا تھا اس لئے وہ دونوں اس انداز میں باتیں کر رہے تھے تاکہ ٹیکسی ڈرائیور بھی ان کے انداز سے مشکوک نہ ہو سکے۔

''میں سوچ رہا ہوں کہ ہم نے کافرستان آ کر جلد بازی کی ہے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”کیوں۔ مسٹر ڈراہم۔ اس میں جلد بازی والی کون سی بات ہے۔ ہم روٹین کے تحت مختلف ممالک سے ہوتے ہوئے یہاں آئے ہیں۔ کافرستان میں چند دن گزار کر ہم روسیاہ روانہ ہو جائیں گے اور پھر وہاں سے آگے دوسرے ممالک کی سیر کریں گے۔ ہمارا کافرستان کا دورہ مختصر سا ہے اس میں پریشانی والی کون سی بات ہے“...... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ ہمارا یہاں کا دورہ مختصر نہیں ہونا چاہئے تھا۔ ہمیں یہاں سب سے آخر میں آنا چاہئے تھا۔ کافرستان ایک پرفضا مقام ہے اور اس ملک کے چند شہر تو شہرِ جنت کا نظارہ پیش کرتے ہیں۔ خاص طور پر وادئ مشکبار۔ سنا ہے وادئ مشکبار کسی ارضی جنت سے کم نہیں ہے۔ ایک بار ہم وہاں چلے جائیں تو پھر ہمیں اس ملک سے کسی اور ملک میں سیر کے لئے جانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہو گی۔ ویسے بھی سنا ہے کہ کافرستان کے افراد بے حد کھلے دل کے مالک ہیں۔ غیر ملکیوں کی خاص طور پر سیاحوں کی یہاں بے حد قدر کی جاتی ہے اور انہیں حکومتی سرپرستی بھی حاصل ہوتی ہے کہ وہ ملک کے ہر اچھے سے اچھے مقام پر جا کر انجوائے کر سکیں“...... عمران نے جان بوجھ کر کافرستان اور کافرستانیوں کی تعریف کرنے والے انداز میں کہا۔

”ہاں۔ سنا تو میں نے بھی بہت کچھ ہے۔ بہرحال دیکھتے ہیں۔ اگر ضرورت ہوئی تو ہم اپنے ویزے ایکسٹنڈ کرا لیں گے اور اپنے

قیام کی معیاد یہاں مزید بڑھا لیں گے۔ ہم ٹورسٹ ہیں یہاں ہماری استدعا کو رد نہیں کیا جائے گا“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ یہ تو ہے۔ ہمارے پاس سات دن کا ویزہ ہے۔ ہم اچھے سے اچھے علاقے میں جائیں گے اگر ہمیں وہ علاقے پسند آ گئے اور وادئ مشکبار واقعی پرفضا اور خوبصورت علاقہ ہوا تو ہم اپنے قیام کی مدت بڑھانے کے لئے اپنے سفارت خانے میں درخواست دے دیں گے اگر ہماری درخواست مان لی گئی تو ٹھیک ہے ورنہ ہم اپنے مخصوص وقت کے مطابق ہی یہاں قیام کریں گے اور چلے جائیں گے“...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیکسی انہیں مختلف راستوں سے گزارتی ہوئی ایک کمرشل ایریئے میں لے آئی جہاں بڑے بڑے فائیو اور سیون سٹارز ہوٹلوں کے سائن بورڈز لگے ہوئے تھے۔ سامنے ایک بڑا سا ہوٹل تھا جو کسی شاہی محل جیسا بنا ہوا تھا۔ اس ہوٹل کے سائن بورڈ پر گرانڈ ہوٹل لکھا ہوا تھا اور یہ سیون سٹار ہوٹل تھا جو وہاں موجود دوسرے تمام ہوٹلوں سے گرانڈ تھا۔ عمران سارے راستے چیک کرتا آیا تھا لیکن ان کے پیچھے کوئی گاڑی نہیں آئی تھی۔ ان کا کسی نے کوئی تعاقب نہیں کیا تھا اور یہ بات عمران کے لئے باعثِ اطمینان تھی۔

”بہت خوب۔ یہ ہوٹل تو کسی پیلس سے کم نہیں ہے۔ اس کا نام گرانڈ ہوٹل کی بجائے پیلس ہوٹل ہونا چاہئے تھا“...... جولیا نے سر

اٹھا کر ہوٹل کی عظیم الشان عمارت پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

''وقت ملا تو میں ہوٹل کی انتظامیہ سے بات کروں گا کہ وہ میری پرنسز کی استدعا پر غور کریں اور اپنے ہوٹل کا نام گرانڈ ہوٹل سے بدل کر پیلس بلکہ پرنسز مارس پیلس رکھ لیں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اگر انہوں نے آپ کی درخواست پر عمل نہ کیا تو''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''تب میں آپ کے لئے یہ سارا ہوٹل ہی خرید لوں گا۔ ہوٹل خرید کر میں اسے آپ کے نام سے منسوب کر دوں گا''...... عمران نے بڑے شاہانہ لہجے میں کہا تو جولیا بے ساختہ مسکرا دی۔ ٹیکسی رکتے ہی وہ دونوں باہر نکل آئے۔ ایک باوردی اٹنڈنٹ نے جس کے سینے پر پورٹر کا بیج لگا ہوا تھا، آگے بڑھ کر ان کے بیگ اٹھا لئے۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ مع ٹپ ادا کیا تو اس نے توقع سے بڑھ کر ٹپ ملنے پر عمران اور جولیا کو جھک جھک کر سلام کرنا شروع کر دیا۔ عمران اور جولیا ہوٹل کے انٹری ڈور کی جانب بڑھ گئے۔ انٹری ڈور پر ایک باوردی دربان کھڑا تھا۔ ان دونوں کو دیکھ کر اس نے مخصوص انداز میں انہیں سلام کیا اور ان کے لئے انتہائی مؤدبانہ انداز میں گلاس ڈور کھول دیا۔

دونوں انتہائی شاندار انداز میں سجے ہوئے ہال میں داخل ہوئے تو انہیں ہر طرف سے انتہائی خوشگوار مہک محسوس ہوئی جیسے

پورا ہال گلاب کے پھولوں سے بھرا ہوا ہو اور اس کی مہک سے ہال بھر گیا ہو۔ عمران اور جولیا سیدھے سائیڈ پر بنے ہوئے استقبالیہ کاؤنٹر کی جانب بڑھ گئے۔ کاؤنٹر پر دو خوبصورت لڑکیاں ہونٹوں پر شوخ مسکراہٹیں سجائے کھڑی تھیں۔

''ویلکم ٹو گرانڈ ہوٹل''...... ایک لڑکی نے ان دونوں کے آگے آتے ہی انتہائی خوشگوار لہجے میں کہا۔ عمران اور جولیا نے مسکرا کر سر ہلایا اور پھر عمران نے جیب سے کاغذات اور پاسپورٹ نکال کر اس لڑکی کے سامنے رکھ دیئے۔ لڑکی نے کاغذات اور پاسپورٹ اٹھا کر انہیں دیکھا اور پھر تیزی سے اس نے کاؤنٹر کی سائیڈ پر رکھے ہوئے کمپیوٹر کے پاس جا کر ان کے کاغذات اور پاسپورٹ کا اندراج کرنا شروع ہو گئی۔

کچھ دیر میں وہ کاغذات کا اندراج کر کے واپس آ گئی۔ اس نے کاغذات عمران کو لوٹا دیئے جبکہ پاسپورٹس اپنے پاس رکھ لئے۔ اس نے ایک رجسٹر میں عمران اور جولیا کے باری باری دستخط کرائے اور رجسٹر اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔

''مایا۔ مسٹر ڈراہم اور مسز ڈراہم کا روم بک ہے۔ انہیں سیون فلور کے روم نمبر فور ہنڈرڈ کی چابیاں دے دو''...... اس نے دوسری کاؤنٹر گرل سے مخاطب ہو کر کہا تو کاؤنٹر گرل نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ کاؤنٹر کے عقب میں لگے ہوئے کی بورڈ کی جانب بڑھ گئی جہاں بے شمار کمروں کی چابیاں لٹک رہی تھیں۔ اس نے بورڈ

سے روم نمبر چار سو کی چابیاں اتاریں اور پھر وہ انہیں لے کر واپس آ گئی۔ عمران اور جولیا کے ساتھ آنے والے پورٹر کو جس نے ان کا سامان اٹھایا ہوا تھا چابیاں اس کی طرف بڑھا دیں۔

"یہ ہمارے معزز مہمان ہیں۔ ان کا روم نمبر فور ہنڈرڈ ہے۔ انہیں ان کے کمرے میں پہنچا دو"...... کاؤنٹر گرل نے پورٹر سے مخاطب ہو کر کہا تو پورٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے چابیاں لیں اور عمران اور جولیا کے ساتھ ایک طرف موجود لفٹوں کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ ہوٹل کے سیونتھ فلور کے کمرہ نمبر چار سو کے سامنے کھڑے تھے۔ پورٹر نے ان کے کمرے کا لاک کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

"آئیں جناب"...... پورٹر نے کہا تو عمران اور جولیا خاموشی سے اس کے ہمراہ کمرے میں آ گئے۔ کمرہ لگژری انداز میں سجا ہوا تھا اور وہاں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ پورٹر نے ان کے بیگ سائیڈ میں بنے ہوئے ایک وارڈ روب میں رکھے اور ان کے سامنے بڑے مؤدب انداز میں کھڑا ہو گیا۔ عمران نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس کی ہتھیلی پر رکھا تو پورٹر کی باچھیں پھیل گئیں اور وہ انہیں جھک جھک کر سلام کرنا شروع ہو گیا۔ پورٹر کے جاتے ہی عمران نے کمرے کا دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا۔

"میں تو سفر کر کے بری طرح سے تھک چکا ہوں مسز ڈراہم۔ آپ چاہیں تو واش روم میں جا کر فریش ہو جائیں۔ میں تو کچھ دیر

سونا چاہتا ہوں۔ سو کر جب اٹھوں گا تب میں واش روم میں فریش ہونے جاؤں گا"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور ساتھ ہی جولیا کو ایسا اشارہ کیا کہ وہ ابھی کوئی بات نہ کرے۔ جولیا کو اشارہ کرتے ہوئے وہ اس وارڈ روب کی جانب بڑھ گیا جہاں پورٹر نے ان کے بیگ رکھے تھے۔ عمران نے وارڈ روب سے اپنا بیگ نکالا اور اسے اٹھا کر کمرے کے وسط میں پڑے ہوئے جہازی سائز کے بیڈ پر لے آیا۔ اس نے بیگ بیڈ پر رکھا اور اسے کھولنے میں مصروف ہو گیا۔ بیگ سے اس نے سارا سامان نکالا اور پھر اس نے بیگ کے نچلے حصے میں موجود ایک خفیہ خانہ کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا قلم نما آلہ نکال لیا۔ اس نے قلم نما آلے کا عقبی حصہ پریس کیا تو قلم کے عقبی حصے میں ایک سرخ بلب روشن ہو گیا۔ عمران اٹھا اور وہ قلم لے کر کمرے کو چیک کرنا شروع ہو گیا۔

یہ قلم ایک مخصوص ڈیٹیکٹر تھا جس سے کسی بھی چھپے ہوئے خفیہ کیمرے یا وائس بگ کو ٹریس کیا جا سکتا تھا۔ عمران نہایت باریک بینی سے کمرے کو چیک کر رہا تھا۔ بیڈ کے ایک کنارے پر آتے ہی اس نے جب قلم کو آگے کیا تو اچانک قلم کے سر پر لگا ہوا بلب بغیر کسی آواز کے سپارک کرنا شروع ہو گیا۔ بلب سپارک ہوتے دیکھ کر عمران کے ساتھ جولیا بھی چونک پڑی۔ عمران نے بیڈ کے کارنر کو غور سے دیکھا تو اسے وہاں چھوٹے چھوٹے سوراخ بنے ہوئے دکھائی دیئے۔ جس کا مطلب تھا کہ اس سوراخوں کے پیچھے ضرور

کوئی وائس بگ لگا ہوا ہے۔ ڈیٹیکٹر سے بگ کی موجودگی کا پتہ چلتے ہی عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

اس سے پہلے کہ جولیا عمران سے یا عمران جولیا سے کوئی بات کرتے اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔ دستک کی آواز سن کر دونوں چونک پڑے۔

''ابھی تو ہم اس روم میں آئے ہیں۔ اتنی جلدی کون آ گیا یہاں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دیکھتے ہیں''...... عمران نے مبہم سے انداز میں کہا اور تیز تیز چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''کون ہے''...... عمران نے دروازے کے نزدیک پہنچ کر اونچی آواز میں پوچھا۔

''میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہوں۔ دروازہ کھولیں مجھے آپ سے بات کرنی ہے''...... باہر سے شاگل کی تیز اور بھاری آواز سنائی دی اور شاگل کی آواز سن کر عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی۔

چھوٹے سے ایک کمرے میں میز کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر ایک سرخ و سفید رنگ کا خاصا لحیم و شحیم آدمی بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ اس آدمی کے چہرے پر بے پناہ درندگی اور درشتی تھی۔ اس کی آنکھیں اس قدر سرخ تھیں جنہیں دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے اس کی ساری زندگی انسانی خون کی ہولی کھیلنے میں ہی گزری ہو۔ اس کا سر گنجا تھا البتہ اس کی بڑی بڑی مونچھیں اس کے گالوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔ جس سے اس کا چہرہ اور بھیانک ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے کے دائیں گال پر زخم کا ایک طویل نشان تھا جو اس کے دائیں کان سے ہوتا ہوا اس کی گردن تک چلا گیا تھا۔ زخم کے اردگرد ٹانکوں کے بے شمار نشانات تھے جیسے اس کے گال اور گردن پر بڑا سا کنکھجورا چپکا ہوا ہو۔

یہ کافرستان سیکرٹ سروس کے خصوصی گروپ ٹائیگر فورس کا

سربراہ میجر کھنہ تھا جسے شاگل نے خصوصی اختیارات دیتے ہوئے جزیرہ کالینڈ میں تعینات کیا تھا۔ اس جزیرے کی حفاظت کے لئے شاگل نے بلیک ٹائیگر کو اس حد تک اختیارات دے رکھے تھے کہ وہ جزیرے میں آنے والے کسی بھی غیر متعلق شخص کو صرف شک کی بناء پر ہی گولی مار سکتا تھا۔ جزیرے پر موجود سیکرٹ سروس کی ٹائیگر فورس کے افراد شاگل کے بعد بلیک ٹائیگر کے حکم کے پابند تھے اور وہ بلیک ٹائیگر کے حکم پر شاگل کے احکامات کی طرح عمل کرتے تھے۔

بلیک ٹائیگر، شاگل کی طرح انتہائی سخت گیر، غصیلا اور خونخوار شخص تھا جو دشمنوں کو زندہ رہنے کا ایک موقع بھی دینا پسند نہیں کرتا تھا۔ اس کے سامنے جب کوئی مجرم شک کی بنا پر بھی آ جاتا تھا تو وہ اس سے پوچھ گچھ کرنے اور اس سے سوال و جواب کرنے کے چکروں میں نہیں پڑتا تھا بلکہ وہ صرف شک کی بنیاد پر ہی عام انسان کو بھی انتہائی بے رحمی سے موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا۔ اس کا ظلم اور اس کی بربریت دیکھ کر اس کے ساتھی بھی کانپ اٹھتے تھے یہی وجہ تھی کہ سیکرٹ سروس کے دوسرے شعبوں کے انچارج بھی اس سے اتنا ہی ڈرتے تھے جتنا کہ وہ شاگل سے ڈرتے تھے۔

شاگل کا نمبر ٹو میجر شرما تھا لیکن شاگل، میجر شرما سے زیادہ بلیک ٹائیگر سے ہی زیادہ کام لیتا تھا اور اسے اگر کسی خاص معاملے میں کوئی مشورہ بھی لینا ہوتا تھا تو وہ بلیک ٹائیگر سے ہی بات کرتا تھا۔

اس وجہ سے بلیک ٹائیگر کی اہمیت شاگل کی نظر میں زیادہ تھی۔ بلیک ٹائیگر ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی زیرک اور تیز ترین انسان تھا وہ ہر معاملے میں انتہائی فعال ثابت ہوا تھا۔ شاگل نے اسے جو بھی ذمہ داری دی تھی وہ بلیک ٹائیگر نے انتہائی خوش اسلوبی سے اور کم سے کم وقت میں پوری کر کے دکھا دی تھی۔ اس کی ذہانت، اس کی تیزی اور اس کی پھرتی کی وجہ سے شاگل اسے بلیک ٹائیگر کہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سب اسے میجر کھنہ کی بجائے بلیک ٹائیگر کے نام سے جانتے تھے اور شاگل نے اس اس کے گروپ کا نام بھی اس کے نام سے ہی منسوب کر دیا تھا۔ بلیک ٹائیگر فائل دیکھ رہا تھا کہ اس کے سامنے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی۔ سیٹی کی آواز سن کر بلیک ٹائیگر نے چونک کر سر اٹھایا پھر اس نے طویل سانس لیتے ہوئے اپنے سامنے پڑی ہوئی فائل بند کی اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز آنی بند ہو گئی۔

”ہیلو ہیلو۔ ون ون کالنگ۔ ہیلو۔ اوور“...... رابطہ ملتے ہی شاگل کی کرخت آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ یس چیف۔ بلیک ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... بلیک ٹائیگر نے شاگل کی آواز سن کر نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کا نرم لہجہ بھی کسی خونخوار بھیڑیئے جیسا تھا۔

”بلیک ٹائیگر۔ میرے فارن سیکشن نے مجھے اطلاع دی ہے کہ

عمران کو کالینڈ پر بننے والی خفیہ اسلحہ ساز فیکٹری کی اطلاع مل چکی ہے اور وہ کسی بھی وقت اس فیکٹری کو اُڑانے کے لئے جزیرہ کالینڈ پہنچ سکتا ہے۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"عمران۔ اوہ۔ یہ تو بہت بری اطلاع ہے۔ میں علی عمران کی ہسٹری جانتا ہوں۔ وہ دنیا کا عیار ترین اور انتہائی خطرناک انسان ہے۔ اوور"...... بلیک ٹائیگر نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں وہ چیتے سے زیادہ تیز اور سانپ سے زیادہ خطرناک انسان ہے۔ اوور"...... شاگل نے جواب دیا۔

"آپ نے اس کے لئے کیا انتظامات کئے ہیں چیف۔ اوور"۔ بلیک ٹائیگر نے پوچھا۔

"میں نے دارالحکومت میں اپنی فورس الرٹ کر دی ہے۔ ہر طرف میرے آدمی پھیلے ہوئے ہیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ انہیں دارالحکومت تک ہی محدود رکھا جائے اور انہیں یہیں ختم کر دیا جائے لیکن اگر اس کے باوجود وہ بچ نکلے تو وہ ہر صورت میں جزیرہ کالینڈ پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ میں نے تمہیں اطلاع دے دی ہے۔ تم کالینڈ کی حفاظت کا خصوصی بندوبست کرو۔ تمہاری حفاظت کا بندوبست ایسا ہونا چاہئے کہ اگر اس جزیرے پر تمہیں ایک چڑیا کا بچہ بھی آتا دکھائی دے، تو اسے مہلت دیئے بغیر ہلاک کر دو۔ میں کسی بھی صورت میں عمران کو پروفیسر بھانو پرتاب تک نہیں پہنچنے دینا چاہتا۔ جزیرے پر بننے والی اسلحہ ساز فیکٹری اور وہاں موجود

پروفیسر بھانو پرتاب کی حفاظت کی ذمہ داری تمہاری ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم اپنی ذمہ داری انتہائی خوش اسلوبی سے پوری کرو گے اور کسی بھی صورت میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو جزیرے پر نہیں آنے دو گے۔ اوور"...... شاگل نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں چیف۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اگر اس جزیرے پر آنے کی کوشش کی تو ان کا مقدر موت ہو گی صرف موت۔ میں انہیں جزیرے پر ایک قدم بھی آگے بڑھنے کا موقع نہیں دوں گا۔ میں نے جزیرے کی حفاظت کے لئے ہر طرف گریٹ سرکل قائم کر رکھا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے یہ گریٹ سرکل توڑنا ناممکن ہو گا۔ وہ کچھ بھی کر لیں لیکن میرے گریٹ سرکل کو توڑ کر جزیرے میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔ اگر انہوں نے کالینڈ میں آنے کی کوشش کی تو میرا بنایا ہوا گریٹ سرکل ان کی موت کا باعث بن جائے گا اور وہ یہاں سے کسی بھی صورت میں زندہ واپس نہیں جا سکیں گے۔ اوور"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"گڈ شو۔ میں کوشش کروں گا کہ میں انہیں کسی بھی صورت میں کالینڈ جزیرے تک آنے کا کوئی موقع نہ دوں لیکن اگر اس کے باوجود وہ بچ کر جزیرے پر پہنچ گئے تو پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنا تمہارا کام ہو گا اور تم مجھ سے مسلسل رابطے میں رہو گے۔ اگر کوئی بھی مسئلہ ہوا تو اس کے بارے میں تم مجھے فوراً آگاہ

کرو گے۔ اوور''...... شاگل نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کی ہر ہدایات پر اسی طرح سے عمل کروں گا جیسا آپ حکم دیں گے''...... بلیک ٹائیگر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''گڈ۔ اس سلسلے میں بعد میں بات کروں گا۔ اوور اینڈ آل''...... شاگل نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ بلیک ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے میز کی سائیڈ پر رکھ دیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس۔ مادھوری سپیکنگ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''بلیک ٹائیگر سپیکنگ''...... بلیک ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

''یس باس۔ حکم''...... مادھوری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مادھوری۔ چیف نے اطلاع دی ہے کہ جزیرہ کالینڈ کو تباہ کرنے کے لئے چند غیر ملکی جاسوس آ رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم جزیرہ کالینڈ کے گریٹ سرکل کا ازسرِ نو جائزہ لو اور اسے فول پروف بناؤ۔ جزیرے کے کسی بھی حصے میں حفاظتی لحاظ سے کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے جس کا فائدہ اٹھا کر غیر ملکی جاسوس جزیرے میں داخل ہو سکیں۔ ہمارا گریٹ سرکل انتہائی فعال اور اس قدر ہارڈ ہونا چاہئے جس سے ٹکرا کر غیر ملکی جاسوس اپنی موت آپ مر جائیں۔ تم

سمجھ رہی ہو میں تم سے کیا کہہ رہا ہوں''...... بلیک ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ جزیرہ کالینڈ کا گریٹ سرکل انتہائی فول پروف اور ہارڈ ہے جس میں داخل ہونے کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس سرکل میں ہماری اجازت کے بغیر ایک پرندہ بھی داخل نہیں ہو سکتا۔ بہرحال آپ کا حکم ہے تو میں تمام انتظامات کا ایک بار پھر جائزہ لے لیتی ہوں اور سیکورٹی کو ریڈ الرٹ کر دیتی ہوں''...... مادھوری نے کہا۔

''ریڈ الرٹ کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں میرا پیغام بھی دے دو کہ اگر کسی بھی معاملے میں ذرا سی بھی کوتاہی ہوئی تو میں غلطی کرنے والوں کو اپنے ہاتھوں سے گولیاں مار دوں گا''...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

''یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... مادھوری نے جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک ٹائیگر نے رسیور رکھ دیا۔ وہ اب قدرے مطمئن تھا کہ اب اگر عمران اور اس کے ساتھی جزیرے کی طرف آئے تو انہیں نہ صرف آسانی سے ٹریپ کر لیا جائے گا بلکہ انہیں دیکھتے ہی ہلاک کر دیا جائے گا۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر بولٹ گرایا اور پھر اس نے دروازہ کھولنے کے لئے جیسے ہی ہینڈل گھمایا اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا اور چار افراد اچھل کر اندر آ گئے۔ ان میں سے ایک شاگل تھا جس کے ہاتھ میں ریوالور تھا جبکہ باقی تین کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

دھماکے سے دروازہ کھلنے کی وجہ سے عمران بے اختیار اچھل کر پیچھے ہٹ گیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں دیکھنا شروع ہو گیا۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کون ہیں آپ اور آپ اس طرح ہمارے کمرے میں کیسے آ سکتے ہیں''...... عمران نے جان بوجھ کر خوفزدہ ہو کر ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''شٹ اپ۔ میں شاگل ہوں۔ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف۔ ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ فوراً۔ نہیں تو میں گولی مار دوں

گا''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ مگر یہ کون سا طریقہ ہے کسی غیر ملکی کے کمرے میں آنے کا۔ کیا کافرستان میں آنے والے سیاحوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''شٹ۔ یو نانسنس۔ ہاتھ اٹھاؤ جلدی۔ ورنہ......'' شاگل نے دھاڑتے ہوئے کہا تو عمران نے اور زیادہ منہ بنا کر ہاتھ اٹھا لئے۔

''یہ تو ہمارے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ ہم ابھی کچھ دیر پہلے ساڈان سے یہاں آئے ہیں اور آتے ہی ہمارے ساتھ ایسا ناروا سلوک کیا جا رہا ہے۔ میں اس کے لئے اپنے سفارت خانے سے رابطہ کروں گا اور ان سے اپیل کروں گا کہ وہ آپ کے اس قدر ناروا سلوک کے لئے حکومت سے سخت احتجاج کریں''...... عمران نے کہا۔

''جو مرضی کر لینا۔ فی الحال جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا کرو۔ اپنا منہ دوسری طرف کرو اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاؤ''۔ شاگل نے لاپرواہی سے کہا تو عمران نے سر جھکا اور دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔

''ایسے نہیں۔ اپنا منہ دیوار کی طرف کرو''...... شاگل نے غرا کر کہا تو عمران نے بڑی شرافت سے اپنا منہ دیوار کی جانب کر لیا۔

''دلبیر سنگھ کمرے کی تلاشی لو''...... شاگل نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تو ایک آدمی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے بڑے ماہرانہ

انداز میں کمرے اور عمران اور جولیا کے سامان کی تلاشی لینا شروع کر دی۔

"ہونہہ۔ آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے۔ میرے کمرے کی اس طرح تلاشی لینے کا کیا مطلب ہے۔ کیا آپ ہمیں کسی معاملے میں مشکوک سمجھ رہے ہیں"...... عمران نے اس انداز میں کہا جیسے اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہو۔

"خاموش کھڑے رہو۔ ضرورت پڑی تو تمہیں سب کچھ بتا دیا جائے گا"...... شاگل نے کرخت لہجے میں کہا۔ دلبیر سنگھ مسلسل کمرے کی تلاشی لے رہا تھا۔ اسے عمران کے بیگ سے سوائے کاغذات کے اور کچھ نہ ملا تھا۔

"کچھ نہیں ہے صاحب ان کے پاس"...... دلبیر سنگھ نے واپس شاگل کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"یہ کاغذات مجھے دو"...... شاگل نے کہا تو دلبیر سنگھ نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کاغذات شاگل کو دے دیئے۔ شاگل کاغذات چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"میرے ہاتھ تھک گئے ہیں۔ کیا میں ہاتھ نیچے کر لوں"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کر لو نیچے اور اپنا منہ میری طرف کرو"...... شاگل نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ نیچے کئے اور شاگل کی طرف مڑ گیا۔ جولیا بدستور صوفے پر بیٹھی یہ سب

کارروائی دیکھ رہی تھی۔ عمران نے چونکہ اشارے سے اسے خاموش رہنے کا کہا تھا اس لئے وہ کچھ نہیں بول رہی تھی البتہ اس نے شاگل اور اس کے ساتھیوں کو تاثر دینے کے لئے اپنے چہرے پر خوف کے تاثرات نمایاں کر لئے تھے۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... شاگل نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"شہزادہ چارلس"...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

"شہزادہ چارلس۔ لیکن کاغذات میں تو تمہارا نام کورڈ ڈراہم لکھا ہوا ہے"...... شاگل نے اسے شکی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ پڑھنا جانتے ہیں اور آپ نے کاغذات میں میرا نام پڑھ لیا ہے تو پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو شاگل اسے گھور کر رہ گیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ ہم تمہارا میک اپ چیک کرنا چاہتے ہیں"...... شاگل نے سر جھٹک کر کہا۔

"جو چاہتے ہو کر لو۔ بعد میں تمہیں خود ہی پچھتانا پڑے گا جب میں اپنے سفارت خانے سے تمہاری اس تذلیل کی شکایت کروں گا"...... عمران نے تلخ لہجے میں کہا لیکن شاگل نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے اپنے دوسرے ساتھی کو اشارہ کیا تو وہ سر ہلا کر عمران کی جانب بڑھ گیا اس نے جیب سے امونیا کی ایک

بوتل نکال لی تھی۔ اس نے دوسری جیب سے ٹشو پیپر کا پیکٹ نکال کر اس پر امونیا لگایا اور پھر وہ امونیا لگا ٹشو پیپر عمران کے چہرے پر رگڑنے لگا لیکن عمران نے عام میک اپ تو کیا نہیں تھا کہ اس کا چہرہ امونیا سے صاف ہو جاتا۔ جب امونیا لگنے کے باوجود عمران کے چہرے پر کوئی فرق نمودار نہ ہوا تو شاگل کے چہرے پر قدرے مایوسی سی پھیل گئی۔

”ہونہہ۔ اس کی او آر ڈی کیمرے سے تصویر اتارو۔ ابھی پتہ چل جائے گا کہ یہ میک اپ میں ہے یا نہیں“...... شاگل نے کہا تو اس شخص جس نے عمران کا چہرہ امونیا سے دھویا تھا جیب سے ایک چھوٹے سائز کا جدید کیمرہ نکالا اور اس سے عمران کے چہرے کی تصویریں لینے لگا۔ شاگل کے کہنے پر اس نے جولیا کے چہرے کی بھی چند تصویریں لے لیں۔

”اب ان تصویروں کو کیمرے سے میرے سیل فون میں بلیو ٹوتھ کے ذریعے ٹرانسفر کر دو“...... شاگل نے کہا اور اس نے جیب سے ایک لارج سکرین والا سیل فون نکال لیا۔ اس کا ساتھی کیمرے سے عمران اور جولیا کی تصویریں اس کے سیل فون میں ٹرانسفر کرنے میں مصروف ہو گیا۔ کچھ ہی دیر میں دونوں کی تصاویر شاگل کے سیل فون میں آ گئیں اور یہ دیکھ کر شاگل کی مایوسی کی حد نہ رہی کہ دونوں کی وہی تصویریں سیل فون میں آئی تھیں جس شکل میں وہ اس کے سامنے تھے۔

”ہونہہ۔ آپ میرے چند سوالات کے جواب دیں“...... شاگل نے سیل فون جیب میں رکھتے ہوئے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

”جی پوچھیں۔ کون سے سوال کرنے ہیں آپ نے۔ الجبرا کے یا پھر جیومیٹری کے“...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”آپ دونوں ساڈان سے ورلڈ ٹور پر نکلے ہیں۔ آپ نے اس سلسلے میں کافرستان سے ویزا حاصل کرنے کی بھی درخواست کی تھی اور کافرستانی حکومت نے آپ کو ویزا جاری بھی کر دیا تھا آپ نے درخواست میں لکھا تھا کہ آپ کافرستان ڈائریکٹ ساڈان سے نہیں بلکہ کمبوڈیا سے آئیں گے جبکہ آپ ڈائریکٹ ساڈان سے یہاں آئے ہیں۔ کیا میں آپ سے اس کی وجہ جان سکتا ہوں“...... شاگل نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اسے جو کاغذات ملے تھے ان کی رو سے یہ جوڑا ورلڈ ٹور پر نکلنے والا تھا جس کے لئے ان کے پاس متعدد ملکوں کے ویزے جاری ہو چکے تھے لیکن ان کاغذات میں ایسا کوئی شیڈول موجود نہیں تھا جس کی رو سے عمران کو اس بات کا علم ہو سکتا کہ اسے پہلے کس ملک میں جانا ہے اور بعد میں کس ملک میں یا کس ملک میں جانے کے لئے اسے کون سی فلائٹ پکڑنی ہے۔ اب اسے ایئر پورٹ کے امیگریشن آفیسر کی خشک مزاجی اور الجھن کی وجہ بھی سمجھ میں آ گئی تھی اور وہ چونکہ شیڈول کے تحت کمبوڈیا

سے نہیں بلکہ ڈائریکٹ ساڈان سے یہاں پہنچا تھا اس لئے اس کی شخصیت کو مشکوک قرار دیا جا رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ شاگل اس کے سامنے موجود تھا اور وہ اپنے طور پر اس کی سخت چیکنگ کر رہا تھا۔

''اوہ تو یہ بات ہے۔ اسی لئے آپ ہمیں مشکوک سمجھ کر اس انداز میں چیک کر رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ آپ میری بات کا جواب دیں''...... شاگل نے اسی انداز میں کہا۔

''یہ سارا میری بیوی کا کیا دھرا ہے۔ میں نے اسے کمبوڈیا چلنے کے لئے کہا تھا لیکن اسے کافرستان بے حد پسند تھا۔ یہ پہلے بھی ایک دو بار اپنی فیملی کے ہمراہ کافرستان آ چکی ہے۔ اس نے کہا کہ وہ اپنے سفر کا آغاز کافرستان سے کرنا چاہتی ہے۔ چونکہ یہ میری نئی نویلی دلہن ہے اس لئے مجبوراً مجھے اس کے سامنے ہاتھ باندھنے پڑے اور میں نے کمبوڈیا جانے کی بجائے کافرستان کے لئے ٹکٹس بک کرا لئے۔ بس اتنی سی بات ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے لئے یہ اتنی سی بات ہو گی مگر ہمارے لئے نہیں۔ ان دنوں کافرستان کے جو حالات ہیں وہ پوری دنیا کے سامنے ہیں اس لئے ہمیں ہر طرف نظر رکھنی پڑتی ہے اور پھر ہمارے پاس کچھ ایسی اطلاعات ہیں جن کے مطابق چند غیر ملکی جاسوس ہمارے ملک میں آ کر فساد برپا کرنا چاہتے ہیں اسی لئے ہم یہاں آنے والے تمام افراد کی چیکنگ کرتے ہیں۔ آپ کی آمد چونکہ شکوک کا باعث

تھی اس لئے میں خصوصی طور پر آپ کو خود چیک کرنے کے لئے آیا ہوں۔ بہرحال۔ آپ فی الحال تو شک سے باہر ہیں لیکن میں آپ کے کاغذات لے جا رہا ہوں۔ خصوصی چیکنگ کے بعد ہی میں یہ کاغذات آپ کو واپس کروں گا اور ہاں آپ دونوں اس وقت تک ہوٹل کے اس کمرے میں رہیں گے جب تک کہ میں آپ کو کاغذات لوٹا نہیں دیتا۔ بغیر کاغذات کے آپ کو شہر میں بے پناہ دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا اور پھر میں یہاں آپ کی نگرانی کے لئے ایک آدمی بٹھا رہا ہوں اگر اس نے آپ کو کمرے سے باہر آتے دیکھا تو پھر وہ آپ کے ساتھ جو سلوک کرے گا وہ آپ دونوں کی صحت کے لئے اچھا نہیں ہو گا''...... شاگل نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ ہمیں دھمکی دے رہے ہیں''...... اس بار جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ فی الحال تو یہ دھمکی ہے مگر میں اس دھمکی کو عملی جامہ پہنانے سے بھی دریغ نہیں کرتا''...... شاگل نے غرا کر کہا۔

''آپ بے فکر رہیں جناب۔ جب تک آپ نہیں کہیں گے ہم اس کمرے سے باہر نہیں نکلیں گے۔ ویسے بھی ہماری نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ اس کمرے سے نکل کر ہم نے کرنا ہی کیا ہے۔ کیوں ڈارلنگ''...... عمران نے پہلے شاگل سے اور پھر جولیا کی جانب دیکھتے ہوئے بڑے میٹھے لہجے میں کہا اور جولیا یوں شرما گئی جیسے

واقعی وہ اس کی نئی نویلی دلہن ہو۔ اسے شرماتے دیکھ کر شاگل برے برے منہ بنانا شروع ہو گیا۔

''اوکے۔ اب میں جا رہا ہوں''...... شاگل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شاگل نے اپنے تینوں ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ چاروں تیز تیز چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان کے باہر جاتے ہی عمران نے آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ بند کیا اور اس پر بولٹ چڑھا دیا۔ عمران جانتا تھا کہ اس کمرے میں پہلے ہی بگ لگا ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ شاگل اس بگ سے ان دونوں کے تاثرات جاننے کے لئے ان کی باتیں سنے اس لئے عمران نے جولیا کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور تیز تیز چلتا ہوا اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔

''میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ ہمارا ڈائریکٹ ساڈان سے کافرستان آنا پریشانی کا باعث بن سکتا ہے۔ میں جو شیڈول ترتیب دیتا ہوں بہت سوچ سمجھ کر دیتا ہوں اور تم ہو کہ میرے شیڈول کو ہی خراب کر کے رکھ دیتی ہو۔ اگر ہم کمبوڈیا چلے گئے ہوتے اور پھر یہاں آتے تو ہمیں ایسی مصیبت کا تو سامنا نہ کرنا پڑتا۔ اب شاگل صاحب ہمارے کاغذات لے گئے ہیں۔ کاغذات کی چیکنگ میں نجانے انہیں کتنا وقت لگ جائے۔ جب تک وہ کاغذات کلیئر کرا کے ہمیں لوٹا نہیں دیتے ہمیں اسی کمرے میں قید ہو کر رہنا پڑے گا''......عمران نے ناراض ہونے والے انداز میں کہا۔

''مجھے کیا معلوم تھا کہ سر منڈواتے ہی اولے پڑ جائیں گے۔ میں نے آپ کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ شادی کرتے ہی ہم کافرستان روانہ ہو جائیں گے۔ مجھے کافرستان بے حد اچھا لگتا ہے۔ میرا بس نہیں چلتا ورنہ میں ساڈان چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے اس ملک کی ہو جاؤں۔ شیڈول بناتے ہوئے آپ کو خود ہی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے تھا اور اگر آپ نے شیڈول میں پہلے کمبوڈیا جانا طے کیا تھا اور کمبوڈیا سے کافرستان آنا تھا تو اس کے لئے آپ کو سفارتی طور پر اس بات کی کافرستان پہلے ہی اطلاع کر دینی چاہئے تھی کہ ہم کمبوڈیا سے پہلے کافرستان آئیں گے اور ہماری فلائٹ ڈائریکٹ ساڈان سے کافرستان کے لئے ہو گی''...... جولیا نے بھی ناراض سے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ واقعی مجھ سے یہ غلطی ہو گئی ہے۔ مجھے کافرستانی سفارت خانے میں یہ اطلاع بھیج دینی چاہئے تھی کہ ہمارا کمبوڈیا جانا کینسل ہو گیا ہے۔ بہرحال یہ اتنی بھی بڑی بات نہیں ہے۔ شاگل صاحب جب ہمارے کاغذات چیک کرائیں گے اور انہیں کلیئرنس مل جائے گا تو وہ خود ہی مطمئن ہو جائیں گے''......عمران نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے کی عقبی کھڑکی کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس نے کھڑکی کھول کر باہر جھانکا۔ یہ ہوٹل کا عقبی حصہ تھا۔ اس طرف دوسرے ہوٹلوں اور عمارتوں کے عقبی حصے تھے جہاں ایمر جنسی کے لئے بڑے بڑے موو کرنے والے زینے لگے ہوئے تھے۔ ہوٹل میں

لگنے والی آگ یا کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں ان فولادی زینوں کے ذریعے باہر نکلا جا سکتا تھا۔ زینے دیکھ کر عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں اور پھر وہ چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس طرف ایک چھوٹی سی سڑک تھی جو خالی تھی البتہ سڑک پر جگہ جگہ کچرے کے باکس لگے ہوئے تھے۔ ہوٹل اور اردگرد کی عمارتوں کا سارا کچرا لا کر ان باکس میں ڈال دیا جاتا تھا جہاں سے میونسپلٹی والے آ کر کچرے سے بھرے باکس اٹھا کر لے جاتے تھے اور ان کی جگہ خالی باکس رکھ جاتے تھے۔ عمران نے جیب سے ایک قلم اور ایک وزیٹنگ کارڈ نکالا اور اس پر جلدی جلدی کچھ لکھ کر اسے بیڈ پر اچھال دیا اور پھر اس نے جولیا کو اشارہ کیا تو جولیا نے فوراً اس کا اور اپنا بیگ اٹھایا اور پھر عمران اچک کر کھڑکی پر آ گیا۔ اس نے اپنا جسم موڑ کر کھڑکی سے باہر نکالا اور ایک چھوٹی سی کارنس پر آ گیا۔ کارنس پر آتے ہی اس نے اپنی کمر دیوار کے ساتھ لگا لی اور آہستہ آہستہ دائیں طرف موجود اس فولڈ شدہ زینے کی جانب بڑھنے لگا جسے کھول کر وہ نیچے جا سکتا تھا۔ اس کے کارنس پر آتے ہی جولیا بھی کھڑکی سے نکلی اور کارنس پر آ گئی۔ عمران نے آگے بڑھ کر زینے کے ساتھ لگے ہوئے ایک کنڈے کو پش کیا تو زینہ موو کرتا ہوا نیچے کی طرف کھلتا چلا گیا۔ یہ زینہ نچلی منزل تک کے لئے تھا۔ عمران اور جولیا اس زینے پر اترتے ہوئے نچلے فلور کے دوسرے کارنس پر آئے اور پھر وہاں موجود دوسرا زینہ کھولتے ہوئے وہ مزید

نیچے چلے گئے۔ اسی طرح وہ نچلی منزلوں پر آ کر زینے کھولتے ہوئے سڑک پر آ گئے اور عمران اسے لئے تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

”ہمارے اس طرح فرار ہونے سے شاگل چونک نہیں جائے گا“...... جولیا نے کہا۔

”چونکتا ہے تو چونکتا رہے۔ اب میں اس کی قید میں تو رہنے سے رہا۔ اگر میں اس کی ہدایات پر عمل کروں تو مجھے نجانے کب تک ہوٹل کے کمرے میں محدود رہنا پڑے گا“...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اور وہ تم نے کارڈ پر کیا لکھا ہے جسے تم بیڈ پر پھینک آئے ہو“...... جولیا نے پوچھا۔

”کچھ خاص نہیں“...... عمران نے مسکرا کر کہا تو جولیا سمجھ گئی کہ عمران اس کارڈ کے بارے میں اسے کچھ نہیں بتانا چاہتا اس لئے وہ خاموش ہو گئی۔ وہ دونوں مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے پچھلی سڑک پر آئے اور پھر وہاں سے ہوتے ہوئے مین سڑک پر آ گئے۔ مین سڑک پر آتے ہی عمران کو سڑک کے کنارے ایک خالی ٹیکسی دکھائی دی۔ عمران نے جولیا کا ہاتھ پکڑا اور اسے لئے تیزی سے ٹیکسی کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

”نثور لال روڈ چلو“...... عمران نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران اس

کے سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا جبکہ جولیا دونوں بیگ لے کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ٹیکسی روانہ ہوئی تو عمران نے سکون کا سانس لیا۔ اگلے آدھے گھنٹے بعد وہ نوُر لال روڈ پر تھے۔

عمران نے سڑک کی سائیڈ پر ٹیکسی رکوائی اور پھر جولیا کو ٹیکسی سے باہر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی گود میں اچھال دیا۔ ٹیکسی کے آگے بڑھتے ہی عمران نے جولیا سے اپنا بیگ لیا اور پھر وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ عمران، جولیا کو لے کر دوسری سڑک پر آیا اور پھر وہاں سے ہوتا ہوا کافی آگے جا کر ایک کمرشل ایریئے میں آ گیا۔ کمرشل ایریئے میں آتے ہی اس نے ایک اور ٹیکسی رکوائی اور پھر وہ دونوں اس ٹیکسی میں سوار ہو گئے۔

''ساجن کالونی''...... عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ ایک گھنٹے کے بعد وہ ساجن کالونی میں تھے۔ یہ رہائشی علاقہ تھا جہاں بڑی بڑی کوٹھیاں اور بنگلے بنے ہوئے تھے۔ عمران نے ایک کوٹھی کے قریب ٹیکسی رکوائی اور پھر وہ دونوں ٹیکسی سے باہر آ گئے۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو بڑا نوٹ دیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے سامنے موجود ایک رہائش گاہ کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ ان کے آگے بڑھتے ہی ٹیکسی آگے بڑھ گئی اور پھر آگے جاتے ہی دائیں سڑک پر مڑ گئی۔ جیسے ہی ٹیکسی دوسری طرف مڑی عمران فوراً پلٹ کر عقبی

طرف چلنا شروع ہو گیا۔ وہ جولیا کو مختلف گلیوں سے گزارتا ہوا ایک اور رہائش گاہ کے پاس آ گیا۔ یہ جدید طرز کی انتہائی وسیع و عریض کوٹھی تھی۔ کوٹھی کا گیٹ براؤن کلر کا تھا۔ عمران نے سائیڈ پر لگے ہوئے کال بیل کا بٹن پریس کیا تو اندر دور کہیں مترنم گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ چند لمحوں کے بعد قدموں کی آوازیں ابھریں اور پھر گیٹ کا ذیلی دروازہ کھل گیا۔ گیٹ سے ایک بوڑھا ملازم باہر آ گیا۔

''جی فرمائیں''...... بوڑھے نے ان دونوں کی جانب نا آشنا نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''پروفیسر بھیم سنگھ سے کہو کہ پرنس فنا فٹ ان سے ملنا چاہتے ہیں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''پرنس فنافٹ۔ یہ کیسا نام ہے''...... بوڑھے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بہت خوبصورت نام ہے۔ تم جا کر فوراً پروفیسر صاحب کو بتا دو اگر اسے معلوم ہوا کہ تم نے ہمیں اتنی دیر گیٹ کے باہر روکا ہے تو وہ تمہارا حشر کر کے رکھ دے گا''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو بوڑھا تذبذب کے عالم میں اس کی شکل دیکھنے لگا۔

''ہونہہ۔ میری شکل بعد میں دیکھ لینا۔ جلدی کرو۔ کنگ ایکسٹو کو پتہ چلا کہ اس کے پرنس کو اس طرح روکنے کی کوشش کی جا رہی ہے تو وہ تمہارے ساتھ ساتھ تمہارے باس پروفیسر بھیم سنگھ کو بھی الٹا

لٹکا دے گا''...... عمران نے کہا اور ایکسٹو کا سن کر بوڑھا بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ آپ آئیں۔ میں آپ کو ڈرائینگ روم میں بٹھا دیتا ہوں۔ پھر میں پروفیسر صاحب کو جا کر آپ کے بارے میں بتا دوں گا''...... بوڑھے نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں بوڑھے کے پیچھے چلتے ہوئے کوٹھی میں داخل ہوئے اور بوڑھا انہیں لئے ایک برآمدے میں سے ہو کر ایک کمرے میں پہنچ گیا۔

''تشریف رکھیں۔ میں پروفیسر صاحب کو اطلاع کرتا ہوں''۔ بوڑھے نے اس بار بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔ عمران اطمینان سے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

''یہ پروفیسر بھیم سنگھ کون ہے اور تم نے بوڑھے کے سامنے ایکسٹو کا نام کیوں لیا ہے''...... جولیا نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرے خالو کے چچا کے ماموں کے بیٹے کا دادا ہے۔ ایکسٹو سے اس کے خاص مراسم ہیں۔ ایکسٹو کا نام سنتے ہی دیکھنا وہ کیسے یہاں دوڑا چلا آتا ہے''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ پروفیسر بھیم سنگھ کا تعلق یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی فارن گروپ سے ہے اسی لئے عمران نے ایکسٹو کا نام لیا تھا اور اب وہ یہاں اطمینان

سے بیٹھا تھا۔ چند لمحوں بعد ایک بوڑھا سا شخص اندر داخل ہوا جس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ اس کی داڑھی مونچھیں اور سر کے بال برف کی طرف سفید تھے۔ وہ چشمے کے پیچھے سے عمران اور جولیا کو غور سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ انہیں پہچاننے کی کوشش کر رہا ہوں۔

''فرمائیں۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... بوڑھے نے آگے بڑھ کر ان کے نزدیک آتے ہوئے پوچھا۔

''میرے سر پر تیل کی مالش کر دو''...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف جولیا بلکہ بوڑھا بھی بری طرح سے اچھل پڑا۔

''ارے۔ عمران صاحب آپ یہاں اچانک''...... اچانک بوڑھے نے بدلے ہوئے اور انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس سے پہلے کہ جولیا کچھ سمجھتی بوڑھا کسی تندرست نوجوان کی طرح اچھل کر عمران کی جانب بڑھا اور وہ عمران سے یوں بغلگیر ہو گیا جیسے وہ عمران کا لنگوٹیا یار ہو۔

''ارے ارے۔ خدا کا خوف کرو پروفیسر۔ اسی سالہ بوڑھے کی ہڈیوں میں تو جان ہی نہیں ہوتی لیکن تم میں تو کسی گینڈے کی روح گھسی ہوئی ہے۔ توبہ اتنی طاقت۔ مجھے تو اپنی ہڈیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہو رہی ہیں۔ چھوڑو مجھے۔ ارے ارے''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو بوڑھا ہنستا ہوا اس سے الگ ہو گیا۔

''سوری۔ آپ کو اچانک یہاں دیکھ کر میں نروس ہو گیا تھا''۔

بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی آواز سن کر جولیا بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رہ گئی اس نے بوڑھے کی آواز پہچان لی تھی وہ فارن ایجنٹ این ٹی تھا۔

''شکر کرو کہ نروس ہوئے تھے۔ اگر تمہارا نروس بریک ڈاؤن ہو جاتا تو میں کیا کرتا''...... عمران نے کہا تو بوڑھا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''آپ نے اگر آنے کی اطلاع دی ہوتی تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی میں آپ کو خود رسیو کرنے آ جاتا''...... این ٹی نے کہا۔

''اطلاع دیتا تو میں اور تم اس وقت یہاں نہیں بلکہ کسی سرد خانے میں پڑے اکڑ رہے ہوتے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی ان دنوں کافرستان سیکرٹ سروس بے حد فعال دکھائی دے رہی ہے۔ پورے دارالحکومت میں سیکرٹ سروس کے ارکان دندناتے پھر رہے ہیں اور مشکوک نظر آنے والے افراد کی نہ صرف کڑی نگرانی کی جا رہی ہے بلکہ انہیں انتہائی غیر متوقع طور پر اٹھا لیا جاتا ہے اور پھر ان کا کہیں نشان بھی نہیں ملتا۔ شاید شاگل کو آپ کی آمد کی اطلاع تھی اسی لئے اس نے ہر طرف سیکورٹی ٹائٹ کر رکھی ہے''...... این ٹی نے کہا۔

''کیا ساری باتیں یہیں بیٹھ کر کرو گے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ سوری میں بھول گیا تھا۔ آئیں میں آپ کو سیف روم میں لے چلتا ہوں''...... این ٹی نے کہا تو عمران نے اثبات میں

سر ہلا دیا۔ این ٹی انہیں لے کر ایک خفیہ تہہ خانے میں آ گیا۔ یہاں ہر طرف مختلف مشینیں اور دیواروں پر سکرینیں نصب تھیں۔ سامنے ایک میز تھی جس پر جدید ساخت کے کئی ٹرانسمیٹر رکھے ہوئے تھے۔ میز کے پاس چار کرسیاں بھی موجود تھیں۔

''اب بتائیں۔ کیا معاملہ ہے۔ آپ کی غیر متوقع آمد میرے لئے باعث تعجب ہے''...... این ٹی نے کہا۔

''ہونہہ۔ خود ہی کہہ رہے ہو کہ ان دنوں کافرستان سیکرٹ سروس ضرورت سے زیادہ فعال ہے اور شاگل کو میری اطلاع متوقع تھی اس کے باوجود تم سمجھ نہیں سکے کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں۔ کیا تمہاری عقل گدھوں کی گھاس کھانے چلی گئی ہے یا تم واقعی بوڑھے ہو گئے ہو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سیکرٹ سروس کے فعال ہونے پر تعجب تو مجھے بھی ہوا تھا عمران صاحب اور میں نے چھان بین بھی کی تھی لیکن میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ان دنوں چونکہ وادیٔ مشکبار کے حالات خراب ہیں اس لئے میری ساری توجہ اسی طرف مبذول تھی۔ اس لئے میں نے اس طرف زیادہ دھیان نہیں دیا تھا''...... این ٹی نے کہا۔

''بہرحال میں تمہیں بتا دیتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے این ٹی کو جزیرہ کالینڈ کے بارے میں ملنے والی اطلاع کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔

''اوہ۔ یہ تو واقعی بے حد مخدوش صورت حال ہے۔ اگر

کافرستان اتنی بڑی تعداد میں ہاٹ گن تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا تو وہ پاکیشیا کو تو کیا ساری دنیا کو آنکھیں دکھانے کے قابل ہو جائے گا''...... این ٹی نے کہا۔

''اس سے پہلے کہ کافرستان، پاکیشیا یا کسی اور کو آنکھیں دکھائے میں اس کی آنکھیں پھوڑنے کے لئے ہی یہاں آیا ہوں۔ تم یہ بتاؤ کہ جزیرہ کالینڈ کے بارے میں تمہارے پاس کیا اطلاعات ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ جزیرہ شمال مشرقی علاقے میں ہے اور یہ ایک ویران اور سنسان جزیرہ ہے جہاں حشرات الارض کی بھرمار ہے۔ اس لئے اس طرف کوئی نہیں جاتا۔ بہرحال میں معلوم کرتا ہوں''...... این ٹی نے کہا اور میز پر پڑا ہوا ایک ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔

''ٹرانسمیٹر کال مت کرنا۔ میں اور مسز ڈراہم ابھی ابھی ایک ہوٹل سے فرار ہو کر آئے ہیں جہاں شاگل نے ریڈ کیا تھا۔ اگر ٹرانسمیٹر کال کسی نے کیچ کر لی تو انہیں یہاں کی لوکیشن کا پتہ چل جائے گا''...... عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس سے ٹرانسمیٹر لیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اسے ہوٹل سے نکلنے کے بارے میں بتا دیا۔

''اوہ۔ پھر تو شاگل واقعی غصے سے پاگل ہو رہا ہو گا اور اس نے شہر بھر میں اپنی فورس الرٹ کر دی ہو گی''...... این ٹی نے کہا۔

''ہاں۔ اور اس کے آدمی ہمیں ہر طرف پاگل کتوں کی طرح تلاش کر رہے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''میں بی تھرٹی ٹرانسمیٹر استعمال کرتا ہوں۔ اس ٹرانسمیٹر کی کال کسی بھی صورت میں کیچ نہیں کی جا سکتی اور میرا ایک آدمی گرانڈ ہوٹل میں موجود ہے۔ میں اس سے بھی بات کرتا ہوں اور اس سے معلوم کرتا ہوں کہ آپ کے وہاں سے فرار ہونے سے شاگل کے کیا تاثرات ہیں اور وہ آپ کی تلاش میں کیا کر رہا ہے۔ اس طرح سے ہمیں شاگل کے اقدامات کے بارے میں بھی علم ہو جائے گا''...... این ٹی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ این ٹی نے ایک اور ٹرانسمیٹر اٹھایا اور پھر وہ اپنے کسی ساتھی کو کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔ کچھ دیر تک وہ ٹرانسمیٹر پر باتیں کرتا رہا پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''بس ایک دو گھنٹوں میں جزیرہ کالینڈ کے بارے میں ساری تفصیلات ہمارے سامنے آ جائیں گی''...... این ٹی نے ٹرانسمیٹر آف کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تب تک میں اور میری مسز آرام کر سکتے ہیں''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''جی ہاں۔ کیوں نہیں۔ میں ابھی آپ کے ریسٹ کا بندوبست کراتا ہوں اور پھر میں گرانڈ ہوٹل میں موجود اپنے آدمی سے بھی بات کرتا ہوں جو بے حد ضروری ہے''...... این ٹی نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سیاہ رنگ کی جیپ انتہائی تیز رفتاری سے ایک تنگ پہاڑی راستے پر اچھلتی ہوئی آگے بڑھ چلی جا رہی تھی۔

سڑک تنگ تھی اور اس کے دائیں بائیں اونچی اونچی چٹیل پہاڑیوں کا لامحدود سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ پہاڑیوں کے درمیان بنا ہوا یہ راستہ پہاڑیوں کے درمیان سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا جا رہا تھا۔ اس سڑک پر تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ موڑ آتے ہی تیز رفتار گاڑی کسی بھی پہاڑی چٹان سے ٹکرا سکتی تھی لیکن اس کے باوجود سیاہ جیپ انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ جیپ تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے بار بار موڑ کاٹ رہی تھی جس سے جیپ کے ٹائروں کی آوازیں بار بار ماحول میں گونج رہی تھیں۔

جیپ میں تین افراد سوار تھے۔ یہ تینوں صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل

تھے جو پاکیشیا کے ایسٹ زون کے راستے سے کافرستان داخل ہونے کے لئے سفر کر رہے تھے۔ یہ تینوں پاکیشیا سے ڈائریکٹ فلائٹ کے ذریعے ایسٹ زون پہنچے تھے اور پھر ان تینوں نے ایسٹ زون کے جرائم پیشہ افراد اور خاص طور پر چند اسمگلرز سے بات چیت کر کے ایک ایسے راستے کے بارے میں معلوم کر لیا تھا جہاں سے وہ بغیر کسی رکاوٹ کے کافرستان داخل ہو سکتے تھے۔

جس راستے کے بارے میں انہیں بتایا گیا تھا وہ بے حد خطرناک اور پر پیچ تھا۔ سڑک بھی جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی تھی اور پہاڑیوں سے وہاں اکثر لینڈ سلائیڈنگ ہوتی رہتی تھی۔ بڑی بڑی چٹانیں ٹوٹ کر سڑک پر گر جاتی تھیں جس سے سڑک کا راستہ تقریباً بند ہو جاتا تھا۔ یہ راستہ کافرستان اور ایسٹ زون میں تجارتی وے کے طور پر بنایا گیا تھا لیکن پھر دونوں ممالک کے اختلافات کے باعث اس راستے کو مکمل طور پر بند کر دیا گیا تھا۔ سڑکوں کی حالت چونکہ انتہائی ناگفتہ بہ ہو چکی تھی اس لئے دونوں ممالک جیسے اس سڑک کو بنا کر بھول ہی گئے تھے اس لئے اس سڑک کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ دونوں ممالک نے سرحدی حفاظت کے لئے اپنے اپنے طور پر دو چھوٹی چھوٹی چیک پوسٹیں بنا رکھی تھیں۔ جہاں چیکنگ کا بے حد معمولی انتظام تھا۔ اس لئے یہاں سے عموماً اسمگلرز کو اپنا سامان لانے اور لے جانے میں کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا۔

پاکیشیا کے ایسٹ زون چیک پوسٹ سے گزرانے کے لئے ایک گروپ نے ان سے ڈالرز کی شکل میں بھاری معاوضہ وصول کیا تھا اور انہیں جیپ کے ساتھ ان کے مطلب کا اسلحہ بھی مہیا کر دیا تھا۔ اس کے بعد کی ذمہ داری ان کی اپنی تھی کہ وہ کافرستانی چیک پوسٹ سے خود کو کیسے بچاتے ہیں اور چیک پوسٹ پر موجود رینجرز کی موجودگی میں اسلحہ کیسے لے جاتے ہیں جس پر صفدر اور اس کے ساتھیوں نے کوئی تعرض نہیں کیا تھا اور وہ جیپ لے کر اس پہاڑی راستے پر آ گئے تھے۔

جیپ کی ڈرائیونگ صفدر کے ہاتھوں میں تھی اور وہ صفدر ہی کیا جو خطرناک اور پر پیچ راستوں سے گھبرا جائے وہ اپنے مخصوص انداز میں جیپ کو جیٹ طیارے کی طرح اڑائے لئے جا رہا تھا۔ سائیڈ سیٹ پر کیپٹن شکیل جبکہ پچھلی سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا۔

ان پر پیچ راستوں پر سفر کرتے ہوئے انہیں تین گھنٹوں سے زیادہ وقت ہو چکا تھا اور ابھی ان کا اتنا ہی سفر باقی تھا۔ جیپ کا فیول ٹینک بھرا ہوا تھا لیکن چونکہ راستہ طویل تھا اس لئے انہوں نے فیول کے دو بڑے کین بھی جیپ میں رکھوا لئے تھے کیونکہ ان پہاڑی راستوں میں انہیں مزید فیول نہیں مل سکتا تھا۔

”کافرستانی چیک پوسٹ سے بچ نکلنے کے لئے کیا سوچا ہے تم نے“...... کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”اس میں سوچنے والی کون سی بات ہے۔ چیک پوسٹ پہاڑی

علاقے میں ہے اور وہاں نفری بھی کم ہے۔ اگر وہ ہمارے سامنے رکاوٹ بننے کی کوشش کریں گے تو ہم انہیں اُڑا دیں گے“۔ صفدر کی بجائے پیچھے بیٹھے ہوئے تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور اگر ان کی تعداد زیادہ ہوئی تو“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تب بھی ہم ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں“...... تنویر نے فوراً کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

”ہمارا تعلق آثارِ قدیمہ کے ماہرین سے ہے اور ہم ان پہاڑیوں میں آثار قدیمہ کی تلاش میں آئے ہیں۔ ایسٹ زون سے ہم نے ایسے کاغذات بنوا لئے ہیں جنہیں کسی بھی طرح سے چیلنج نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہم ان کاغذات کی رو سے کسی بھی وقت اور کسی بھی راستے سے کافرستان جا سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ کافرستانی چیک پوسٹ پر ہمیں زیادہ دیر نہیں روکا جائے گا اور کاغذات کلیئر ہوتے ہی ہمیں چھوڑ دیا جائے گا“...... صفدر نے کہا۔

”ہمارے کاغذات تو مکمل ہیں لیکن جیپ میں جو اسلحہ ہم ساتھ لائے ہیں وہ اگر ان کی نظروں میں آ گیا تو“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اسلحہ جیپ کے خفیہ خانوں میں چھپا ہوا ہے جو کورنگ پیپرز میں لپٹا ہوا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ ڈیٹیکٹرز کی مدد سے جیپ چیک کریں گے۔ ڈیٹیکٹرز سے انہیں اسلحے کی نشاندہی نہیں ہو گی۔

یہ خصوصی جیپ ہے جس کا انجر پنجر کھولنے کے بعد ہی انہیں اسلحے کا پتہ چلے گا ویسے نہیں“......صفدر نے جواب دیا۔

”پھر بھی ہمیں اپنے طور پر تیار رہنا چاہئے۔ کسی بھی وقت کچھ بھی ہوسکتا ہے“......تنویر نے کہا۔

”ہاں۔ یہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ممکنہ خطرے سے نپٹنے کے لئے واقعی ہمیں الرٹ رہنا ہوگا“......صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”عمران صاحب اور جولیا کے بارے میں کچھ پتہ چلا۔ کہاں ہیں وہ“...... چند لمحے توقف کے بعد کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

”نہیں۔ ابھی تک تو ان کی طرف سے کوئی کال نہیں آئی لیکن اب تک تو وہ بحفاظت کافرستان پہنچ چکے ہوں گے اور ہوسکتا ہے کہ وہ این ٹی جو کافرستان میں پروفیسر بھیم سنگھ بن کر رہ رہا ہے ان کے پاس پہنچ چکے ہوں“......صفدر نے جواب دیا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان کا یہ سفر اسی طرح سے جاری رہا۔ پر پیچ اور خطرناک پہاڑی راستوں سے گزرتے ہوئے آخر کار وہ کافرستانی سرحد تک پہنچ گئے۔ ایک متوازی سڑک سے گزرتے ہوئے جب وہ آگے آئے تو ان کے سامنے ایک چھوٹی سی چیک پوسٹ تھی لیکن اس چھوٹی سی چیک پوسٹ پر بھی پندرہ مسلح افراد تعینات تھے۔

جیپ کو اس طرف آتے دیکھ کر وہ سب الرٹ ہو گئے تھے اور حیرت بھری نظروں سے جیپ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ان میں

سے پانچ رینجرز کی مخصوص یونیفارمز میں تھے جبکہ دس افراد نے سیاہ رنگ کے لباس پہن رکھے تھے اور ان کی شرٹس پر سفید رنگ سے کے ایس ایس لکھا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

”اوہ۔ رینجرز کے ساتھ یہ سیاہ وردیوں والے تو کافرستان سیکرٹ سروس کے افراد دکھائی دے رہے ہیں“......کیپٹن شکیل نے چیک پوسٹ پر موجود افراد کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لگتا ہے شاگل نے اس بار ہر چیک پوسٹ پر اپنے آدمی تعینات کر رکھے ہیں“......صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اس نے جیپ کی رفتار کافی کم کر رہی تھی۔ جیپ رینگنے والے انداز میں چیک پوسٹ کی جانب بڑھی جا رہی تھی جہاں مسلح افراد نے پوزیشنیں سنبھال لی تھیں۔

”اب کیا کہتے ہو“......تنویر نے کہا۔

”ان سے بات کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے آگے جانے کا راستہ نہ دیا تو پھر وہی کریں گے جو تم چاہتے ہو“......صفدر نے کہا تو تنویر کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔ صفدر نے جیپ خار دار تاروں سے بنے ہوئے جنگلے کے قریب روک دی۔ جیسے ہی اس نے جیپ روکی مسلح افراد تیزی سے ان کی جیپ کے گرد پھیلتے چلے گئے۔

”باہر نکلو“...... ایک آدمی نے کرخت لہجے میں کہا تو صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر اچھل کر جیپ سے باہر آ گئے۔ صفدر نے جیپ کے ڈیش بورڈ سے چمڑے کا ایک چھوٹا سا بیگ نکال کر ہاتھ میں

لے لیا تھا۔ جیپ سے باہر آتے ہی اس نے بیگ ایک سپاہی کی جانب بڑھا دیا۔

"کیا ہے یہ"...... سپاہی نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"ہمارے کاغذات"...... صفدر نے باوقار لہجے میں کہا۔ سپاہی نے اس سے بیگ لیا اور اسے کھول کر اس میں موجود کاغذات باہر نکال لئے۔

"انہیں کیبن میں لے جاؤ"...... کاغذات لینے والے سپاہی نے اپنے دو ساتھیوں سے کہا تو دو سپاہیوں نے انہیں اشارہ کیا اور وہ ان کے ساتھ کیبن کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کے آگے جاتے ہی دو سپاہی تیزی سے جیپ میں سوار ہو گئے اور جیپ کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گئے۔

کیبن میں سرخ رنگ کی ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک گنجے سر والا آفیسر بیٹھا ہوا تھا۔ انہیں کیبن میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ ان کی جانب گہری نظروں سے دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ ان کے پیچھے وہی سپاہی داخل ہوا جسے صفدر نے کاغذات والا بیگ دیا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر کاغذات آفیسر کے سامنے رکھ دیئے۔ کاغذات دیکھتے ہوئے آفیسر بار بار سر اٹھا کر ان تینوں کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"اپنے نام بتاؤ"...... آفیسر نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہمارے نام ان کاغذات پر لکھے ہوئے ہیں جناب"...... صفدر

نے بڑے دبنگ لہجے میں کہا تو وہ انہیں تیز اور کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔

"میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔ باری باری نام بتاؤ اپنے"۔ اس نے اس بار غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"میں فلک شیر ہوں جناب اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ اس کا نام آصف جاہ ہے اور یہ نبیل ہے"......صفدر نے اپنا اور پھر کیپٹن شکیل اور تنویر کے نام بتاتے ہوئے کہا جو کاغذات میں درج تھے۔

"تو تمہارا تعلق آثار قدیمہ سے ہے"...... آفیسر نے اسی انداز میں کہا۔

"جی ہاں۔ ہم اقوام متحدہ کی طرف سے ایشیا کے آثار قدیمہ کا سروے کر کے اس پر رپورٹ تیار کر رہے ہیں۔ پاکیشیا کے ایسٹ زون اور دوسرے بہت سے ممالک کا سروے کر کے اب ہم کافرستان کے آثار قدیمہ کا سروے کرنے آئے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن آپ کی آمد کے بارے میں ہمیں تو کوئی اطلاع نہیں تھی اور پھر آپ اسی راستے سے یہاں کیوں آئے ہیں"...... آفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کافرستان کا ویسٹ زون علاقہ ہے جہاں راجوڑی کے علاقے میں کئی آثار قدیمہ دریافت ہو چکے ہیں۔ ہم اسی علاقے سے اپنے کام کا آغاز کرنا چاہتے تھے اور راجوڑی جانے کا اس سے

زیادہ شارٹ کٹ راستہ ہمارے سامنے نہیں تھا۔ رہی بات ہماری آمد کی بروقت اطلاع کی تو ہم یہاں آنے سے پہلے کافرستانی سفارت خانے میں اپنی آمد کی اطلاع دے چکے تھے۔ آپ کے آفیسر کرنل پرم ویر نے ہمیں کہا تھا کہ اس راستے سے ہماری آمد کی اطلاع چیک پوسٹ کو دے دی جائے گی جہاں ہمیں نہیں روکا جائے گا"...... صفدر نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"ہونہہ۔ لیکن سفارت خانے سے ہمیں ابھی تک کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی ہے۔ شیر سنگھ"...... آفیسر نے پہلے بڑبڑاتے ہوئے پھر اس سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا جس نے اسے کاغذات دیئے تھے۔

"یس سر"...... سپاہی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کرنل پرم ویر کو فون کرو اور ان سے پوچھو کہ ایسٹ زون سے آنے والے آثار قدیمہ کے ماہرین کی اس طرف آمد کی ابھی تم اس نے ہمیں رپورٹ کیوں نہیں کی ہے"...... آفیسر نے کہا۔

"یس سر"...... شیر سنگھ نے کہا اور اس نے اپنے پہلو میں بیلٹ کے ساتھ بندھا ہوا ٹرانسمیٹر اتار لیا اور اسے آن کر کے اس پر ایک مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع ہو گیا۔ اسے رابطہ کرتے دیکھ کر وہ تینوں بے چین ہو گئے۔ اس سے پہلے کہ شیر سنگھ ٹرانسمیٹر پر کسی سے رابطہ کرتا اسی لمحے ایک سپاہی تیز تیز چلتا ہوا اندر آ گیا۔ اس نے اندر آ کر ایک لمحے کے لئے ان تینوں کو تیز نظروں سے

گھورا اور پھر وہ تیزی سے آفیسر کی طرف بڑھا۔

"کیا بات ہے اننت کمار۔ کوئی خاص بات ہے کیا"...... آفیسر نے اس کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یس سر"...... آنے والے سپاہی نے کہا اور تیزی سے آفیسر کی میز کے پیچھے چلا گیا اور پھر اس نے آفیسر کے کان میں کچھ کہا تو آفیسر بری طرح سے اچھل پڑا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں"...... آفیسر نے کہا تو سپاہی نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک بار پھر انہیں تیز نظروں سے گھورتا ہوا کیبن سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"رکو شیر سنگھ۔ اب کسی کو کال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ یہ کون ہیں اور یہاں کیوں آئے ہیں"...... آفیسر نے اچانک بدلے ہوئے لہجے میں کہا اور شیر سنگھ کے ساتھ وہ تینوں بھی چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیا پتہ چل گیا ہے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں"...... آفیسر نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس نے اچانک دراز کھولی اور اس میں سے ریوالور نکال کر ان کی طرف کر دیا۔ اسی لمحے کیبن میں تین مزید مسلح افراد آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ تیزی سے آگے بڑھے اور ان تینوں کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔

"یہ سب کیا ہے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم تینوں ہاتھ اٹھا لو جلدی۔ اگر تم میں سے کسی نے کوئی حرکت کی تو تمہیں یہیں بھون دیا جائے گا"...... آفیسر نے کڑکتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر"...... شیر سنگھ نے کچھ کہنا چاہا۔

"یو شٹ اپ نانسنس۔ فوراً گرفتار کرو انہیں۔ یہ آثار قدیمہ کے ماہرین نہیں ہے۔ ایسٹ زون سے ہمیں جو اطلاع ملی تھی وہ درست ہے۔ ان کی جیپ کے خفیہ خانے سے بھاری مقدار میں اسلحہ ملا ہے۔ یہ جاسوس ہیں جو ہمارے ملک کو نقصان پہنچانے کے لئے آئے ہیں۔ اٹھ کر تلاشی لو ان کی اور ان کے پاس جو کچھ ہے وہ نکال لو"...... آفیسر نے کڑکتے ہوئے کہا اور وہ تینوں ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔ آفیسر کی باتوں سے انہوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ ان کے بارے میں ایسٹ زون سے کسی نے مخبری کر دی تھی اور انہیں بتا دیا گیا تھا کہ ان کے کاغذات جعلی ہیں اور وہ جیپ میں اپنے ساتھ بھاری مقدار میں اسلحہ لا رہے ہیں۔ گو کہ ان کا اسلحہ جیپ کے خفیہ خانوں میں چھپا ہوا تھا جسے یہ لوگ آسانی سے تلاش نہیں کر سکتے تھے لیکن شاید مخبری کرنے والے نے انہیں بتا دیا تھا کہ اسلحہ جیپ کے کن حصوں میں موجود ہے اسی لئے انہیں جیپ سے اسلحہ مل گیا تھا۔

ان تینوں نے صورتحال بدلتے دیکھ کر ایک دوسرے کی جانب

دیکھا اور پھر انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارہ کیا اور پھر اس سے پہلے کہ شیر سنگھ کچھ کرتا اچانک وہ تینوں بجلی کی سی تیزی سے مڑے اور انہوں نے اپنے عقب میں کھڑے سپاہیوں سے ان کی مشین گنیں چھین لیں۔ اس سے پہلے کہ آفیسر اور سپاہی کچھ سمجھتے اچانک تنویر نے مشین گن سیدھی کی اور دوسرے لمحے کیبن مشین گن کی تیز ریٹ ریٹ کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ تنویر نے پیچھے کھڑے سپاہیوں پر اچانک فائرنگ کھول دی تھی جبکہ کیپٹن شکیل نے مشین گن کا رخ شیر سنگھ کی طرف اور صفدر نے مشین گن کا رخ آفیسر کی جانب کر دیا تھا۔ فائرنگ سے اپنے تین ساتھیوں کو ہلاک ہوتے دیکھ کر آفیسر بوکھلا کر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم نے کیا کر دیا ہے۔ تم تم"...... آفیسر نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔ صفدر نے چھلانگ لگائی اور میز کے اوپر سے اڑتا ہوا آفیسر کے عین قریب آ گیا اور اس نے مشین گن کی نال آفیسر کے سر سے لگا دی۔

"جو بھی کیا ہے اپنی حفاظت کے لئے کیا ہے۔ خاموشی سے بیٹھ جاؤ ورنہ تمہاری کھوپڑی اڑانے میں مجھے ایک لمحہ بھی نہیں لگے گا"...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا تو آفیسر خوف کے عالم میں کسی خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح کرسی پر گرتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔ شیر سنگھ کا

رنگ بھی اپنے ساتھیوں کی ہلاکت دیکھ کر اُڑا ہوا تھا۔

''تم باہر جاؤ جلدی اور اپنے ساتھیوں کو کیبن میں آنے سے روکو ورنہ تمہارا آفیسر ہمارے ہاتھوں مارا جائے گا''...... صفدر نے شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لل لل۔ لیکن''...... شیر سنگھ نے بوکھلا کر کہنا چاہا۔

''چلو جلدی۔ ورنہ''...... تنویر نے مشین گن اس کی طرف کرتے ہوئے تیز لہجے میں کہا تو شیر سنگھ تیزی سے باہر کی جانب لپکا۔ صفدر نے کیپٹن شکیل اور تنویر کو اشارہ کیا تو وہ دونوں بھی تیزی سے شیر سنگھ کے پیچھے لپکے۔ فائرنگ کی آواز باہر موجود افراد نے بھی سن لی تھیں اور وہ بھاگ کر اس طرف آ رہے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ کیبن میں پہنچے۔ کیپٹن شکیل اور تنویر نے آگے جاتے ہوئے شیر سنگھ کو زور دار دھکا دیا تو شیر سنگھ چیختا ہوا کیبن کے دروازے سے باہر جا گرا۔ جیسے ہی وہ گرا کیپٹن شکیل اور تنویر چھلانگیں لگاتے ہوئے کیبن سے باہر آ گئے اور پھر انہوں نے دائیں بائیں ہوتے ہوئے سڑک پر موجود مسلح افراد کو دیکھتے ہی ان پر فائرنگ کھول دی۔ فائرنگ سے بچنے کے لئے مسلح افراد نے دائیں بائیں چھلانگیں لگانے کی کوشش کی لیکن وہ بھلا تنویر اور کیپٹن شکیل کی فائرنگ سے کیسے بچ سکتے تھے۔ کچھ سپاہی جو سڑک کی دوسری طرف موجود تھے وہ فوراً زمین سے چپک گئے تھے اور انہوں نے سڑک پر رول ہوتے ہوئے کیبن کے پاس کھڑے کیپٹن شکیل اور تنویر پر

تنویر پر فائرنگ کر دی لیکن تنویر اور کیپٹن شکیل نے فوراً چھلانگیں لگائیں اور وہ سڑک کی دوسری طرف دوڑتے چلے گئے۔ انہیں اس طرف آتے دیکھ کر سپاہیوں نے تسلسل کے ساتھ ان پر فائرنگ کرنا شروع کر دی لیکن کیپٹن شکیل اور تنویر جو چھلانگیں مارتے ہوئے ان کی طرف بڑھ رہے تھے ان کی فائرنگ کی زد میں آنے سے بچ گئے اور پھر جیسے ہی وہ مسلح افراد کے نزدیک پہنچے انہوں نے وقت ضائع کئے بغیر ان پر فائرنگ کھول دی اور ماحول مسلح افراد کی تیز اور دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔

''تم سڑک کے دائیں بائیں چیک کرو۔ میں جیپ لاتا ہوں''...... کیپٹن شکیل نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور سڑک کے بائیں طرف دوڑتا چلا گیا جہاں بڑی بڑی چٹانیں دکھائی دے رہی تھیں۔ ان چٹانوں کے پیچھے سے بھی ان پر فائرنگ کی گئی تھی جس کا مطلب تھا کہ وہاں بھی چند مسلح افراد چھپے ہوئے تھے۔ تنویر جیسے ہی چٹانوں کی طرف بڑھا چٹانوں کے پیچھے سے اس پر اچانک تیز فائرنگ ہونا شروع ہو گئی۔ فائرنگ ہوتے دیکھ کر تنویر نے فوراً چھلانگ لگائی اور سڑک پر گر گیا اور پھر وہ سڑک پر تیزی سے رول ہوتا ہوا چٹانوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے سڑک پر گرتے اور رول ہوتے ہوئے چٹانوں کی طرف آتے دیکھ کر چٹانوں کے پیچھے چھپے ہوئے مسلح افراد نے مشین گنوں کے رخ بدل کر اس کی طرف فائرنگ کی۔ گولیاں تنویر کے اردگرد سڑک

پر پڑیں اور سڑک پر گولیوں کے نشان بننا شروع ہو گئے۔ چٹانوں
کے پیچھے شاید دو افراد چھپے ہوئے تھے۔ ابھی تنویر ان چٹانوں کے
قریب پہنچا ہی تھا کہ اسی لمحے چٹانوں کے پیچھے چھپے ہوئے دونوں
افراد اچھل کر اس کے سامنے آ گئے اور انہوں نے مشین گنیں تنویر
کی طرف کرتے ہوئے فائرنگ کرنا چاہی لیکن تنویر نے انہیں
چٹانوں کے پیچھے سے نکلتے دیکھ لیا تھا۔ اس نے رول ہوتے ہوئے
کمال پھرتی سے اپنا جسم گھمایا اور پھر اپنا رخ پلٹتے ہی اس نے ان
دونوں پر فائرنگ کھول دی۔ تڑتڑاہٹ ہوئی اور وہ دونوں مشین
گنوں کے ٹریگر دبانے کی حسرت لئے چیختے ہوئے اور لٹو کی طرح
گھومتے ہوئے وہیں گرتے چلے گئے۔ انہیں ہلاک کرتے ہی تنویر
بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہوا اور چٹانوں کی طرف فائرنگ
کرتا ہوا چٹانوں کے پیچھے چلا گیا۔ چٹانوں کے پیچھے مزید مسلح افراد
بھی موجود ہو سکتے تھے۔ تنویر انہیں کوئی موقع نہیں دینا چاہتا تھا اسی
لئے اس نے اٹھتے ہی چٹانوں کی طرف مسلسل فائرنگ کرنا شروع
کر دی تھی۔ چٹانوں کے پیچھے آتے ہی وہ ایک طویل سانس لے
کر رہ گیا کیونکہ وہاں اور کوئی نہیں تھا۔ تنویر نے اردگرد کا جائزہ لیا
اور پھر وہ تیزی سے سڑک کے دوسرے حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا
جہاں ایسی ہی اور چٹانیں موجود تھیں۔ یہ چٹانیں ایسی تھیں جن کے
پیچھے کئی افراد آسانی سے چھپ سکتے تھے۔ اس طرف سے کوئی
فائرنگ نہیں کی گئی تھی لیکن اس کے باوجود تنویر احتیاط سے اس

طرف بڑھ رہا تھا۔ چٹانوں کے قریب آتے ہی اس نے ایک بار
چٹانوں پر فائرنگ کی اور پھر چھلانگ لگا کر وہ چٹانوں کے عقب
میں آ گیا لیکن واقعی یہاں کوئی نہیں تھا۔ تنویر نے اردگرد کا جائزہ لیا
اور پھر وہ مطمئن انداز میں چلتا ہوا کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا
جہاں کیپٹن شکیل نے جیپ لا کر روک دی تھی۔

”سب ختم ہو گئے“...... تنویر نے جیپ کے پاس جا کر کیپٹن
شکیل سے مخاطب ہو کر کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
اسی لمحے صفدر کیبن سے آفیسر کو کور کئے ہوئے باہر آ گیا۔ باہر سے
آنے والی مشین گنوں کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے آفیسر پہلے
ہی ڈرا ہوا تھا۔ باہر کا ماحول دیکھ کر اس کا رنگ اور زیادہ زرد ہو گیا
تھا اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سڑک کے دائیں بائیں اپنے
ساتھیوں کی لاشیں دیکھ رہا تھا۔

”تت۔ تت۔ تم نے سب کو ختم کر دیا ہے“...... آفیسر نے
ہکلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اب بس تم باقی بچے ہو۔ کہو تو اڑا دوں تمہیں“۔ صفدر
نے سفاک لہجے میں کہا۔

”نن۔ نن۔ نہیں مجھے مت مارو۔ میں میں“...... آفیسر نے
انتہائی خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہیں ہم زندہ کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ اگر ہم نے تمہیں زندہ
چھوڑ دیا تو تم آگے اطلاع کر دو گے اور ہمارے استقبال کے لئے

کافرستان کی ساری فورسز اُمڈ آئیں گی“...... صفدر نے کہا۔

”نہیں نہیں۔ میں کسی کو کوئی اطلاع نہیں دوں گا۔ میں تمہارے کاغذات پر کلیئرنس کی مہریں لگا کر دستخط کر دیتا ہوں۔ تم جہاں جانا چاہو چلے جانا لیکن میری جان بخش دو پلیز“...... اس نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”سوری۔ ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے“...... تنویر نے کہا اور اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل اور صفدر اسے روکتے، تنویر نے برسٹ مار کر آفیسر کا سینہ چھلنی کر دیا۔ آفیسر کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں اور وہ اچھل کر زمین پر آ گرا اور چند لمحے تڑپ کر ساکت ہوتا چلا گیا۔

”یہ تم نے کیا کیا ہے۔ میں اسے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ یہ ہمیں آگے جانے کے راستوں کے بارے میں بتا سکتا تھا اور اگر راستے میں کوئی رکاوٹ آتی تو ہم اس کی مدد سے خود کو محفوظ رکھ سکتے تھے“...... صفدر نے منہ بنا کر کہا۔

”ہم اپنے راستے خود بنا لیں گے۔ چلو یہاں سے“...... تنویر نے سپاٹ لہجے میں کہا اور صفدر ایک طویل سانس لیتا ہوا جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ جیپ کا پچھلا حصہ کھلا ہوا تھا جہاں ایک بڑا سا خانہ بنا ہوا تھا۔ اس خانے میں اسلحہ موجود تھا۔ یہ خانہ ایک خفیہ بٹن پریس کرنے سے کھلتا تھا۔ چونکہ اس خانے کو کھولنے کے لئے زور زبردستی نہیں کی گئی تھی اس لئے ان کا خیال تھا کہ سپاہیوں نے بٹن

پریس کر کے ہی یہ خفیہ خانہ کھولا ہو گا۔ صفدر اور تنویر اچھل کر جیپ میں سوار ہو گئے۔ اس بار جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ کیپٹن شکیل کے ہاتھوں میں تھی۔

”لگتا ہے ہمارے بارے میں ایسٹ زون سے کسی نے مخبری کی تھی کہ ہم نقلی کاغذات اور اسلحہ سمیت یہاں آ رہے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ اور یہ کام انہی کرمنلز کا ہی ہو سکتا ہے جن کے ذریعے ہم نے سرحد کراس کی تھی۔ ان کرمنلز کا بھی کوئی دین ایمان نہیں ہوتا“...... کیپٹن شکیل نے منہ بنا کر کہا۔

”ہمیں یہاں سے جلد سے جلد نکلنا ہو گا۔ یہاں دور دور تک کوئی آبادی تو نہیں ہے کہ یہاں ہونے والی فائرنگ کی آواز سنی جا سکتی ہو لیکن اگر چیک پوسٹ پر کسی نے رابطہ کیا اور یہاں سے جواب نہ ملا تو اس طرف کسی بھی فورس کو آنے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا“...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے جیپ کی رفتار تیز کر دی۔ جیپ آگے جا کر ایک بار پھر پہاڑی راستوں پر دوڑنے لگی اور یہ سڑک بھی گھومتی ہوئی جا رہی تھی۔ ایک گھنٹے تک ان کی جیپ پہاڑی راستوں پر دوڑتی رہی پھر پہاڑی سلسلہ ختم ہو گیا اور ان کے سامنے ایک میدانی علاقہ آ گیا۔ میدانی علاقے میں سڑک دور تک متوازی جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ سڑک دور تک صاف تھی اس لئے کیپٹن شکیل اطمینان

بھرے انداز میں جیپ دوڑاتا لے جا رہا تھا۔ وہ کافرستان میں داخل ہو چکے تھے۔ ان کے راستے میں کئی دیہات اور قصبے آ رہے تھے۔ وہ ان دیہات اور قصبوں کو چھوڑتے ہوئے کسی بڑے شہر کی جانب اُڑے جا رہے تھے تاکہ اس شہر سے مین شاہراہ کے ذریعے وہ دارالحکومت پہنچ سکیں لیکن ان کا سفر ابھی کافی طویل تھا۔

ایک قصبے سے نکل کر وہ شہر جانے والی مین سڑک پر آئے ہی تھے کہ اچانک کیپٹن شکیل کو پوری قوت سے بریک لگانے پڑے۔ جیپ کے ٹائر یکلخت جم گئے اور بری طرح سے چیختے ہوئے سڑک پر لمبی لکیریں سے بناتے چلے گئے اور پھر جیپ اچانک زور دار جھٹکے سے رک گئی۔ موڑ مڑتے ہی اسے سامنے دو بڑی جیپیں دکھائی دی تھیں جو سڑک پر ترچھی کھڑی تھیں۔ جیپوں کے باہر کئی افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے پوزیشنیں لئے کھڑے تھے۔ ان کے لباس بلیک کلر کے تھے۔ جیپ کے اس طرف مڑتے ہی وہ اور زیادہ مستعد ہو گئے اور پھر جیسے ہی جیپ رکی مسلح افراد نے انہیں بغیر کوئی وارننگ دیئے ان پر مسلسل فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ ماحول یکلخت تیز اور بے شمار مشین گنوں کی ریٹ ریٹ کی آوازوں سے گونج اٹھا۔

شاگل اپنے آفس میں آ کر بیٹھا ہی تھا کہ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ گھنٹی بجنے کی آواز سن کر شاگل چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''یس شاگل سپیکنگ''...... شاگل نے کرخت لہجے میں کہا۔

''میجر شرما بول رہا ہوں جناب''...... دوسری جانب سے اس کے نمبر ٹو میجر شرما کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''بولو۔ کس لئے فون کیا ہے''...... شاگل نے منہ بنا کر کہا۔

''آپ نے ہوٹل میں جس ساڈانی جوڑے کے لئے ریڈ کیا تھا وہ دونوں اپنے کمرے میں نہیں ہیں جناب''...... میجر شرما نے ڈرتے ڈرتے کہا تو شاگل بری طرح سے اچھل پڑا۔

''اپنے کمرے میں نہیں ہیں۔ کیا مطلب۔ وہ اپنے کمرے میں

نہیں ہیں تو کہاں ہیں''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''وہ شاید ہوٹل سے فرار ہو گئے ہیں''...... میجر شرما نے اسی انداز میں کہا تو شاگل کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔

''فرار ہو گئے ہیں۔ نانسنس۔ کیسے فرار ہو گئے ہیں وہ۔ میں نے ان کے کمرے کے باہر دو افراد کو تعینات کیا تھا۔ ان کے ہوتے ہوئے وہ دونوں کمرے سے کیسے فرار ہو گئے ہیں''۔ شاگل نے بری طرح سے دہاڑتے ہوئے کہا۔

''وہ ہوٹل کے عقبی راستے سے نکلے ہیں جناب۔ ان کا کمرہ اندر سے لاک تھا۔ میں دوسرے روم میں ان کے کمرے میں لگے ہوئے بگ سے ان کی آوازیں سننے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ان کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ میں نے کچھ دیر انتظار کیا لیکن جب ان کی مجھے کوئی آواز سنائی نہ دی تو مجھے شک ہوا اور میں انہیں چیک کرنے کے لئے ان کے کمرے کی طرف آ گیا۔ کمرے کا دروازہ بند اور اندر سے لاک تھا۔ میں نے دروازے پر دستک دی لیکن نہ دروازہ کھلا اور نہ ہی اندر سے مجھے کوئی جواب ملا۔ میری چھٹی حس خطرے کا الارم بجا رہی تھی۔ میں نے فوراً ہوٹل کے منیجر کو بلایا اور ان کے کمرے کی ڈپلیکیٹ چابی منگوا لی۔ میں نے جب ان کا کمرہ کھولا اور کمرے میں داخل ہوا تو وہ دونوں کمرے میں نہیں تھے۔ کمرے کی عقبی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ میں نے کھڑکی چیک کی تو ہوٹل کے عقب میں موجود ایمر جنسی سٹیئرز کھلے ہوئے

تھے جس سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ دونوں کھڑکی سے نکل کر ایمر جنسی سٹیئرز سے اتر کر گئے ہیں۔ میں نے ان کے کمرے کی تلاشی لی لیکن ان کا سامان بھی وہاں نہیں تھا''...... میجر شرما نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو شاگل نے غصے سے جبڑے بھینچ لئے۔

''تو تم نے ان کی تلاش کے لئے کیا کیا ہے''...... شاگل نے کہا۔

''میں نے ہر طرف اپنے آدمی دوڑا دیئے ہیں لیکن ابھی تک ان کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں ملی ہے''...... میجر شرما نے کہا۔

''نانسنس۔ میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ ان کا خاص خیال رکھنا اور ہوٹل کے عقب میں بھی اپنے آدمی بٹھا دینا لیکن تم کہاں میری بات سنتے ہو۔ نانسنس۔ نجانے اب وہ کہاں سے کہاں نکل گئے ہوں''...... شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔

''وہ علی عمران تھا جناب۔ پاکیشیا کا علی عمران''...... میجر شرما نے اس بار اور زیادہ ڈرتے ڈرتے کہا۔

''علی عمران۔ کیا مطلب''...... شاگل نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''آپ کے نام یہاں ایک پیغام موجود ہے جناب''۔ میجر شرما نے جواب دیا تو شاگل نے غصے سے جبڑے بھینچ لئے۔

''کیسا پیغام ہے۔ کیا لکھا ہے اس نانسنس نے''...... شاگل نے

غراتے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ میں وہ پیغام نہیں پڑھ سکتا جناب۔ وہ وہ''...... میجر شرما نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''کیا بکواس کر رہے ہو نانسنس۔ کیوں نہیں پڑھ سکتے پیغام۔ کیا وہ کسی خلائی زبان میں لکھا ہوا ہے''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''نن نن۔ نہیں چیف۔ لل لل۔ لیکن کارڈ پر جو لکھا ہے میں اسے پڑھنے کی جرأت نہیں کر سکتا''...... میجر شرما نے کہا تو شاگل کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ کارڈ پر اس کے خلاف کچھ ایسا لکھا ہوا ہے جسے پڑھتے ہوئے میجر شرما گھبرا رہا ہے۔

''جو بھی ہے بتاؤ کیا لکھا ہے کارڈ پر۔ بغیر کسی جھجک کے سب کچھ بتاؤ فوراً''...... شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔

''لل لل۔ لیکن چیف''...... میجر شرما نے اسی طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''نانسنس۔ میں کہہ رہا ہوں نا جو لکھا ہے سب بتاؤ۔ جلدی ورنہ میں وہیں آ کر تمہیں گولی سے اُڑا دوں گا۔ نانسنس''...... شاگل نے دہاڑ کر کہا۔

''یس سر۔ یس سر میں بتاتا ہوں سر۔ کارڈ کی پشت پر لکھا ہے کہ علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن) کی طرف سے

شاگل عرف پاگل کے سر پر سات جوتوں کی سلامی قبول ہو''۔ میجر شرما نے ڈرتے ڈرتے کہا اور عمران کا یہ پیغام سنتے ہی شاگل کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس کی آنکھیں چنگاریاں اُڑانے لگیں اور اس کے چہرے کے عضلات یوں پھڑکنا شروع ہو گئے جیسے ابھی جھڑ کر گر جائیں گے۔

''وہاٹ نانسنس۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ میں تمہیں شوٹ کر دوں گا نانسنس۔ میں تمہارے ٹکڑے اُڑا دوں گا''...... شاگل نے بری طرح سے دہاڑتے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ میں نے نہیں کہا جناب۔ یہ اس کارڈ پر لکھا ہوا ہے''...... شاگل کی دہاڑتی ہوئی آواز سن کر میجر شرما نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

''میں عمران کا خون پی جاؤں گا۔ میں اس کے ٹکڑے اُڑا دوں گا اس نے ایسا پیغام چھوڑ کر میری توہین کی ہے اور شاگل سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن اپنی توہین کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کر سکتا۔ میں اس کی بوٹیاں نوچ لوں گا۔ ڈھونڈو۔ ڈھونڈو اسے۔ وہ اگر پاتال میں بھی گھس گیا ہو تو اسے ڈھونڈ نکالو۔ جب تک میں اپنے ہاتھوں سے اس کے ٹکڑے نہ اُڑا دوں میں چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ ڈھونڈو اسے نانسنس۔ اگر وہ اگلے دو گھنٹوں تک نہ ملا تو میں اس کی جگہ تمہیں گولی مار دوں گا۔ جلد ڈھونڈ کر اسے میرے سامنے لاؤ۔ ورنہ عمران کی ہلاکت سے پہلے میں تمہیں

شوٹ کر دوں گا۔ نانسنس‘‘...... شاگل نے اس بری طرح سے دہاڑتے ہوئے کہا کہ اس کے منہ سے باقاعدہ کف اُڑنا شروع ہو گیا۔ عمران کے پیغام نے جیسے اس کے دماغ میں چھپکلی سوار کر دی تھی اور اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ عمران ایک بار اس کے سامنے آ جائے تو وہ سچ مچ اس کے اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے اُڑا دے۔ وہ اپنا سارا غصہ میجر شرما پر نکال رہا تھا۔

’’یس سر۔ میں کوشش کرتا ہوں سر‘‘...... میجر شرما نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

’’کوشش نہیں نانسنس۔ مجھے ہر حال میں عمران چاہئے۔ ہر حال میں کا مطلب ہر حال میں ہوتا ہے سمجھے تم۔ میں نے تمہیں دو گھنٹے دیئے ہیں۔ دو گھنٹوں میں اگر عمران میرے سامنے نہ ہوا تو اپنی موت طے سمجھنا۔ نانسنس‘‘...... شاگل نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے میجر شرما کا جواب سنے بغیر انتہائی غصے کے عالم میں رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کا جسم ابھی تک غصے کی شدت سے کپکپا رہا تھا۔

’’کاش مجھے اس وقت پتہ چل جاتا کہ وہ عمران ہے تو میں اس کے وہیں ٹکڑے اُڑا دیتا‘‘...... شاگل نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔ عمران کے پیغام نے اس کے دل و دماغ میں آگ سی بھر دی تھی۔ وہ حقیقت میں غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ اگلے دو گھنٹوں تک وہ اسی طرح غصے سے کھولتا رہا پھر اچانک فون کی گھنٹی

بجی تو وہ اپنی خیالی دنیا سے باہر آ گیا جس میں وہ بار بار عمران کو اپنے ہاتھوں سے مختلف انداز میں موت کے گھاٹ اتار رہا تھا۔

’’یس۔ شاگل سپیکنگ‘‘...... شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔ دو گھنٹوں کے بعد بھی اس کا غصہ کم نہیں ہوا تھا۔

’’میجر شرما بول رہا ہوں جناب‘‘...... دوسری طرف سے میجر شرما کی جوش بھری آواز سنائی دی۔

’’تم۔ اتنی جلدی تمہیں دوبارہ کال کرنے کی کیا ضرورت آن پڑی ہے نانسنس۔ بولو کیوں کیا ہے فون‘‘...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’عمران کے بارے میں ایک ٹپ ملی ہے چیف‘‘...... میجر شرما نے جوش بھرے لہجے میں کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

’’اوہ۔ چیف گڈ شو۔ کیا ٹپ ہے۔ جلدی بولو‘‘...... شاگل نے بیتابی سے کہا۔

’’اطلاع کے مطابق وہ اس وقت ساجن کالونی فیز ٹو کی کوٹھی نمبر سات سو چالیس میں موجود ہے جہاں کوئی پروفیسر بھیم سنگھ رہتا ہے‘‘...... میجر شرما نے جواب دیا تو شاگل کے چہرے پر حیرت کے ساتھ انتہائی جوش کے تاثرات دکھائی دینے لگے۔

’’تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ عمران اس رہائش گاہ میں موجود ہے‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’ہوٹل گرانڈ میں ایک ویٹر مجھے اس کمرے کے پاس منڈلاتا

دکھائی دیا تھا جس میں عمران اور اس کی ساتھی لڑکی رہے تھے۔ مجھے اس ویٹر پر شک ہوا تو میں نے اس پر نگاہ رکھنی شروع کر دی۔ کچھ دیر کے بعد اس شخص کو سیل فون پر ایک کال موصول ہوئی۔ اس نے سیل فون کا ڈسپلے دیکھا تو بری طرح سے چونک پڑا اور پھر وہ کال سننے کی بجائے فوراً ہوٹل کے واش رومز کی طرف چلا گیا۔ میں نے غیر محسوس انداز میں اس کا تعاقب کیا۔ وہ ایک واش روم میں گیا تو میں اس کے ساتھ والے واش روم میں چلا گیا۔ پھر مجھے اس شخص کی نہایت دھیمی آوازوں میں سیل فون پر کسی سے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ اس کی آواز کافی دھیمی تھی اور اس نے جان بوجھ کر واش روم کا نل کھول رکھا تھا اس لئے مجھے اس کی آواز واضح سنائی نہیں دے رہی تھی لیکن وہ بار بار کافرستان سیکرٹ سروس اور عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کے بارے میں بول رہا تھا جس سے میرا شک یقین میں بدل گیا کہ اس کا تعلق عمران سے ہی ہے۔ چنانچہ میں نے اس کے واش روم سے نکلتے ہی اسے دھر لیا۔ اس نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کے پاس ریوالور تھا اس نے اچانک جیب سے ریوالور نکال کر مجھ پر تان لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ مجھ پر فائر کرتا میں نے پہلے ہی اپنا ریوالور نکال لیا تھا۔ میں نے اس پر فائر کیا تو وہ وہیں ہلاک ہو کر گر گیا۔ میں نے اس شخص کی تلاشی لی تو اس کی جیب سے اس کا آئی ڈی کارڈ نکلا جس میں اس کا نام صمد خان لکھا ہوا تھا۔ میں نے فوری طور پر اس کا سیل

فون اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس کے سیل فون سے جو کال کی گئی تھی وہ کسی پروفیسر بھیم سنگھ کے نام سے اس کے سیل فون کی انڈکس میں موجود تھی۔ میں نے فوری طور پر سیل فون کے رجسٹریشن آفس کال کر کے اس نمبر کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھ پتہ چلا کہ اس سیل فون کا سم کارڈ پروفیسر بھیم سنگھ کے نام سے ہی رجسٹرڈ ہے۔ میں نے پروفیسر بھیم سنگھ کا ایڈریس حاصل کر لیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی اسی پروفیسر بھیم سنگھ کے پاس چھپے ہوئے ہیں''...... میجر شرما نے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہیں شک ہے۔ ابھی تک تمہیں یہ کنفرم تو نہیں ہوا ہے کہ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی پروفیسر بھیم سنگھ کے پاس چھپے ہوئے ہیں''...... شاگل نے منہ بنا کر کہا۔

''نو سر۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے آپ کو بتایا ہے نا کہ میں نے صمد خان کی چند باتیں سنی تھیں۔ وہ بار بار پوچھ رہا تھا کہ عمران صاحب اور مس خیریت سے تو ہیں نا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی پروفیسر بھیم سنگھ کے ساتھ ہی موجود ہیں''...... میجر شرما نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو۔ اب تم کہاں ہو''...... شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اس وقت آپریشنل ہیڈ کوارٹر میں ہوں اور پروفیسر بھیم سنگھ کی رہائش گاہ پر ریڈ کرنے کے لئے فورس لے کر نکل ہی رہا

ہوں''...... میجر شرما نے جواب دیا۔

''او کے۔ تم وہاں پہنچو میں خود بھی وہاں آ رہا ہوں۔ عمران کے پیغام نے میرے اندر خوفناک آگ بھڑکا رکھی ہے۔ یہ آگ اب عمران کے خون سے ہی بجھے گی۔ میں جب تک عمران کو اپنے ہاتھوں سے شوٹ نہیں کروں گا مجھے سکون نہیں ملے گا''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ میں وہاں جا کر پروفیسر بھیم سنگھ کی رہائش گاہ کو گھیرے میں لیتا ہوں آپ وہاں پہنچ جائیں۔ آپ کے آنے کے بعد ہی ہم پروفیسر بھیم سنگھ کی رہائش گاہ پر ریڈ کریں گے''...... میجر شرما نے کہا۔

''او کے۔ میں پہنچ جاؤں گا''...... شاگل نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''ہونہہ۔ اب دیکھنا عمران کہ میں تمہارا کس قدر بھیانک حشر کرتا ہوں۔ تم نے شاگل دی گریٹ کو للکارا ہے۔ شاگل ایک ایسا درندہ ہے جسے صرف تمہارے خون کی پیاس ہے۔ اور آج وہ وقت آ گیا ہے جب میں اپنی پیاس تمہارے خون سے بجھاؤں گا''۔ شاگل نے غراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اٹھتے ہی وہ تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

دس منٹ کے بعد وہ سیاہ رنگ کی بلٹ پروف کار میں نہایت تیزی سے ساجن کالونی کی طرف اُڑا جا رہا تھا جہاں میجر شرما کی

اطلاع کے مطابق عمران اور اس کی ساتھی لڑکی، پروفیسر بھیم سنگھ کے ساتھ اس کی رہائش گاہ میں موجود تھے۔ شاگل کار خود ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ کار کو اس قدر تیز رفتاری سے دوڑا رہا تھا جیسے اسے پر لگ گئے ہوں اور وہ اُڑتا ہوا پروفیسر بھیم سنگھ کی رہائش گاہ پر پہنچ جانا چاہتا ہو۔

آدھے گھنٹے کے بعد اس کی کار ساجن کالونی کے اس حصے میں داخل ہو رہی تھی جہاں میجر شرما بڑی فورس کے ساتھ پہلے سے ہی موجود تھا۔ اس نے جیسے ہی کار روکی۔ ایک جیپ سے میجر شرما نکل کر تیز تیز چلتا ہوا اس کی کار کے پاس آ گیا۔ شاگل نے کار کا دروازہ کھولا اور کار سے باہر نکل آیا۔ اسے کار سے باہر نکلتے دیکھ کر میجر شرما نے اسے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک لیپ ٹاپ کمپیوٹر جیسی جدید مشین تھی۔

''کون سی رہائش گاہ ہے اور کیا پوزیشن ہے۔ رہائش گاہ سے کوئی باہر تو نہیں آیا ہے''...... شاگل نے میجر شرما کو دیکھتے ہی نہایت بے تابانہ لہجے میں پوچھا۔

''وہ سامنے والی کوٹھی ہے جناب۔ ہم نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ ابھی تک کوٹھی میں مسلسل خاموشی چھائی ہوئی ہے نہ کوئی اس کوٹھی سے باہر آیا ہے اور نہ کوئی اندر گیا ہے''...... میجر شرما نے جواب دیا تو شاگل چونک کر اس کوٹھی کی جانب دیکھنا شروع ہو گیا جس کی طرف میجر شرما نے اشارہ کیا تھا۔ رہائش گاہ

کے باہر گیٹ کے پاس ایک نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی جس پر پروفیسر بھیم سنگھ کا نام لکھا ہوا تھا۔

''ہونہہ۔ رہائش گاہ میں بی ون فائر کرو اور چیک کرو وہاں کتنے افراد موجود ہیں''...... شاگل نے کہا۔

''میں نے یہ کام پہلے ہی کر لیا ہے جناب۔ کمپیوٹرائزڈ مشین پر اس رہائش گاہ کا پورا نقشہ بن کر ہمارے سامنے آ گیا ہے اور اس نقشے کے ساتھ ہمیں اس بات کا بھی پتہ چل گیا ہے کہ رہائش گاہ میں کتنے افراد موجود ہیں اور وہ عمارت کے کس کس حصے میں موجود ہیں''...... میجر شرما نے کہا اور اس نے لیپ ٹاپ جیسی مشین کھول کر اس پر لگی ہوئی سکرین شاگل کے سامنے کر دی۔ سکرین پر واقعی ایک عمارت کا پورا نقشہ بنا ہوا تھا جس میں عمارت کے کمرے اور ایک تہہ خانہ بھی واضح دکھائی دے رہے تھے۔ لکیروں جیسے بنے ہوئے اس نقشے میں سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے سے دائرے بھی دکھائی دے رہے تھے جو مختلف جگہوں پر حرکت کرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

عمارت کے جن کمروں کی نشاندہی کی گئی تھی وہاں موجود سامان کے بارے میں بھی سکرین پر معلومات آ رہی تھیں۔ شاگل غور سے سکرین دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظریں عمارت کے نقشے کے اس حصے پر جمی ہوئی تھیں جہاں دو تہہ خانوں کی نشاندہی ہو رہی تھی۔ ایک کمرے میں ایک مرد اور ایک عورت موجود تھے جو ایک دوسرے

کے سامنے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے جیسے وہ آپس میں باتیں کر رہے ہوں۔ جبکہ ایک بڑے کمرے میں بہت سی مشینیں اور سکرینیں موجود تھیں جہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس کمرے میں موجود تمام مشینوں اور سکرینوں کے بارے میں بھی کمپیوٹرائزڈ مشین پر تفصیلات موجود تھیں۔

''ہونہہ۔ لگتا ہے یہ رہائش گاہ نہیں پروفیسر بھیم سنگھ کا کوئی خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہاں موجود مشینیں اس بات کا ثبوت دیتی ہیں کہ پروفیسر بھیم کوئی اہم شخصیت ہے جو ان مشینوں سے دارالحکومت پر نظر رکھتا ہے''...... شاگل نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ میں نے ان مشینوں کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ان میں ایک ایسی مشین بھی ہے جو ریڈیو کنٹرولڈ ہے۔ اس مشین میں شارٹ اور لانگ رینج ٹرانسمیٹر بھی کام کرتے ہیں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے پروفیسر بھیم کے روپ میں یہاں پاکیشیا کا کوئی فارن ایجنٹ رہتا ہے جو کافرستان میں موجود فارن ایجنٹوں کو کنٹرول کرتا ہے اور میرے خیال کے مطابق یہ ایجنٹ این ٹی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہماری اطلاعات کے مطابق عمران اور اس کے ساتھیوں کی مدد کرنے کے لئے ہمیشہ این ٹی اور اس کا گروپ ہی حرکت میں آتا ہے''...... میجر شرما نے کہا۔

''اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ پروفیسر بھیم کے روپ میں این ٹی

ہے''...... شاگل نے چونک کر کہا۔

''یس چیف۔ اور یہ رہائش گاہ این ٹی کا ہیڈ کوارٹر ہے''۔ میجر شرما نے جواب دیا تو شاگل کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ آج عمران کے ساتھ ساتھ فارن ایجنٹ این ٹی کا کھیل بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ اسے ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ ہم اس کا یہ ہیڈ کوارٹر بھی تباہ کر دیں گے''...... شاگل نے کہا۔

''یس چیف''...... میجر شرما نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''او کے۔ ابھی ان لوگوں کو کچھ پتہ نہیں ہے کہ شاگل موت بن کر ان کے سروں پر پہنچ چکا ہے۔ تم فوری طور پر رہائش گاہ پر ریڈ کراؤ اور جو بھی نظر آئے اسے گولیوں سے اڑا دو۔ اس رہائش گاہ میں موجود چڑیا کا ایک بچہ بھی زندہ نہیں بچنا چاہئے''...... شاگل نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''ریڈ کرنے کی کیا ضرورت ہے چیف۔ میں اپنے ساتھ بلیک بلاسٹرز لایا ہوں۔ ان بلیک بلاسٹر کو جب ہم رہائش گاہ پر برسائیں گے تو رہائش گاہ کا ایک ایک حصہ مکمل طور پر تباہ ہو جائے گا۔ بلیک بلاسٹر سے نکلنے والی آگ زمین کی تہوں تک کو پگھلا کر رکھ دے گی جس سے چڑیا کا بچہ تو کیا زمین کے نیچے رینگنے والے حشرات الارض بھی ایک لمحے میں جل کر راکھ بن جائیں گے''...... میجر شرما

نے کہا۔

''بلیک بلاسٹرز۔ اوہ اس سے تو ارد گرد کی عمارتوں کو بھی نقصان پہنچے گا''...... شاگل نے چونک کر کہا۔

''یس چیف۔ میں ان رہائش گاہوں کو خالی کرا لیتا ہوں۔ بعد میں انہیں معاوضہ دے کر ٹال دیا جائے گا۔ اس وقت ہمارے لئے پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہلاکت بے حد ضروری ہے جن میں این ٹی اور عمران جیسے خطرناک ایجنٹ موجود ہیں''...... میجر شرما نے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی عمران جیسا شیطان ایک بار ختم ہو جائے تو ہمارا سارا سر درد ختم ہو جائے گا۔ عمران کے سوا پاکیشیا میں ایسا کوئی انسان نہیں ہے جو کافرستان کو نقصان پہنچا سکے''...... شاگل نے کہا۔

''تو پھر میں بلیک بلاسٹرز فائر کر دوں عمارت پر''...... میجر شرما نے پوچھا۔

''نہیں۔ پہلے تم ارد گرد کی عمارتیں خالی کراؤ اور بلیک بلاسٹر لانچر لا کر مجھے دو۔ میں عمران کو اپنے ہاتھوں ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔ میں اپنے ہاتھوں سے بلیک بلاسٹرز اس رہائش گاہ پر فائر کروں گا''...... شاگل نے کہا تو میجر شرما نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا ایک جیپ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس نے فورس کو عمارت سے دور ہٹاتے ہوئے ارد گرد کی عمارتوں کو خالی کرانا شروع کر دیا۔ تقریباً بیس منٹوں تک وہ اپنے کام میں مصروف رہا اور پھر

وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک بڑی سی گن تھی۔ اس گن کی نال بے حد موٹی اور بھونپو کی طرح کھلی ہوئی تھی۔ گن کے نچلے حصے میں ہیوی میگزین لگا ہوا تھا جہاں سیاہ رنگ کے راکٹ جیسے میزائل لگے ہوئے تھے جن کی تعداد چار تھی۔ گن کافی بھاری معلوم ہو رہی تھی جسے میجر شرما اپنے کاندھے پر رکھ کر شاگل کے پاس لایا تھا۔

''یہ لیں چیف۔ اور عمران کے ساتھ ساتھ اس رہائش گاہ میں موجود کافرستان کے سب سے بڑے دشمن این ٹی کو بھی آپ اپنے ہاتھوں سے جلا کر راکھ کر دیں''...... میجر شرما نے کاندھے سے گن اتار کر شاگل کو دیتے ہوئے کہا۔ شاگل نے اس سے گن لے کر اپنے دائیں کاندھے پر رکھی اور اس کی نال اٹھا کر اس کا رخ رہائش گاہ کی جانب کر دیا۔

''عمارت پر بلیک بلاسٹر فائر کرنے سے پہلے ہمیں دور ہٹنا ہو گا چیف۔ ورنہ ہم بھی عمارت کی تباہی کی زد میں آ جائیں گے''۔ میجر شرما نے کہا تو شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ گن لئے تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ میجر شرما نے فورس کو پہلے ہی کافی پیچھے ہٹا لیا تھا۔ اس نے شاگل کو پیچھے ہٹتے دیکھ کر اس کی کار بھی وہاں سے ہٹا دی اور رہائش گاہ سے کافی دور لے جا کر کھڑی کر دی اور پھر وہ دوبارہ تیز تیز چلتا ہوا شاگل کے پاس آ گیا جو عمارت سے تقریباً پانچ سو میٹر دور ہٹ آیا تھا۔

''تیار ہو''...... شاگل نے پوچھا۔

''یس چیف۔ آپ فائر کریں''...... میجر شرما نے کہا تو شاگل نے گن کا بٹن پریس کر دیا۔ گن کی نال سے زائیں کی زور دار آواز کے ساتھ سیاہ رنگ کا میزائل نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے رہائش گاہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے میزائل رہائش گاہ کے اندر جا کر گم ہو گیا اس سے پہلے کہ رہائش گاہ کے اندر کوئی دھماکہ ہوتا شاگل نے ایک بار پھر گن کا بٹن پریس کر دیا۔ گن سے ایک اور سیاہ میزائل نکل کر رہائش گاہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک عمارت کے اندر زور دار دھماکے ہوئے اور انہیں عمارت تنکوں کی طرح فضا میں بکھرتی دکھائی دی۔

"نیچے جھک جاؤ فوراً"...... صفدر نے چیختے ہوئے کہا اور اس نے خود بھی اپنا سر نیچے کر لیا۔ کیپٹن شکیل اور تنویر نے بھی فوراً سر نیچے کر لئے تھے۔

گولیاں تڑاتڑ ان کی جیپ کے فرنٹ سے ٹکرا رہی تھیں۔ ان گولیوں نے ایک لمحے میں جیپ کی ونڈ سکرین چکنا چور کر دی تھی جس سے گولیاں سنسناتی ہوئیں ان کے سروں کے اوپر سے گزر رہی تھیں۔ صفدر نے سر جھکاتے ہی جیپ کا بیک گیئر لگایا اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے بغیر دیکھے پیچھے جیپ دوڑانی شروع کر دی۔ جیپ پیچھے جاتے دیکھ کر مسلح افراد چیختے ہوئے اٹھے اور پھر وہ جیپ پر مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے اس کی طرف دوڑے۔

صفدر روکے بغیر جیپ الٹی چلاتا ہوا اسی موڑ کی طرف لے جا رہا تھا جہاں سے وہ آیا تھا۔ موڑ قریب آتے ہی اس نے سر اٹھایا اور پھر

اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیپ واپس موڑ لی۔

"نکلو۔ جیپ سے نکلو جلدی"...... صفدر نے موڑ مڑتے ہی جیپ روک کر چیختے ہوئے کہا اور سائیڈ پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھا کر جیپ سے باہر چھلانگ لگا دی۔ کیپٹن شکیل اور تنویر بھی اپنی مشین گنیں اٹھا کر اچھلتے ہوئے جیپ سے باہر آ گئے اور تیزی سے سڑک کے دائیں طرف نشیب کی جانب دوڑتے چلے گئے۔ اس سے پہلے کہ مسلح افراد موڑ مڑ کر اس طرف آتے ان تینوں نے سڑک کے کنارے آتے ہی نشیب کی طرف چھلانگیں لگا دی تھیں۔ نشیب زیادہ گہرا تو نہیں تھا لیکن وہاں خاصے درخت موجود تھے۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے نیچے کی طرف دوڑتے ہوئے ان درختوں کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ اسی لمحے سیاہ لباس والے فائرنگ کرتے ہوئے سڑک کے کنارے پر آ گئے۔ سیاہ لباس والوں نے ان تینوں کو نشیب میں موجود درختوں کی طرف جاتے دیکھا تو انہوں نے ان پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ جیسے ہی انہوں نے فائرنگ کی صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر نے فوراً درختوں کی آڑ لے لی۔

سیاہ لباس والوں کی فائرنگ سے درختوں کی چھالیں اُڑنے لگیں۔ گولیاں سنسناتی ہوئیں ان کے اردگرد سے گزر رہی تھیں۔ وہ درختوں پر چڑھنے کا رسک نہیں لے سکتے تھے۔ ان کی طرف جس تسلسل سے فائرنگ کی جا رہی تھی اگر وہ ذرا سا بھی ہاتھ باہر نکالتے تو سڑک کی طرف سے آنے والی گولیاں ان کے ہاتھ اُڑا

سکتی تھیں اس لئے وہ درختوں کی جڑوں میں دبک گئے۔ اور پھر جیسے ہی سڑک کی طرف سے ہونے والی فائرنگ میں قدرے کمی آئی تو وہ تینوں ایک ساتھ سیدھے ہوئے اور انہوں نے درختوں کے پیچھے سے مشین گنیں نکال کر سڑک کی طرف فائرنگ کر دی۔ تڑتڑاہٹ کے ساتھ کئی انسانی چیخیں ابھریں اور پھر چند سیاہ لباس والے اچھل اچھل کر نشیب میں گرتے نظر آئے۔ جیسے ہی انہوں نے جواباً فائرنگ کی سڑک پر موجود باقی سیاہ لباس والے فوراً سڑک کے کنارے پر لیٹ گئے اور انہوں نے ایک بار پھر تواتر کے ساتھ ان پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔

اچانک تنویر نے اپنے لباس کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چپٹا سا پسٹل نکال لیا۔ اس پسٹل کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

”ہونہہ۔ میرے پاس بلاسٹر پسٹل ہے اور مجھے یہ یاد ہی نہیں تھا“...... تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے مشین گن ایک طرف رکھی اور پھر وہ پسٹل دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحے وہ انتظار کرتا رہا پھر اس نے اچانک درخت کی آڑ سے پسٹل کا رخ سڑک کی طرف کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ پسٹل کی نال سے نیلے اور زرد ملے جلے رنگ کی روشنی کی ایک دھار سی نکل کر سڑک کی طرف بڑھی اور سڑک کے کنارے سے ٹکرائی۔ دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور سڑک کا کنارہ یوں ٹوٹ کر بکھرتا چلا

گیا جیسے وہاں طاقتور بم پھٹ پڑا ہو۔ سڑک کے کنارے پر سیاہ لباس والے افراد موجود تھے۔ اس دھماکے نے ان کے بھی ٹکڑے اُڑا دیئے تھے۔ دھماکے کے ساتھ ہی سڑک پر بے شمار دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر اچانک اوپر سے ان کی طرف ہینڈ گرنیڈ پھینکے جانے لگے۔ ہینڈ گرنیڈ ان درختوں کے قریب آ کر گرے جہاں تنویر، کیپٹن شکیل اور صفدر چھپے ہوئے تھے۔ اپنے ارد گرد اس طرح ہینڈ گرنیڈ گرتے دیکھ کر وہ تینوں اچھل پڑے۔ دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے درختوں کے پیچھے سے نکلے اور مزید پیچھے کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ دوسرے لمحے ماحول یکلخت زور دار دھماکوں سے گونج اٹھا۔ ہینڈ گرنیڈ زور دار دھماکوں سے پھٹنا شروع ہو گئے تھے۔

انہیں اس طرح بھاگتے دیکھ کر سڑک پر موجود سیاہ لباس والوں نے ان کی طرف فائرنگ کی لیکن نیچے گھنے درخت تھے جن کا سلسلہ دور تک چلا گیا تھا۔ وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے ان درختوں کی آڑ میں چلے گئے۔ انہیں درختوں کے جھنڈ میں جاتے دیکھ کر سڑک پر موجود سیاہ لباس والے بھی نیچے اترنا شروع ہو گئے اور فائرنگ کرتے ہوئے ان کے پیچھے لپکے۔

”ہمیں گھوم کر دوبارہ سڑک کی طرف جانا ہے۔ وہ سب نیچے آ گئے ہیں۔ ہم ان کے نیچے آنے کا فائدہ اٹھا کر ان کی جیپوں پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اسی طرح ان سے لڑتے رہے تو ان کی

اور کمک بھی یہاں آ سکتی ہے''...... صفدر نے تنویر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا جو اس کے نزدیک ہی موجود تھے۔

''ہاں ٹھیک ہے۔ آؤ''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ تیزی سے درختوں کی آڑ لیتے ہوئے آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔ اس طرف گھنی جھاڑیاں تھیں اور وہ چونکہ گھنے درختوں کے جھنڈ میں پہنچ چکے تھے اس لئے اوپر سے آنے والے انہیں آسانی سے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ وہ تینوں صرف اس طرف آنے والی گولیوں سے بچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جس طرح تواتر سے ان کے اردگرد سے گولیاں گزر رہی تھیں وہ ان میں سے کسی بھی اندھی گولی کا نشانہ بن سکتے تھے اس لئے وہ جھکے جھکے انداز میں اور مسلسل درختوں کی آڑ لیتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

کافی آگے جا کر انہوں نے اوپر جانا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ سڑک کے کنارے پر تھے۔ وہ سیاہ لباس والوں اور ان کی جیپوں سے تقریباً دو سو فٹ دور نکل آئے تھے۔ سڑک کے کنارے موجود چٹانوں کے پیچھے چھپ کر انہوں نے جیپوں کی طرف دیکھا۔ جیپیں اسی طرح سڑک پر ترچھی کھڑی تھیں اور وہاں دو سیاہ لباس والے کھڑے تھے جو شاید ان جیپوں کی حفاظت کر رہے تھے۔ ان کے باقی ساتھی نیچے جا چکے تھے۔

''میں ان دونوں جیپوں کو تباہ کر دیتا ہوں۔ پھر میں جا کر اپنی جیپ لے آؤں گا''...... تنویر نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں

سر ہلا دیئے۔ تنویر سڑک کے کنارے کنارے جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا جیپوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب اس کا جیپوں سے فاصلہ پچاس فٹ رہ گیا تو وہ اچانک اٹھا اور اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بلاسٹر پسٹل سے جیپوں کا نشانہ لے کر یکے بعد دیگرے دو بار ٹریگر دبا دیا۔ پسٹل سے نیلی اور زرد روشنی کی ملی جلی دھاریں نکل کر جیپوں پر پڑیں۔ دوسرے لمحے دو زور دار دھماکے ہوئے اور دونوں جیپوں کے پرخچے اُڑتے چلے گئے جیسے ان پر طاقتور میزائل فائر کر دیئے گئے ہوں۔ جیپوں کے پاس موجود دونوں مسلح افراد کے بھی ٹکڑے اُڑ گئے تھے۔ جیپوں کو تباہ کرتے ہی تنویر اچھل کر سڑک پر آیا اور بجلی کی سی تیزی سے اس موڑ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں کیپٹن شکیل نے جیپ روکی تھی۔ سڑک پر ہونے والے دھماکوں کی آوازیں سن کر نیچے گہرائی میں موجود سیاہ لباس والے بری طرح سے چونک پڑے تھے۔ وہ سمجھ گئے کہ جن افراد کو وہ نیچے تلاش کر رہے ہیں وہ واپس سڑک پر پہنچ گئے ہیں چنانچہ سڑک کی طرف فائرنگ کرتے ہوئے وہ دوبارہ سڑک کی طرف آنا شروع ہو گئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل چٹانوں کی آڑ سے دیکھ رہے تھے۔ اب صرف چار سیاہ لباس والے بچے تھے جو سڑک کی طرف فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے اوپر چڑھتے آ رہے تھے۔

''لباسوں سے تو یہ بھی کافرستان سیکرٹ سروس کے افراد دکھائی دے رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں ان میں سے کسی ایک کو

زندہ پکڑنا ہو گا تا کہ اس سے معلوم کیا جا سکے کہ انہیں ہماری آمد کی
خبر کیسے ہوئے تھے اور انہوں نے ہمارا راستہ روک کر ہم پر اس
طرح حملہ کیوں کیا تھا‘‘...... صفدر نے کہا۔

سیاہ لباس والے جیسے ہی سڑک کی طرف آئے۔ کیپٹن شکیل اور
صفدر کی مشین گنیں گرجیں اور ان میں سے تین سیاہ لباس والے
اچھل اچھل کر نشیب میں گرتے چلے گئے۔ چوتھے سیاہ لباس والے
نے چھلانگ لگا کر خود کو ایک چٹان کے پیچھے چھپانا چاہا لیکن صفدر
نے اس کی ٹانگوں پر فائرنگ کر دی۔ سیاہ لباس والے کے حلق سے
ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر سڑک کے کنارے پر گر گیا اور
بری طرح سے تڑپنا شروع ہو گیا۔ اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل
کر نشیب میں گر گئی تھی۔ سیاہ لباس والے کو گرتے دیکھ کر کیپٹن
شکیل اور صفدر چٹان کے پیچھے سے نکلے اور بجلی کی سی تیزی سے
بھاگتے ہوئے اس کی طرف بڑھے۔ انہیں اپنی طرف آتے دیکھ کر
زخمی سیاہ لباس والے نے فوراً جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ریوالور
نکال لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ ان پر فائرنگ کرتا صفدر اور کیپٹن شکیل
اس کے سر پر پہنچ گئے۔ صفدر کی ٹانگ چلی اور سیاہ لباس والے کے
ہاتھ سے ریوالور نکل کر نشیب میں گر گیا۔

’’خبردار۔ اگر حرکت کی تو بھون کر رکھ دوں گا‘‘...... کیپٹن شکیل
نے مشین گن اس کے سینے سے لگاتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے
میں کہا تو سیاہ پوش وہیں ساکت ہو گیا۔ اس کی دونوں ٹانگیں چھلنی

تھیں جو خون سے سرخ ہو رہی تھیں۔ سیاہ لباس والے کے چہرے
پر انتہائی تکلیف کے تاثرات تھے۔

’’تت تت۔ تم تم‘‘...... زخمی نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے
کہا۔ اسی لمحے تنویر جیپ دوڑاتا ہوا وہاں لے آیا۔ سیاہ لباس والوں
نے ان کی جیپ کو ابھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ انہیں سڑک کے
کنارے ایک زخمی کے پاس کھڑے دیکھ کر تنویر نے جیپ روکی اور
اچھل کر ان کے پاس آ گیا۔

’’نام کیا ہے تمہارا‘‘...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

’’شراد۔ شراد آندرے‘‘...... زخمی نے کہا۔

’’تمہارا تعلق کافرستانی سیکرٹ سروس کے کس گروپ سے ہے
جلدی بولو ورنہ تمہیں گولیوں سے بھون دوں گا‘‘...... صفدر نے
پوچھا۔

’’ہمارا تعلق سیکرٹ سروس کے فاسٹ گروپ سے ہے‘‘۔ اس
نے جواب دیا۔

’’ہمارے بارے میں تمہیں کیا رپورٹ ملی تھی۔ کیوں روکا گیا تھا
ہمارا راستہ اور بغیر کسی وارننگ کے ہم پر حملہ کیوں کیا گیا تھا‘‘۔
کیپٹن شکیل نے بھی غراتے ہوئے پوچھا۔

’’ہم سرحدی چیک پوسٹ کی طرف جا رہے تھے۔ ہمارے پاس
ایسی اطلاعات تھیں کہ ایسٹ زون کی طرف سے چند غیر ملکی جاسوس
آ رہے ہیں۔ ان جاسوسوں کا تعلق پاکیشیا سے ہے جو بھیس بدل کر

ایسٹ زون کے راستے کافرستان داخل ہونا چاہتے ہیں اور ان کے پاس بھاری مقدار میں اسلحہ بھی موجود ہے۔ چیک پوسٹ پر ہمارے دس آدمی پہلے سے ہی تعینات تھے لیکن وہ سب پاکیشیائی جاسوسوں کے مقابلے میں کم پڑ سکتے تھے اس لئے ہماری کمان نے اس طرف مزید نفری بھیج دی تھی تاکہ پاکیشیائی جاسوسوں کو زندہ یا مردہ گرفتار کیا جا سکے۔ ہم چیک پوسٹ کی طرف جا رہے تھے ہمارا کمانڈر دلجیت کمار بار بار چیک پوسٹ کے آفیسر راہول کو ٹرانسمیٹر پر کال کر رہا تھا لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔ جس سے کمانڈر کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی اور اس کا خیال تھا کہ چیک پوسٹ پر ضرور کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہوئی ہے اسی لئے آفیسر راہول اس کی کال رسیو نہیں کر رہا ہے۔ وہ بار بار کال کر رہا تھا آخر اس کی کال رسیو کر لی گئی۔ کال رسیو کرنے والا ایک سپاہی تھا جو بے حد زخمی تھا اس نے بتایا کہ ایسٹ زون سے آنے والے تین افراد نے ان پر حملہ کیا تھا اور ان کی چیک پوسٹ تباہ کر دی تھی۔ اس نے تم تینوں کے حلیئے اور تمہاری جیپ کے بارے میں کمانڈر کو ساری تفصیلات بتا دی تھیں۔ چیک پوسٹ سے آنے والا ایک ہی راستہ تھا اس لئے ہمیں یقین تھا کہ تم تینوں جیپ سمیت اسی راستے سے آؤ گے اس لئے ہم تمہاری یہیں گھات لگا کر بیٹھ گئے تھے"۔ شراد آندرے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو یہ بات ہے"...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم نے کمانڈر سمیت ہمارے سارے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکو گے۔ جب تم نے سڑک پر بلاسٹر ریز فائر کی تھی تو کمانڈر نے ہائی کمان سے بات کر کے مزید فورس طلب کر لی تھی۔ اب کچھ ہی دیر میں یہاں ہماری مزید فورس پہنچ جائے گی اور تم ان کے ہاتھوں ہلاک ہو جاؤ گے"...... شراد آندرے نے کہا۔

"اوہ۔ یہاں سے تمہارا ہیڈ کوارٹر۔ میرا مطلب ہے تمہارے فاسٹ گروپ کا ہیڈ کوارٹر کتنی دور ہے"...... کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

"ہمارا ہیڈ کوارٹر کورنگ سٹی میں ہے اور کورنگ سٹی یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔ اس طرف ایک ہی سڑک جاتی ہے۔ تم اس طرف جاؤ گے تو تمہیں راستے میں ہی دھر لیا جائے گا"...... شراد آندرے نے کہا تو کیپٹن شکیل اور صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ واقعی اس طرف ایک ہی سڑک تھی جو دیہاتوں اور مختلف قصبوں سے گزر کر شہر کی طرف جاتی تھی۔ انہیں چونکہ دارالحکومت جانا تھا اس لئے وہ راستہ بدل کر کہیں نہیں جا سکتے تھے۔

"کتنی دیر میں فورس یہاں پہنچ جائے گی"...... تنویر نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"انہیں زیادہ سے زیادہ دس سے پندرہ منٹ لگیں گے۔ اگر فورس ہیلی کاپٹر میں آئی تو انہیں دو تین منٹ سے زیادہ دیر نہیں

لگے گی"۔ شراد آندرے نے زہریلے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ شراد آندرے سے کچھ اور پوچھتے انہیں سڑک کی مخالف سمت سے ہیلی کاپٹروں کی گڑگڑاہٹوں کی آوازیں سنائی دیں وہ تینوں بری طرح سے چونک پڑے اور سر اٹھا کر اس طرف دیکھنا شروع ہو گئے جدھر سے انہیں ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"لو آ گئی تمہاری موت۔ اب تم بچ کر کہیں نہیں جا سکتے ہو"۔ شراد آندرے نے زہریلی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔ اسی لمحے تڑتڑاہٹ ہوئی اور شراد آندرے بری طرح سے چیختا اور تڑپتا ہوا ساکت ہو گیا۔ تنویر نے اس پر اچانک فائرنگ کر دی تھی۔

"دو ہیلی کاپٹروں کی آوازیں معلوم ہوتی ہیں۔ ہمیں جلد سے جلد کہیں چھپ جانا چاہئے۔ کافرستانی سیکرٹ سروس بے حد فعال ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ دونوں ہیلی کاپٹر گن شپ ہوں اگر ہم ان کی نظروں میں آ گئے تو وہ اوپر سے ہی ہم پر حملہ کر دیں گے اس لئے ہمیں یہاں نہیں رکنا چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

"فی الحال تو یہ درخت ہی ہمارے لئے بہترین پناہ گاہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ تنویر تم جیپ نشیب میں اتار کر درختوں کے کسی جھنڈ میں چھپا دو۔ ہم بھی نیچے آ رہے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ جیپ گھما کر سڑک کے کنارے پر لایا اور پھر وہ جیپ تیزی سے نشیب میں اتارتا ہوا درختوں کے جھنڈ کی طرف

لے گیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی تیزی سے نشیب اترتے ہوئے درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ابھی وہ درختوں کے جھنڈ میں پہنچے ہی تھے کہ اچانک انہیں دو گن شپ ہیلی کاپٹر بجلی کی سی تیزی سے اس طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ہیلی کاپٹر زیادہ بلندی پر نہیں تھے۔ ہیلی کاپٹر گرج دار آوازیں نکالتے ہوئے سڑک کے اوپر سے ہوتے ہوئے اس نشیب کی طرف بڑھے تھے جہاں صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر موجود تھے۔ ہیلی کاپٹر ان کے سروں سے گزرتے ہوئے آگے گئے اور پھر دونوں تیزی سے دائیں بائیں مڑے اور گھوم کر واپس اس سڑک کی طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے جہاں تنویر نے کافرستان سیکرٹ سروس کے فاسٹ گروپ کی دو جیپیں تباہ کی تھیں۔ ہیلی کاپٹر والوں نے شاید سڑک پر تباہ ہونے والی جیپوں کے ٹکڑے دیکھ لئے تھے اس لئے وہ گھوم کر سڑک کی طرف ہی جا رہے تھے۔

دونوں ہیلی کاپٹر کچھ نیچے آئے اور سڑک کے اس حصے پر معلق ہو گئے جہاں جیپ کے بکھرے ہوئے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ چند لمحے وہ ارد گرد کا جائزہ لیتے رہے پھر اچانک دونوں ہیلی کاپٹر مڑے اور ایک ہیلی کاپٹر دائیں نشیب کی طرف بڑھا جبکہ دوسرا بائیں نشیب کی طرف اور پھر جیسے ہی وہ نشیب کی طرف جھکے اچانک ان ہیلی کاپٹروں کے نیچے لگی ہوئی ہیوی مشین گنیں آگ اگلنا شروع ہو گئیں۔ دونوں ہیلی کاپٹر سڑک کے دونوں کناروں کے

نشیب میں موجود درختوں پر مسلسل فائرنگ کرنے میں مصروف ہو گئے۔ گولیوں کی بوچھاڑ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کے سروں سے گزرنا شروع ہو گئی۔ وہ فوراً نیچے جھک گئے اور درختوں کی جڑوں میں دبک کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر ہیلی کاپٹر درختوں کے جھنڈ میں فائرنگ کرتے رہے پھر اچانک دونوں ہیلی کاپٹروں نے درختوں کی طرف میزائل فائر کرنا شروع کر دیئے۔ زائیں زائیں کی آوازیں نکالتے ہوئے دو میزائل ان درختوں کی طرف بڑھے جن کے پیچھے صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر چھپے ہوئے تھے۔ انہوں نے میزائلوں کو اس طرف آتے دیکھ لیا تھا۔

''جلدی کرو۔ نکلو یہاں سے ورنہ مارے جاؤ گے''...... صفدر نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اٹھ کر نشیب کی طرف چھلانگ لگا دی۔ کیپٹن شکیل اور تنویر بھی چھلانگیں لگا کر نشیب میں گرے اور تیزی سے گہرائی کی طرف لڑھکتے چلے گئے۔ اسی لمحے میزائل درختوں سے ٹکرائے۔ یکلخت ماحول زور دار دھماکوں سے گونج اٹھا اور ہر طرف آگ ہی آگ پھیلتی چلی گئی اور ساتھ ہی ان تینوں کی چیخوں سے بھی ماحول بری طرح سے گونج اٹھا۔ انہیں یوں محسوس ہوا تھا جیسے وہ میزائلوں سے ہٹ ہو گئے ہوں۔

سیٹی کی تیز آواز سن کر این ٹی بے اختیار چونک پڑا۔ وہ اس وقت اپنے آپریشن روم میں بیٹھا ہوا تھا۔ عمران اور جولیا کو اس نے تہہ خانے میں موجود ایک ریسٹ روم میں چھوڑ دیا تھا جہاں وہ الگ الگ کمروں میں آرام کر رہے تھے۔

این ٹی نے اپنے ساتھیوں کو کال کر کے جزیرہ کالینڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا حکم دیا تھا اور اس نے گرانڈ ہوٹل میں موجود اپنے ایک ساتھی کو حکم دیا تھا کہ وہ شاگل اور اس کی فورس پر نگاہ رکھے کہ ان کا عمران اور جولیا کے ہوٹل سے فرار ہونے پر کیا ردعمل ہوا ہے لیکن ابھی تک اسے دونوں طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی تھی۔ نہ ہی اسے جزیرہ کالینڈ کے بارے میں کچھ بتایا گیا تھا اور نہ گرانڈ ہوٹل میں موجود اس کے ساتھی نے شاگل اور اس کی فورس کے بارے میں کوئی رپورٹ دی تھی۔ این ٹی کو چونکہ

ان دونوں کی رپورٹس کا انتظار تھا اس لئے وہ عمران اور جولیا کو تہہ خانے میں چھوڑنے کے بعد واپس آپریشن روم میں آ گیا تھا اور اپنے آدمیوں کی رپورٹس کا انتظار کر رہا تھا۔

ابھی اسے بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہو گی کہ اچانک آپریشن روم میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ سیٹی کی آواز سنتے ہی این ٹی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ سیٹی کی آواز سامنے موجود ایک بڑی سی مشین سے نکل رہی تھی۔ اس مشین کے ساتھ ایک بڑی سی سکرین نصب تھی جو آف تھی۔

این ٹی اٹھ کر تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھا اور اس نے سب سے پہلے سکرین کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر کے سکرین آن کی اور پھر وہ مشین پر لگے مختلف بٹن پریس کرنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے مشین میں جیسے جان سی پڑ گئی۔ مشین سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور اس پر لگے بے شمار بلب جلنا بجھنا شروع ہو گئے۔

این ٹی کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔ سکرین پر آڑی ترچھی لکیریں بن رہی تھیں جیسے سکرین پر کوئی منظر ابھرنے کی کوشش کر رہا ہو لیکن سگنلز پورے نہ ہونے کی وجہ سے تصویر واضح نہیں ہو رہی تھی۔ این ٹی نے ہاتھ بڑھا کر دائیں طرف لگی ہوئی ایک ناب کو گھمایا تو اچانک سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ اس منظر پر نظر پڑتے ہی این ٹی کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ انتہائی

تشویش کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

سکرین پر اس کی رہائش گاہ کے بیرونی مناظر دکھائی دے رہے تھے جہاں رہائش گاہ کے چاروں طرف سیاہ رنگ کی جیپیں دکھائی دے رہی تھیں ان جیپوں میں سیاہ رنگ کے لباسوں والے افراد سوار تھے جو مسلح تھے۔ ان کے سیاہ لباسوں پر سفید رنگ سے کے ایس ایس لکھا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا جو کافرستان سیکرٹ سروس کا مخصوص نشان تھا۔ کافرستانی سیکرٹ سروس کی فورس کو اس طرح اپنی رہائش گاہ کے گرد گھیرا ڈالے دیکھ کر این ٹی کے چہرے پر شدید تشویش کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”اوہ۔ یہ کہاں سے آ گئے“...... این ٹی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ اس نے فوراً جیب سے سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے اس پر مخصوص نمبر پریس کرنے لگا۔ جیسے ہی اس کی نمبرنگ کوڈنگ پوری ہوئی اس نے سیل فون آف کر دیا۔ ایک لمحے کے توقف کے بعد اس نے سیل فون دوبارہ آن کیا۔ اب یہ سیل فون عام سیل فون سے جدید ٹرانسمیٹر میں تبدیل ہو گیا تھا۔ این ٹی نے ٹرانسمیٹر پر مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور ایک بٹن پریس کر کے کال دینے میں مصروف ہو گیا۔ اس کی نظریں بدستور اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں جہاں کافرستان سیکرٹ سروس کی فورس تیزی سے اس کی رہائش گاہ کے اردگرد پھیلتی جا رہی تھی۔

”یس۔ عقاب سکس اٹنڈنگ۔ اوور“...... رابطہ ملتے ہی ایک

مردانہ آواز سنائی دی۔

''عقاب ون سپیکنگ۔ اوور''...... این ٹی نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ حکم۔ اوور''...... این ٹی کی آواز سنتے ہی دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''احمد شہزاد۔ کہاں ہو تم اس وقت۔ اوور''...... این ٹی نے پوچھا۔

''میں اس وقت پوائنٹ فور میں ہوں باس۔ اوور''...... عقاب سکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں اس وقت پوائنٹ تھری پر موجود ہوں۔ پوائنٹ تھری کو کے ایس ایس نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ اوور''...... این ٹی نے کہا۔

''کے ایس ایس۔ اوہ۔ لیکن کیوں۔ انہیں پوائنٹ تھری کے بارے میں کیسے معلوم ہوا ہے۔ اوور''...... احمد شہزاد نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''یہ میں نہیں جانتا۔ لیکن اس وقت ہم مشکل میں ہیں اور میرے پاس پی ایس ایس کے دو مہمان بھی موجود ہیں۔ اوور''۔ این ٹی نے تیز لہجے میں کہا۔

''پی ایس ایس کے دو مہمان۔ اوور''...... احمد شہزاد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہ آج ہی میرے پاس آئے ہیں۔ ان کے آنے کی

میرے پاس پہلے کوئی اطلاع نہیں تھی۔ بہرحال وہ یہاں ہیں اور میں نے انہیں جلد سے جلد کسی محفوظ ٹھکانے پر پہنچانا ہے۔ اگر کے ایس ایس نے ریڈ کر دیا تو ہم سب پکڑے جائیں گے۔ اوور''...... این ٹی نے کہا۔

''یس باس۔ میں آپ کے لئے پوائنٹ فور کا راستہ کھول رہا ہوں۔ آپ مہمانوں کو لے کر فوراً یہاں آ جائیں۔ اوور''۔ احمد شہزاد نے کہا۔

''اوکے۔ جلدی کرو۔ مجھے ان کے ارادے خطرناک معلوم ہوتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہ رہائش گاہ پر ریڈ کرنے کی بجائے اسے باہر سے ہی اُڑانے کا پروگرام بنا رہے ہوں۔ اوور''...... این ٹی نے سکرین کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جہاں کافرستان سیکرٹ سروس کی فورس جدید اسلحہ لئے پوزیشن لے رہی تھی۔

''یس باس۔ آپ نائن فائیو میں آ جائیں۔ آپ کے وہاں آنے تک خفیہ راستہ کھل چکا ہو گا۔ اوور''...... احمد شہزاد نے جواب دیا تو این ٹی نے اوکے اور پھر اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس نے سیل فون آف کر کے جیب میں ڈالا اور پھر وہ تیزی سے کمرے سے باہر کی طرف لپکا لیکن پھر ایک خیال آتے ہی وہ واپس پلٹا اور ایک مشین کی جانب بڑھ گیا۔ وہ مشین پر جھک گیا اور مشین آن کر کے اس پر تیزی سے کام کرنا شروع ہو گیا۔ جیسے جیسے وہ مشین کے بٹن پریس کرتا جا رہا تھا مشین کے مختلف حصوں میں

بلب روشن ہوتے جا رہے تھے۔ این ٹی کچھ دیر تک اس مشین پر کام کرتا رہا۔ مشین پر کام کرتے ہوئے وہ بار بار سر اٹھا کر اس سکرین کی جانب دیکھ رہا تھا جس پر اس کی رہائش گاہ کے گرد فورس پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے مشین کا ایک ریڈ بٹن پریس کیا تو اچانک مشین پر لگی ہوئی ایک سکرین روشن ہو گئی۔ اس سکرین پر ایک عمارت کا خاکہ سا بن گیا تھا۔ خاکے میں رہائش گاہ کے ایک ایک حصے کا نقشہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس نقشے میں رہائش گاہ کا خفیہ تہہ خانہ بھی دکھایا گیا تھا۔ تہہ خانے اور عمارت کے کمروں میں جگہ جگہ سرخ رنگ کے دائرے سے بن گئے تھے جو متحرک دکھائی دے رہے تھے۔

”ہونہہ۔ تو میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔ فورس رہائش گاہ کو بی ون سے سرچ کر رہی ہے اور بی ون سے انہیں اس بات کا بھی علم ہو گیا ہے کہ رہائش گاہ میں کتنے افراد موجود ہیں اور وہ کہاں کہاں ہیں“...... این ٹی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سکرین پر نقشہ اور حرکت کرتے ہوئے سرخ دائروں کو دیکھتا رہا پھر وہ ایک بار پھر مشین پر جھک گیا اور اس کے ہاتھ ایک بار پھر مشین پر کام کرنا شروع ہو گئے۔

”میں نے ان کا بی ون سسٹم اس مشین کے ساتھ لنک کر لیا ہے۔ اس مشین میں یہ مناظر ریکارڈ ہو گئے ہیں اب اس مشین کے ذریعے ان کے بی ون سسٹم میں یہی مناظر چلتے رہیں گے۔ اس

دوران اگر عمارت خالی بھی ہو جائے تو انہیں اپنے بی ون سسٹم پر ایسا ہی لگے گا جیسے عمارت میں سب کچھ پہلے جیسا ہے اور سب لوگ عمارت کے انہی حصوں میں موجود ہیں جہاں انہیں پہلے دکھائی دے رہے تھے“...... کام مکمل کرنے کے بعد این ٹی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے این ٹی کو سڑک پر سیاہ رنگ کی ایک کار آ کر رکتے دکھائی دی۔ اس کار کو دیکھتے ہی این ٹی کا چہرہ بگڑ سا گیا۔ کار کی سائیڈ کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی جہاں ڈرائیونگ سیٹ پر اسے شاگل بیٹھا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

”ہونہہ۔ تو یہ سب کچھ شاگل کی ایماء پر ہوا ہے“...... این ٹی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ شاگل کو دیکھتا رہا جسے دیکھتے ہی ایک جوان تیز تیز چلتا ہوا اس کی کار کی جانب بڑھ رہا تھا۔ این ٹی مڑا اور پھر وہ تیزی سے بھاگتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ ایک کمرے کے دروازے پر آ کر رک گیا جہاں اندر جولیا اور عمران کرسیوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ این ٹی کو اس طرح کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک پڑے۔

”کیا ہوا بھائی۔ تمہارے چہرے کا رنگ کیوں اُڑا ہوا ہے۔ کس گدھے نے تمہاری دُم پر پاؤں رکھ دیا ہے جو اس طرح بے حال دوڑے چلے آ رہے ہو“...... اسے دیکھ کر عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"شاگل اپنی فورس کے ساتھ یہاں پہنچ گیا ہے"...... این ٹی نے تیز لہجے میں کہا تو عمران کے ساتھ جولیا بھی اچھل پڑی۔

"شاگل یہاں۔ وہ پاگل یہاں کیسے آ گیا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہو گیا۔ وہ ہمیں رہائش گاہ میں چیک کر چکے ہیں۔ کسی بھی لمحے وہ اس رہائش گاہ میں داخل ہو سکتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ رہائش گاہ میں داخل ہونے کی بجائے آپ کو ہلاک کرنے کے لئے رہائش گاہ کو ہی اُڑا دیں"...... این ٹی نے کہا اور پھر اس نے عمران کو ساری تفصیل بتا دی۔ اس نے عمران کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ شاگل کے ساتھی بی ون کے ذریعے انہیں باقاعدہ عمارت کے اندر سرچ کر رہے تھے اور اس نے انہیں ڈاج دینے کے لئے بی ون کو ایک مشین سے لنکڈ کر دیا ہے تا کہ جب وہ یہاں سے نکلیں تو انہیں اس بات کا علم نہ ہو سکے کہ وہ کہاں سے اور کیسے نکلے ہیں۔

"تم کہہ رہے ہو کہ چاروں طرف فورس موجود ہے۔ فورس کی موجودگی میں ہم یہاں سے نکلیں گے کیسے"...... جولیا نے پوچھا۔

"آپ اس کی فکر نہ کریں۔ یہاں ایک خفیہ سرنگ ہے جو دو کلو میٹر دور میرے دوسرے ٹھکانے تک جاتی ہے۔ ہم اس سرنگ کے راستے یہاں سے نکل جائیں گے۔ اگر شاگل اور اس کے ساتھیوں نے اس عمارت کو نشانہ بنانے کی کوشش کی تو سرنگ میں ہونے کی

وجہ سے ہمیں اس سے کوئی نقصان نہیں ہو گا کیونکہ سرنگ کنکریٹ کی بنی ہوئی ہے"...... این ٹی نے کہا۔

"وہ بی ون سے عمارت کو سرچ کر رہے ہیں اور اس سسٹم سے انہیں اگر سرنگ کا پتہ چل گیا تو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ سرنگ گہرائی میں ہے اور بلیک کوٹڈ ہے۔ بلیک کوٹڈ ہونے کی وجہ سے اس سرنگ کو کسی مشین یا سائنسی آلے سے چیک نہیں کیا جا سکتا ہے"...... این ٹی نے کہا۔

"گڈ شو۔ تو چلو۔ اس سے پہلے کہ شاگل اپنے پاگل پن پر اتر آئے۔ ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے"...... عمران نے کہا تو این ٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران اور جولیا نے اپنا سامان اٹھایا اور پھر وہ این ٹی کے ہمراہ تیزی سے کمرے سے نکل کر تہہ خانے کے دوسرے حصے میں آ گئے۔ اس کمرے کی ایک دیوار اپنی جگہ سے ہٹی ہوئی تھی اور وہاں ایک بڑا سا خلاء دکھائی دے رہا تھا۔ خلاء میں ایک جیپ کھڑی تھی۔

"آپ چلیں۔ میں اپنے باقی ساتھیوں کو بلا کر لاتا ہوں"۔ این ٹی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور جولیا کے ساتھ سرنگ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ وہ دونوں جیپ کے پاس آ کر رک گئے جبکہ این ٹی بھاگتا ہوا تہہ خانے سے نکل گیا تھا۔

"شاگل کو آخر اس جگہ کا کیسے علم ہو گیا ہے"...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرے خیال میں این ٹی نے شاگل کی ایکٹیویٹیز جاننے کے لئے گرانڈ ہوٹل میں اپنے کسی ساتھی کو سیل فون پر کال کی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ شاگل یا اس کے کسی ساتھی نے وہ کال سن لی ہو اور این ٹی کا ساتھی ان کے ہاتھ لگ گیا ہو"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا اس نے شاگل کے سامنے زبان کھول دی ہو گی کہ ہم کہاں پر موجود ہیں"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ این ٹی اور اس کے ساتھی وطن پرست ہیں وہ پاکیشیا کی بقاء کے لئے اپنی جانیں تو دے سکتے ہیں لیکن کسی دشمن کے سامنے اپنی زبان نہیں کھول سکتے۔ این ٹی اپنے ساتھ ایسے افراد کو رکھتا ہے جو تنظیم کے لئے زندگی سے زیادہ موت کو ترجیح دیتے ہوں"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"تو پھر این ٹی کے ساتھی نے اگر زبان نہیں کھولی ہو گی تو شاگل کو اس ٹھکانے کا کیسے پتہ چلا ہو گا"...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"سیل فون سے"...... عمران نے جواب دیا۔

"سیل فون سے۔ میں کچھ سمجھی نہیں"...... جولیا نے اسی انداز میں کہا۔

"یہ جدید سائنسی دور ہے مسز ڈراہم۔ سیل فون کے سم کارڈ کو ٹریکر سسٹم کے تحت چیک کیا جا سکتا ہے کہ وہ سم کارڈ کہاں ایکٹیو ہے۔ شاگل نے این ٹی کے ساتھی کی زبان کھلوانے کی بجائے یہی

کام کیا ہو گا ورنہ وہ اتنی جلدی اپنی فورس کے ساتھ یہاں نہ پہنچ گیا ہوتا"...... عمران نے کہا۔

"تمہارا دماغ واقعی کسی شیطان کے دماغ سے کم نہیں ہے۔ جو تجزیہ کرتے ہو سو فیصد پرفیکٹ ہوتا ہے۔ مجھے تمہاری یہی باتیں تو پسند ہیں کہ تمہارا کوئی بھی تجزیہ غلط نہیں ہوتا"...... جولیا نے اس کی جانب تحسین بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"صرف میری باتیں ہی پسند ہیں یا......" عمران نے اس کی جانب مسکراتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تم انسان بن جاؤ تو شاید میں تمہیں بھی پسند کرنے لگوں"...... جولیا نے جواباً مسکرا کر کہا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے تم نے میری دُم دیکھ لی ہو جس کی وجہ سے تمہیں میرے انسان ہونے پر شبہ ہو رہا ہو"...... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"انسان تو ہو مگر احمق قسم کے اور احمق بھی ایسا جس کی دُم ہی نہیں ہے"...... جولیا نے برجستہ کہا اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بڑا اونچا اُڑ رہی ہو۔ کافرستان آ کر لگتا ہے میری بجائے تمہاری حسِ ظرافت پھڑکنا بلکہ پھڑ پھڑا کر اُڑنا شروع ہو گئی ہے"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

''ایسا ہی سمجھ لو''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے این ٹی اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں پہنچ گیا۔ وہ رہائش گاہ میں موجود اپنے تمام ساتھیوں کو لے آیا تھا۔

''شاگل رہائش گاہ کو بلیک بلاسٹرز سے تباہ کرنا چاہتا ہے۔ میں نے اس کے ہاتھوں میں بلیک بلاسٹر گن دیکھی ہے۔ اس لئے ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہو گا۔ بلیک بلاسٹرز اس عمارت کی گہرائیوں تک تباہی پھیلا سکتے ہیں''...... این ٹی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو جلدی کرو۔ بیٹھو جیپ میں سب''...... عمران نے بلیک بلاسٹرز کا سن کر پریشان ہوتے ہوئے کہا اور تیزی سے جیپ میں سوار ہو گیا۔ جولیا بھی اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ این ٹی نے جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی جبکہ اس کے ساتھی جن کی تعداد سات تھی جیپ کی پچھلی سیٹوں پر پھنس پھنسا کر بیٹھ گئے۔ ابھی این ٹی نے جیپ سٹارٹ کی ہی تھی کہ اچانک ماحول یکے بعد دیگرے دو زور دار دھماکوں سے گونج اٹھا اور ساتھ ہی انہیں در و دیوار ہلتے ہوئے محسوس ہوئے اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے سرنگ کی چھت ٹوٹ پھوٹ کر ان پر آ گری ہو۔ دوسرے لمحے سرنگ تیز اور انتہائی دردناک چیخوں سے گونج اٹھی۔

شاگل کے چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات تھے۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے اپنے ہیڈ کوارٹر میں واپس آیا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں عمران اور اس کے ساتھی لڑکی کے ساتھ این ٹی جیسے خطرناک انسان کو بھی اس کی رہائش گاہ سمیت بلیک بلاسٹرز سے اُڑا دیا تھا۔

بلیک بلاسٹرز نے عمارت کا نام و نشان تک مٹا کر رکھ دیا تھا۔ بلیک بلاسٹر سے وہاں لگنے والی آگ نے ان خفیہ تہہ خانوں کو بھی نہیں چھوڑا تھا۔ وہاں دو تہہ خانے تھے جو مکمل طور پر تباہ ہو گئے تھے اور شاگل کو یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس بار رہائش گاہ سے نکلنے کا کوئی موقع نہیں ملا ہو گا۔ بلیک بلاسٹرز سے نہ صرف ان کے ٹکڑے ہو گئے ہوں گے بلکہ ان کی لاشوں کے ٹکڑے بھی جل کر راکھ بن گئے ہوں گے۔

رہائش گاہ کو تباہ کرتے ہی شاگل نے میجر شرما اور اس کی فورس

کو کامیابی کی مبارک باد دی اور پھر وہ واپس اپنے ہیڈ کوارٹر روانہ ہو گیا۔

شاگل کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ عمران کی ہلاکت کی خوشی میں باقاعدہ رقص کرنا شروع کر دیتا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ابھی اور اسی وقت صدر مملکت یا وزیر اعظم کو فون کرے اور انہیں بتا دے کہ اس نے عمران کو آخر کار اس کے انجام تک پہنچا دیا ہے جو کالینڈ جزیرے کی تباہی کے لئے یہاں آیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ جب پریذیڈنٹ اور پرائم منسٹر کو اس بات کا علم ہو گا کہ عمران اس کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ہے تو وہ اسے ضرور کافرستان کے اعلیٰ ترین اعزاز ویر چکر سے نواز دیں گے اور وہ کافرستان کا سب سے بڑا ہیرو بن جائے گا۔

شاگل ابھی پریذیڈنٹ یا پرائم منسٹر کو کال کرنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی۔ ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی آواز سن کر شاگل خیالوں کی دنیا سے نکل آیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر سامنے پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا تو ٹرانسمیٹر سے تیز شور کی آواز سنائی دی۔ شاگل نے ایک اور بٹن پریس کیا تو شور کی آواز ختم ہو گئی اور ایک انسانی آواز سنائی دی۔

''ہیلو ہیلو۔ چیف آف فاسٹ گروپ کالنگ۔ اوور''...... دوسری جانب سے مسلسل کال دی جا رہی تھی۔

''یس شاگل اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... شاگل نے خلاف توقع بڑے نرم لہجے میں کہا۔

''چیف میں فاسٹ گروپ کا چیف ورندر کمار بول رہا ہوں۔ اوور''......ٹرانسمیٹر سے آواز آئی۔

''یس ورندر کمار۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور''...... شاگل نے اسی انداز میں کہا۔

''چیف۔ پاکیشیا کے ایسٹ زون کی طرف سے کافرستانی چیک پوسٹ کی طرف ایک جیپ آئی تھی جس میں تین افراد سوار تھے۔ ان تینوں کو چیک پوسٹ پر روکا گیا تھا۔ ان سے پوچھ گچھ کی جا رہی تھی کہ اچانک ان تینوں نے چیک پوسٹ پر تعینات افراد پر حملہ کر دیا اور پھر وہاں سے بھاگ نکلے''...... ورندر کمار نے کہا اور پھر اس نے پاکیشیا کے ایسٹ زون کی طرف سے آنے والی جیپ اور اس میں سوار تینوں افراد کے بارے میں شاگل کو تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

''جب انہوں نے فاسٹ گروپ پر حملہ کیا تو اس گروپ کے انچارج نے فاسٹ گروپ کے ہیڈ کوارٹر کال کر کے مزید نفری منگوا لی تھی۔ میں نے ان کی مدد کے لئے فوری طور پر دو گن شپ ہیلی کاپٹر اس طرف روانہ کر دیئے۔ جب ہیلی کاپٹر وہاں پہنچے تو اس وقت تک ایسٹ زون کی جانب سے آنے والے تینوں افراد نے فاسٹ گروپ کے تمام افراد کو ہلاک کر دیا تھا۔ وہ ایک جیپ میں

سوار ہو کر وہاں سے نکل رہے تھے کہ گن شپ ہیلی کاپٹر ان کے سروں پر پہنچ گئے۔ ہیلی کاپٹروں کو دیکھ کر انہوں نے جیپ چھوڑ دی تھی اور سڑک کے نشیب کی جانب بھاگ نکلے تھے لیکن ہیلی کاپٹر کے پائلٹوں نے انہیں نشیب میں جاتے دیکھ لیا تھا اس لئے انہوں نے انہیں موقع دیئے بغیر نہ صرف ان پر فائرنگ کرنا شروع کر دی بلکہ ان پر میزائل بھی برسا دیئے۔ جن سے وہ تینوں افراد ہلاک ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر کافی دیر تک اس علاقے کا سرچ کرتے رہے لیکن انہیں وہاں کوئی زندہ انسان نہیں ملا ہے۔ اوور“...... ورندر کمار نے باقی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کون تھے وہ تین افراد جو ایسٹ زون سے آئے تھے۔ اوور“...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ہیلی کاپٹر سے ان تینوں افراد کی آر ڈی کیمروں سے تصاویر لے لی گئی ہیں چیف۔ جن میں ہر قسم کے میک اپ کو چیک کیا جا سکتا ہے۔ میں نے ان تصویروں کو چیک کیا ہے۔ ان تینوں کی تصاویر ہمارے ریکارڈ میں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد سے ملتی ہے۔ اوور“...... ورندر کمار نے جواب دیا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سن کر شاگل بری طرح سے اچھل پڑا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ اوہ۔ کیا نام ہیں ان تینوں کے۔ اوور“...... شاگل نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”ان تینوں کے نام ہمارے ریکارڈ میں موجود نہیں ہیں چیف

لیکن یہ کنفرم ہے کہ ان تینوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی ہے۔ میں نے ان کی تصاویر کمپیوٹرائزڈ ڈیٹا سے میچ کی تھیں جس نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ وہ تینوں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی متعلق ہیں۔ اوور“...... ورندر کمار نے جواب دیا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ گن شپ ہیلی کاپٹروں کے حملے میں وہ تینوں ہلاک ہو چکے ہیں۔ اوور“...... شاگل نے پوچھا۔

”یس چیف۔ ہیلی کاپٹروں نے انہیں درختوں کے ایک جھنڈ میں گھیر لیا تھا اور میزائل مار کر سارے کے سارے درختوں کو تباہ کر دیا ہے۔ اوور“...... ورندر کمار نے جواب دیا۔

”کیا وہاں ان کی لاشیں تلاش کی جا سکتی ہیں۔ اوور“۔ شاگل نے پوچھا۔

”نو چیف۔ ان کی لاشوں کے تو ٹکڑے ہو گئے ہوں گے اور وہ ٹکڑے بھی آگ میں جل کر راکھ بن گئے ہوں گے۔ اوور“۔ ورندر کمار نے جواب دیا۔

”بہرحال اگر وہ مارے گئے ہیں تو اچھی بات ہے۔ لگتا ہے عمران اور اس کے ساتھیوں نے اس بار دو گروپس میں الگ الگ راستوں سے یہاں آنے کی کوشش کی تھی۔ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی میرے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہیں اور ان کے تین ساتھی تمہارے ہاتھوں۔ یہ ہماری بڑی کامیابی ہے۔ اوور“...... شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ یہ واقعی ہماری بڑی کامیابی ہے۔ اوور"۔ ورندر کمار نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یو شٹ اپ نانسنس۔ ہماری کامیابی سے تمہاری کیا مراد ہے۔ سیکرٹ سروس کا چیف میں ہوں یا تم۔ تمہاری بڑی کامیابی کیسے ہو گئی۔ یہ میری کامیابی ہے۔ شاگل کی کامیابی۔ نانسنس"۔ شاگل نے ورندر کمار کی بات سن کر بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا۔ وہ اپنے گروپس کی کسی بھی کامیابی کو ان سے منسوب کرنے کا عادی نہیں تھا۔ کسی بھی روپ میں ملنے والی کامیابی کو وہ صرف اپنی ذات تک محدود رکھتا تھا اور اسے اپنی ہی کامیابی سمجھتا تھا۔ اسی لئے ورندر کمار کی بات سن کر وہ بری طرح سے بھڑک اٹھا تھا۔

"سس۔ سس۔ سوری چیف۔ آئی ایم رئیلی ویری سوری۔ یہ آپ کی کامیابی ہے۔ صرف آپ کی۔ اوور"...... شاگل کو بھڑکتے دیکھ کر ورندر کمار نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ابھی ہمارے ہاتھوں عمران سمیت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پانچ افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ نانسنس۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا کوئی تیسرا گروپ بھی ہو اور وہ کسی اور راستے سے کافرستان داخل ہونے کی کوشش کرے اس لئے تم اپنے گروپ کو الرٹ رکھو۔ میں باقی گروپس کو بھی ایسی ہی ہدایات جاری کر دیتا ہوں۔ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی ایک فرد بھی ہمارے ہاتھوں بچ نہیں سکے گا۔ سمجھے تم نانسنس۔ اوور"...... شاگل نے اسی انداز میں کہا۔

"یس چیف۔ اوور"...... ورندر کمار نے کہا تو شاگل نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات تھے جیسے اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے دنیا کا بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہو۔ ابھی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا ہی تھا کہ اسی لمحے سامنے پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فون سیٹوں میں سے سرخ رنگ کے فون سیٹ کی گھنٹی بج اٹھی۔ گھنٹی بجنے کے ساتھ فون پر لگا ہوا ایک بلب بھی سپارک کرنا شروع ہو گیا جس سے یہ کنفرم تھا کہ گھنٹی اسی سرخ رنگ کے فون کی بج رہی تھی۔ اس فون کی گھنٹی بجتے دیکھ کر شاگل بری طرح سے چونک پڑا۔ یہ فون سیٹ ڈائریکٹ کافرستانی صدر یا پرائم منسٹر کے لئے تھا جو کسی بھی وقت اور کبھی بھی اسے ڈائریکٹ کال کر سکتے تھے۔ شاگل نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

"یس شاگل سپیکنگ"...... شاگل نے بڑے مؤدب لہجے میں کہا۔

"صدر مملکت آپ سے بات کریں گے مسٹر شاگل۔ ہولڈ آن پلیز"...... دوسری جانب سے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کرائیں بات"...... شاگل نے اسی انداز میں کہا۔ اسی لمحے رسیور میں ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور پھر مترنم میوزک کی آواز سنائی دینا شروع ہو گیا۔ چند لمحے میوزک بجتا رہا پھر میوزک

کی آواز ختم ہو گئی۔

''پریذیڈنٹ آف کافرستان سپیکنگ''...... میوزک کی آواز بند ہوتے ہی کافرستانی پریذیڈنٹ کی کرخت آواز سنائی دی۔

''شاگل بول رہا ہوں جناب۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس''......شاگل نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''مسٹر شاگل۔ آپ نے ابھی تک پروفیسر بھانو پرتاب کے بارے میں کوئی رپورٹ کیوں نہیں دی ہے''...... پریذیڈنٹ نے سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''میں نے اپنی ابتدائی رپورٹ پریذیڈنسی بھجوا دی تھی جناب۔ مکمل رپورٹ ابھی تیار نہیں ہوئی ہے جیسے ہی رپورٹ مکمل ہو گی میں اسے لے کر خود آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا''......شاگل نے اسی انداز میں کہا۔

''ہاں۔ ابتدائی رپورٹ مجھے مل گئی ہے۔ جس کے مطابق آپ نے پروفیسر بھانو پرتاب کو ان کی ایجاد سمیت جزیرہ کالینڈ میں شفٹ کر دیا ہے اور پروفیسر بھانو پرتاب کو وہ جزیرہ اس قدر پسند آیا ہے کہ انہوں نے آپ سے ڈیمانڈ کر دی ہے کہ ہاٹ گن بنانے کے لئے اسی جزیرے پر ان کے لئے اسلحہ ساز فیکٹری بنا دی جائے تا کہ وہ اس فیکٹری میں زیادہ سے زیادہ اور جلد سے جلد ہاٹ گنز تیار کر سکیں''...... پریذیڈنٹ صاحب نے کہا۔

''یس سر۔ میں نے ان کی ہدایات کے مطابق وہاں کام کرانا

شروع کر دیا ہے۔ وزارت سائنس اور وزارت دفاع سے میں نے باقاعدہ اس بات کی پرمیشن لے لی ہے کہ اسی جزیرے میں ہاٹ گنز کے لئے باقاعدہ ایک بڑی اور جدید لیبارٹری کے ساتھ ایمونیشن فیکٹری بھی تیار کی جا سکے جہاں صرف ہاٹ گنز ہی تیار ہوں۔ اس کے لئے مجھے دونوں محکمہ جات کی طرف سے فنڈز بھی مہیا کر دیئے گئے ہیں اور میں نے جزیرے پر بھاری مشینری کے ساتھ وہاں تمام ضروری سامان بھی پہنچا دیا ہے تا کہ وہاں جلد سے جلد اور جدید ترین لیبارٹری اور ایمونیشن فیکٹری تیار کی جا سکے''۔ شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ آپ ایک کام کریں''...... پریذیڈنٹ نے کہا۔

''یس سر۔ حکم''......شاگل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جب تک کالینڈ جزیرے پر اسلحہ ساز فیکٹری تیار نہیں ہو جاتی آپ وہاں سے پروفیسر بھانو پرتاب کو ہٹا دیں۔ پروفیسر بھانو پرتاب کو کسی اور جگہ پر شفٹ کر دیں''...... پریذیڈنٹ صاحب نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن ایسا کیوں جناب۔ پروفیسر صاحب اپنی نگرانی میں اور اپنی مرضی کے مطابق وہاں فیکٹری بنوانا چاہتے ہیں۔ اگر میں نے انہیں وہاں سے کہیں اور شفٹ کر دیا اور ان کی غیر موجودگی میں ان کی مرضی کے مطابق فیکٹری تیار نہ ہوئی تو وہ اس پر سخت برہم ہوں گے''......شاگل نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''نہیں ہوتے برہم۔ میں خود ان سے بات کرتا ہوں۔ میری اطلاع کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس جزیرہ کالینڈ کو تباہ کرنے کے لئے نکل چکی ہے۔ وہ کسی بھی وقت کافرستان یا جزیرہ کالینڈ پہنچ سکتی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ پروفیسر بھانو پرتاب کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں کوئی نقصان پہنچے اگر وہ جزیرہ کالینڈ میں رہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے وہاں کارروائی کی تو جزیرے کے ساتھ ساتھ پروفیسر بھانو پرتاب بھی ہلاک ہو جائیں گے اور اگر ایسا ہوا تو کافرستان کو بھاری نقصان اٹھانا پڑے گا''...... پریذیڈنٹ نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

''آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی فکر نہ کریں جناب۔ میں نے ان سے نپٹنے کا بھرپور اور انتہائی فول پروف بندوبست کر رکھا ہے۔ وہ کسی بھی صورت میں جزیرہ کالینڈ نہیں پہنچ سکتے''...... شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ آپ کی خام خیالی ہے مسٹر شاگل کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی بھی طرح جزیرہ کالینڈ نہیں پہنچے گی۔ عمران جیسا شیطان انسان شاید ہی اس روئے زمین پر موجود ہو۔ وہ ناممکن کو بھی ممکن کر دینا جانتا ہے۔ اس لئے آپ کسی قسم کا کوئی رسک نہ لیں اور جیسا میں کہہ رہا ہوں اسی پر عمل کریں''...... پریذیڈنٹ نے کرخت لہجے میں کہا۔

''آپ میری بات سمجھ نہیں رہے ہیں جناب۔ عمران اور اس

کے ساتھی جزیرہ کالینڈ پر تب ہی پہنچیں گے جب وہ زندہ ہوں گے''...... شاگل نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں''...... پریذیڈنٹ نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''علی عمران اور اس کے چار ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں جناب۔ عمران اور اس کی ایک ساتھی لڑکی کو میں نے اپنے ہاتھوں سے ہلاک کیا ہے جبکہ عمران کے گروپ کے تین ساتھی جو پاکیشیا کے ایسٹ زون سے کافرستان داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ سب بھی میرے ایک سیکشن کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں''۔ شاگل نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر چند لمحوں کے لئے دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔

''سر کیا آپ لائن پر ہیں''...... رسیور میں خاموشی محسوس کر کے شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس۔ میں لائن پر ہی ہوں۔ یہ بتاؤ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم نے اپنے ہاتھوں جسے ہلاک کیا ہے وہ عمران ہی تھا''۔ پریذیڈنٹ کی حیرت اور غیر یقینی تاثرات سے بھری آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ میں نے تصدیق کے بعد ہی آپ کو اس بارے میں بتایا ہے''...... شاگل نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ کیا تم نے اس کی لاش اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے''۔ پریذیڈنٹ نے اس بار غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ جس رہائش گاہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا میں نے اسے وہاں سے نکلنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔ جہاں عمران موجود تھا۔ میں نے اس رہائش گاہ پر اپنے ہاتھوں سے بلیک بلاسٹرز فائر کئے تھے۔ بلیک بلاسٹرز سے رہائش گاہ کی زمین بھی گہرائی تک جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں عمران اور اس کے کسی ساتھی کا وہاں سے بچ نکلنا ناممکن ہے جناب۔ قطعی ناممکن''۔ شاگل نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ مجھے اس بات کا یقین نہیں ہے کہ عمران جیسا انسان اس طرح اور اتنی آسانی سے ہلاک ہو جائے''...... پریذیڈنٹ نے جیسے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''لیکن سر......'' شاگل نے احتجاجاً کہنا چاہا۔

''نو آرگومنٹس مسٹر شاگل۔ اس سے پہلے بھی آپ کئی بار یہ بات وثوق سے کہہ چکے ہیں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو آپ نے اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دیا ہے۔ آپ کے سامنے اس کی لاش بھی پڑی ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود نہ صرف عمران بلکہ اس کے ساتھی زندہ سلامت رہ جاتے ہیں اور وہ آپ کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنا مشن پورا کر کے واپس بھی چلے جاتے ہیں۔ اگر آپ نے اس بار واقعی عمران کو ہلاک کر دیا ہے تو پھر مجھے اس کا پختہ ثبوت دیں۔ عمران یا اس کے کسی ایک ساتھی کی لاش لا کر میرے سامنے رکھیں۔ جب تک آپ مجھے ایسا کوئی ثبوت نہیں دیں

گے تب تک میں اس بات پر یقین ہی نہیں کروں گا کہ عمران یا اس کا کوئی ساتھی ہلاک ہو گیا ہے''...... پریذیڈنٹ نے اس بار بڑے غصیلے لہجے میں کہا تو شاگل نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

''میں ان کی لاشیں کہاں سے لاؤں سر۔ اگر ان کی جلی ہوئی لاشیں راکھ ہو گئی ہوں گی تو''...... شاگل نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تو وہ راکھ اکٹھی کریں اور اسے فرانسک لیبارٹری سے ٹیسٹ کرائیں۔ ڈین این اے کے ٹیسٹ کے بعد اگر اس بات کی تصدیق ہو جائے تو میں آپ کی بات نان لوں ورنہ نہیں۔ سمجھے آپ''...... پریذیڈنٹ نے کہا۔

''یس سر۔ میں اس رہائش گاہ کی راکھ سے ان کی جلی ہوئی ہڈیاں نکلواتا ہوں اور میں ان ہڈیوں کو فرانسک لیبارٹری میں بھیج کر ان کی ٹیسٹنگ کراتا ہوں۔ میں بہت جلد آپ کو یہ خوشخبری دوں گا کہ عمران میرے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ہے''...... شاگل نے تیز اور جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے اور جب تک آپ کے پاس عمران کی ہلاکت کی حتمی رپورٹ نہیں آ جاتی اس وقت تک آپ پروفیسر بھانو پرتاب کو جزیرے سے نکال دیں اور اسے کسی اور محفوظ مقام پر لے جا کر چھپا دیں یا پھر جزیرے پر ان کی حفاظت کا ایسا فول پروف انتظام کریں کہ عمران اور اس کے ساتھی ٹکریں مارتے رہ جائیں لیکن وہ

کسی بھی صورت میں جزیرے اور جزیرے پر موجود پروفیسر بھانو پرتاب تک نہ پہنچ سکیں۔ اٹس مائی آرڈرز“...... پریذیڈنٹ نے انتہائی سخت لہجے میں آرڈر دیتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ جیسا آپ کا حکم۔ میں نے جزیرے کی حفاظت کا پہلے ہی انتہائی فول پروف بندوبست کر رکھا ہے۔ وہاں میرا بلیک ٹائیگر گروپ ہے جس نے جزیرے کی حفاظت کے لئے ایک گریٹ سرکل بنا رکھا ہے۔ گریٹ سرکل کی موجودگی میں جزیرے پر ایک چڑیا کا بچہ بھی داخل نہیں ہوسکتا ہے جناب۔ لیکن آپ کہتے ہیں تو میں جزیرے کی سیکورٹی اور زیادہ ٹائٹ کرا دیتا ہوں ایسی سیکورٹی کہ وہاں ایک رینگتی ہوئی چیونٹی بھی ہماری نظروں سے نہیں بچ سکے گی“...... شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”گریٹ سرکل سے آپ کی کیا مراد ہے“...... پریذیڈنٹ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا تو شاگل انہیں جزیرے پر موجود گریٹ سرکل کے بارے میں بتانا شروع ہو گیا۔

”اوہ۔ گڈ شو۔ آپ نے تو واقعی پروفیسر بھانو پرتاب کی حفاظت کے لئے خاطر خواہ انتظامات کر رکھے ہیں۔ میں تو بلا وجہ پریشان ہو رہا تھا۔ آپ نے جس گریٹ سرکل کے بارے میں بتایا ہے اگر واقعی گریٹ سرکل ویسا ہی ہے تو پھر میں پروفیسر صاحب کی سیکورٹی سے مطمئن ہوں۔ گریٹ سرکل کی موجودگی میں عمران تو کیا کوئی مافوق الفطرت ہستی بھی جزیرے میں داخل نہیں ہو سکے گی۔

گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو“...... پریذیڈنٹ نے گریٹ سرکل کی تعریف کرتے ہوئے کہا اور ان کی تعریف سن کر شاگل کا چہرہ مسرت سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہوتا چلا گیا۔

”یس سر۔ یہ تمام انتظامات میں نے اپنی نگرانی میں کرائے ہیں۔ گریٹ سرکل قائم کرنے کے لئے میں نے وہاں دن رات لگا کر انتھک کام کیا تھا“...... شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں اپنی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”ویل ڈن مسٹر شاگل۔ ویل ڈن۔ مجھے آپ کی ذہانت پر فخر ہے۔ مجھے یقین تھا کہ آپ میں وہ تمام تر خوبیاں موجود ہیں جو سیکرٹ سروس کے چیف میں ہونی چاہئیں۔ پرائم منسٹر، پروفیسر بھانو پرتاب کی سیکورٹی آپ کو دینے کے حق میں نہیں تھے لیکن مجھے آپ کی صلاحیتوں پر پورا بھروسہ تھا اس لئے میں نے پرائم منسٹر کی تمام تجاویز مسترد کرتے ہوئے خصوصی طور پر یہ ٹاسک آپ کو دیا تھا۔ آپ نے پروفیسر بھانو پرتاب کو جزیرہ کالینڈ لے جا کر اور جزیرہ کالینڈ میں ان کی حفاظت کے لئے گریٹ سرکل بنا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ میں نے آپ کو یہ ٹاسک دے کر کچھ غلط نہیں کیا تھا۔ میرا انتخاب بالکل درست تھا“...... پریذیڈنٹ نے کہا اور شاگل کا رنگ اس قدر سرخ ہو گیا جیسے ابھی اس کے چہرے کے مساموں سے خون چھلک اٹھے گا۔

”تھینک یو سر۔ آپ کا یہ اعتماد ہی میرا سرمایہ ہے اور میں آپ

سے وعدہ کرتا ہوں کہ کچھ بھی ہو جائے میں آپ کے اس اعتماد کو کسی بھی صورت میں ٹھیس نہیں پہنچنے دوں گا''...... شاگل نے مسرت سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ویل ڈن۔ مجھے آپ سے یہی امید ہے''...... پریذیڈنٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تھینکس سر۔ تھینکس اگین''...... شاگل نے اسی طرح انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جنہیں آپ نے عمران اور اس کے ساتھی سمجھ کر ہلاک کیا ہے اور جو افراد آپ کے فاسٹ سیکشن کے تحت ہلاک ہوئے ہیں ان سب کی لاشیں تلاش کرائیں چاہے ان کی آپ کو جلی ہوئی ہڈیاں ہی کیوں نہ ملیں۔ ان کا فوری ڈی این اے ٹیسٹ کرائیں اور پھر ان کے بارے میں مجھے جلد سے جلد رپورٹ کریں''۔ پریذیڈنٹ نے کہا۔

''یس سر۔ میں بہت جلد آپ کو ان کی ہلاکت کی تصدیق شدہ رپورٹ دوں گا''...... شاگل نے کہا اور پریذیڈنٹ نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''آج پریذیڈنٹ نے میری تعریف کر کے مجھے یہ یقین دلا دیا ہے کہ شاگل گریٹ ہے۔ اور گریٹ شاگل کے سامنے دوسری کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو پروفیسر بھانو پرتاب کی حفاظت کر سکے۔ پریذیڈنٹ کی تعریفی الفاظ میرے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں ہیں۔

جس طرح انہوں نے پروفیسر بھانو پرتاب کی حفاظت کے لئے میرے بنائے ہوئے گریٹ سرکل کی تعریف کی ہے اسی طرح میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کی بھی تصدیق کر کے ان سے داد وصول کروں گا۔ بے پناہ داد۔ میں پریذیڈنٹ کے ساتھ پرائم منسٹر پر بھی یہ ثابت کر دوں گا کہ گریٹ شاگل کے سامنے عمران پاسنگ کی بھی حیثیت نہیں رکھتا تھا اور آخر کار وہ میرے ہی ہاتھوں اپنے انجام تک پہنچ گیا ہے''...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اپنے نمبر ٹو میجر شرما کو کال کرنے لگا تاکہ وہ اسے احکامات دے سکے کہ وہ پروفیسر بھیم سنگھ کی تباہ ہونے والی رہائش گاہ کی سرچنگ کرائے اور وہاں موجود تمام لاشوں کی جلی ہوئی ہڈیاں بھی تلاش کرائے اور ان کی فرانسک لیبارٹری میں لے جا کر اپنی نگرانی میں ڈی این اے ٹیسٹنگ کرائے تاکہ اس بات کا حتمی ثبوت مل جائے کہ ان لاشوں میں علی عمران کی لاش بھی موجود تھی۔

آگ کے شعلے ان کے اوپر سے گزر گئے تھے۔ دھماکے سے درختوں کے ساتھ نشیب میں موجود چٹانوں کے بھی پرخچے اُڑ گئے تھے جن کی کنکریاں ان تینوں کو اپنے جسموں میں گھستی ہوئی محسوس ہوئی تھیں اور دھماکے کے پریشر نے انہیں اٹھا کر اس قدر دور پھینک دیا تھا کہ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ میزائلوں سے ہٹ ہو گئے ہوں۔

نشیب ایک بڑا سا گڑھا تھا جو جھاڑیوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ اچھلتے ہوئے سیدھے اس گڑھے میں جا گرے تھے۔ ان تینوں کے کان دھماکوں کی وجہ سے سائیں سائیں کر رہے تھے۔ وہ گڑھے میں گرے ہی تھے کہ اسی لمحے دوسرے ہیلی کاپٹر نے میزائل فائر کر دیئے۔ یہ میزائل بھی درختوں سے ٹکرائے اور درختوں کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ ایک بڑا سا درخت دھماکے کی شدت سے جڑوں

سے اکھڑ کر اُڑتا ہوا آیا اور ٹھیک اس گڑھے کے اوپر آ کر گر گیا جس میں صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر گرے ہوئے تھے۔ درخت کا تنا بے حد پھیلا ہوا تھا جس سے گڑھے کا منہ بند ہو گیا تھا۔ اب جب تک کوئی درخت کو ہٹا کر گڑھے میں نہ جھانک لیتا اس وقت تک انہیں دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔

ہیلی کاپٹر والوں نے شاید انہیں گڑھے میں گرتے نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ اندازوں سے درختوں کے ارد گرد فائرنگ کر رہے تھے اور فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ میزائل برسا رہے تھے۔ فائرنگ کی شدت اور میزائلوں کے دھماکوں سے ماحول بری طرح سے گونج رہا تھا۔ میزائلوں نے ارد گرد کے بے شمار درختوں کو آگ لگا دی تھی۔ نشیب میں چونکہ جگہ جگہ خشک گھاس اگی ہوئی تھی اس لئے وہاں بھی آگ لگ چکی تھی جو تیزی سے چاروں اطراف میں پھیلتی جا رہی تھی۔

دونوں ہیلی کاپٹر ان جلتے ہوئے درختوں کے ارد گرد گڑگڑاتے ہوئے منڈلا رہے تھے۔ آگ لگنے کے باوجود وہ چاروں طرف مسلسل فائرنگ کر رہے تھے جیسے وہ ہر ممکن طریقے سے ان تینوں کو ہلاک کر دینا چاہتے ہوں۔

صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر ہوش میں تھے لیکن دھماکے کی شدت نے جیسے ان کے اعصاب شل کر دیئے تھے۔ وہ ایک دوسرے کے قریب چت پڑے ہوئے تھے۔ ان کے نیچے چونکہ خشک جھاڑیاں

تھیں اس لئے گڑھے میں گرنے سے انہیں زیادہ چوٹیں نہیں آئی تھی لیکن درختوں کی چھالوں اور چٹانوں کے ٹکڑے جو ان سے ٹکرائے تھے ان سے ان کے جسموں پر جا بجا زخم آ گئے تھے۔ کچھ دیر وہ اسی عالم میں پڑے رہے پھر سب سے پہلے صفدر نے زور سے سر جھٹکا اور پھر وہ جھرجھری لیتے ہوئے یکلخت اٹھ کر بیٹھ گیا۔ گڑھا تقریباً سات سے آٹھ فٹ گہرا تھا اس لئے اس طرح اچانک اٹھنے کی وجہ سے اس کا سر گڑھے کے منہ پر گرے ہوئے درخت کے تنے سے نہیں ٹکرایا تھا۔ صفدر نے ایک اور زور دار جھرجھری لی اور پھر جیسے اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا۔ اس نے بوکھلائی ہوئی نظروں سے ادھر ادھر دیکھا اور خود کو اپنے دونوں ساتھیوں سمیت گڑھے میں دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے سر اٹھا کر گڑھے کے منہ کی طرف دیکھا جہاں بڑا سا درخت گرا ہوا تھا۔ باہر بدستور فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

اسی لمحے کیپٹن شکیل اور تنویر نے بھی زور زور سے جھرجھریاں لیں اور وہ بھی فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے۔

"یہ کون سی جگہ ہے۔ ہم یہاں کیسے آ گئے اور یہ درخت"۔ تنویر نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"اللہ تعالیٰ نے ہم پر خصوصی کرم کیا ہے تنویر۔ ہیلی کاپٹروں کے میزائلوں کے پریشر سے ہم اچھل کر اس گڑھے میں آ گرے

تھے اور پھر میزائلوں سے تباہ ہونے والا ایک درخت اس گڑھے کے عین اوپر آ گرا تھا جس سے ہیلی کاپٹر والوں کو ہمارے بارے میں علم ہی نہیں ہو رہا ہو گا کہ ہم کہاں ہیں اسی لئے وہ ابھی تک ارد گرد کے علاقے میں فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ میزائل برسا رہے ہیں۔ اگر ہم قدرتی طور پر اس گڑھے میں نہ آ گرے ہوتے اور اس گڑھے پر درخت نہ آ گرتا تو شاید ہی ہم اس تباہ کاری سے بچ سکتے تھے۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہوا ہے ورنہ اس بار شاید ہی ہم بچ سکتے تھے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اس درخت کی وجہ سے ہیلی کاپٹروں کی فائرنگ اور میزائلوں سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت کے لئے کیا ہے جس کے لئے ہم اس کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر اب بھی ہر طرف فائرنگ کر رہے ہیں۔ ان کی گڑگڑاہٹ سے پتہ چل رہا ہے کہ وہ ابھی تک اس علاقے کی سرچنگ کر رہے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ انہوں نے ہمیں نشیب کی طرف جاتے دیکھا تھا لیکن وہ شاید یہ نہیں دیکھ سکے تھے کہ ہم درختوں اور جھاڑیوں سے ٹکراتے ہوئے اس گڑھے میں آ گئے ہیں۔ ہمارے گرتے ہی درخت گڑھے کے اوپر گر گیا تھا جس سے ہم گڑھے میں چھپ گئے تھے اس لئے وہ بھلا ہمیں ہیلی کاپٹروں سے کیسے دیکھ سکتے ہیں۔ اس

لئے وہ اردگرد کی سرچنگ کر کے شاید ہماری لاشیں تلاش کر رہے ہیں''...... صفدر نے جواب دیا۔

''ہمیں اس وقت تک اسی گڑھے میں چھپا رہنا ہوگا جب تک کہ ہیلی کاپٹر سرچنگ کر کے واپس نہیں چلے جاتے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اگر ہیلی کاپٹر نیچے آگئے اور فورس نے ہمیں یہاں آ کر تلاش کرنے کی کوشش کی تو''...... تنویر نے کہا۔

''ہم اس بات کا خیال رکھیں گے۔ اگر فورس ہیلی کاپٹروں سے نکل کر نیچے آئی تو پھر ہم ان کا بھرپور مقابلہ کریں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''مجھے نہیں لگ رہا کہ ہیلی کاپٹر سے فورس زمین پر آئے گی۔ یہاں ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے اور دھواں ہی دھواں پھیلا ہوا ہے۔ ایسے ماحول میں فورس کا آگے بڑھنا اور ہمیں تلاش کرنا مشکل ہو جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''میں تو کہتا ہوں کہ ہمیں گڑھے سے نکل کر ان دونوں ہیلی کاپٹروں کو یہیں تباہ کر دینا چاہئے''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ حماقت ہوگی۔ اگر ہم نے ہیلی کاپٹر تباہ کئے تو یہاں ہیلی کاپٹروں اور فائٹر طیاروں کا پورا اسکوارڈ پہنچ جائے گا۔ انہیں اسی خوش فہمی میں مبتلا رہنے دو کہ ہم ان کے میزائلوں سے ہٹ ہو چکے ہیں۔ درختوں اور جھاڑیوں میں لگی ہوئی آگ تیز ہے۔ ہیلی

کاپٹر جلد ہی یہاں سے واپس چلے جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''اس بار انہوں نے شاید ہی ہماری جیپ چھوڑی ہو''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ ہم جیپ سڑک پر ہی چھوڑ آئے تھے۔ انہوں نے پہلے اس جیپ کو ہی تباہ کیا ہوگا''...... صفدر نے جواب دیا۔ کچھ دیر باہر فائرنگ کی آوازیں سنائی دیتی رہیں پھر فائرنگ کی آوازیں آنا بند ہو گئیں اور ہیلی کاپٹر کی آوازیں بھی دور ہوتی ہوئیں معلوم ہونے لگیں۔

''ہیلی کاپٹر سرچنگ کر کے واپس جا رہے ہیں''...... صفدر نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ہیلی کاپٹر کی آوازیں کچھ دیر انہیں سنائی دیتی رہیں جب انہیں یقین ہو گیا کہ ہیلی کاپٹر وہاں سے کافی دور جا چکے ہیں تو ان تینوں نے گڑھے سے نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔ باہر لگی ہوئی آگ ابھی گڑھے تک تو نہیں پہنچی تھی لیکن باہر لگنے والی آگ کا دھواں ضرور گڑھے میں آ رہا تھا جس سے ان کی آنکھوں میں پانی آ گیا تھا اور وہ کھانسنا شروع ہو گئے تھے۔ تینوں نے گڑھے کی سائیڈوں سے باہر جھانکا۔ باہر واقعی ہر طرف آگ ہی آگ پھیلی ہوئی تھی۔ چند لمحے وہ چاروں طرف دیکھتے رہے لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔

''درخت کافی وزنی ہے۔ ہم تینوں کو زور لگا کر اسے گڑھے کے منہ سے ہٹانا ہوگا''...... تنویر نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں

سر ہلا دیئے اور پھر ان تینوں نے ہاتھ اٹھا کر درخت کے تنے پر رکھے اور پوری قوت سے اسے گڑھے سے ہٹانے میں مصروف ہو گئے۔ درخت اپنی جگہ سے ہلا اور پھر گڑھے سے کافی پیچھے ہٹ گیا۔ اب وہاں اتنا راستہ بن گیا تھا کہ وہ گڑھے سے نکل سکیں۔ گڑھے کی سائیڈوں پر مضبوط جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ سب سے پہلے صفدر نے جھاڑیاں پکڑیں اور پھر وہ گڑھے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کے بعد کیپٹن شکیل اور پھر تنویر بھی گڑھے سے نکل کر باہر آ گئے۔

''آگ سے بچتے ہوئے سامنے کی طرف چلو''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ تیزی سے درختوں اور جھاڑیوں میں لگی ہوئی آگ سے بچتے ہوئے ایک طرف بھاگتے چلے گئے۔ وہ طویل اور لمبا چکر کاٹ کر ایک مرتبہ پھر سڑک پر آئے اور پھر وہ اس جانب بڑھنا شروع ہو گئے جہاں ان کی جیپ موجود تھی اور پھر یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گئے کہ ان کی جیپ سڑک کے کنارے ویسے ہی کھڑی تھی جیسے وہ چھوڑ کر گئے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ہیلی کاپٹر والوں نے ان کی جیپ تباہ کر دی ہو گی لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ شاید ہیلی کاپٹر والوں کو جیپ چھجے دار چٹان کے نیچے کھڑی دکھائی نہیں دی تھی یا پھر شاید ان کی توجہ نشیب کی طرف جاتے ہوئے ان پر ہی مبذول تھی اس لئے انہوں نے جیپ کو نشانہ نہیں بنایا تھا۔

''یہ بھی اللہ تعالٰی کی طرف سے ہمارے لئے غیب سے امداد

ہے کہ انہوں نے ہماری جیپ تباہ نہیں کی ہے ورنہ پیدل اتنا طویل سفر کرنا ہمارے لئے مشکل ہو جاتا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ اور ہم نجانے کہاں سے کہاں نکل جاتے''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اچھل کر جیپ میں سوار ہو گیا کیپٹن شکیل بھی جیپ میں آ گیا لیکن تنویر جیپ کو دور کھڑا غور سے دیکھ رہا تھا۔

''کیا ہوا۔ تم جیپ میں کیوں سوار نہیں ہو رہے ہو''...... صفدر نے اسے سڑک پر دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک منٹ''...... تنویر نے کہا اور وہ آگے بڑھ کر جیپ کو اوپر نیچے سے یوں چیک کرنا شروع ہو گیا جیسے قربانی کے لئے کسی جانور کو چیک کیا جاتا ہے۔

''کیا ڈھونڈ رہے ہو''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جیپ کا اس طرح صحیح سلامت ہونا مجھے کھل زہا ہے۔ میں چیک کر رہا ہوں کہ کہیں اس جیپ کو جان بوجھ کر تو یہاں نہیں چھوڑا گیا ہے''...... تنویر نے جواب دیا۔

''جان بوجھ کر۔ میں کچھ سمجھا نہیں''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہو سکتا ہے۔ ہیلی کاپٹر میں سے کوئی نیچے آیا ہو اور اس نے جیپ میں کوئی ٹائم بم یا پھر ریموٹ کنٹرولڈ بم لگا دیا ہو تاکہ اگر ہم

پیچھے سے بچ کر یہاں آئیں تو اس جیپ میں لگے ہوئے بم کا شکار ہو جائیں یا پھر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے جیپ میں ایسی کوئی ڈیوائس لگا دی ہو جس سے انہیں اس بات کا پتہ چل جائے کہ ہم زندہ ہیں یا نہیں۔ اگر ان کے خیال کے مطابق ہم زندہ ہوئے تو ہم اس جیپ کو لینے یہاں ضرور آئیں گے اور جیسے ہی ہم جیپ کو یہاں سے لے جائیں گے انہیں جیپ میں لگی ہوئی ڈیوائس سے اس بات کا علم ہو جائے گا کہ ہم ان کے حملے میں ہلاک نہیں ہوئے ہیں۔ وہ ڈیوائس کی مدد سے یہ بھی پتہ کر سکتے ہیں کہ ہم جیپ کہاں لے جا رہے ہیں''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور وہ دونوں حیرت سے تنویر کی شکل دیکھتے رہ گئے۔

''حیرت ہے۔ تم تنویر ہی ہو نا''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ اس میں حیرت والی کون سی بات ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ڈیشنگ ایجنٹ اس قدر جاسوسانہ انداز میں بات کرتا اور خاص طور پر سوچنا اور سمجھنا شروع ہو جائے تو اسے ڈیشنگ ایجنٹ کون کہے گا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں تنویر بھی مسکرا دیا۔

''کیوں۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ ڈیشنگ ایجنٹ دماغ سے عاری ہوتے ہیں۔ ان میں سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی''۔ تنویر

نے کہا۔

''نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ لیکن بہرحال تم نے پتے کی بات کی ہے۔ ہمیں دشمنوں کو کمزور نہیں سمجھنا چاہئے۔ ہمارے پیچھے کافرستان سیکرٹ سروس ہے جو بے حد فعال ہے۔ وہ واقعی کچھ بھی کر سکتی ہے۔ اس لئے ہمیں ہر قدم سوچ سمجھ کر اور پھونک پھونک کر اٹھانا چاہئے''...... صفدر نے کہا اور وہ دونوں جیپ سے اتر آئے اور پھر وہ تینوں جیپ کا انتہائی باریک بینی سے جائزہ لینے لگے۔ لیکن جیپ میں نہ تو کوئی بم فکس تھا اور نہ ہی انہیں کوئی ڈیوائس دکھائی دی۔

''سب کلیئر ہے''...... تنویر نے جیپ کا ایک ایک حصہ چیک کرنے کے بعد اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہم نے بھی چیک کر لیا ہے۔ جیپ میں کوئی ڈیوائس یا بم لگا ہوا نہیں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تو پھر چلو۔ ہم یہاں سے جتنا دور چلے جائیں گے ہمارے لئے اتنا ہی اچھا ہو گا''...... تنویر نے جیپ پر چڑھتے ہوئے کہا اور وہ دونوں بھی جیپ پر چڑھ گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک بار پھر صفدر بیٹھ گیا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے جیپ سٹارٹ کی اور پھر وہ جیپ تیزی سے آگے بڑھاتا لے گیا۔

چیخیں جیپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے این ٹی کے ساتھیوں کے منہ سے نکلی تھیں۔ دھماکے سے تباہ ہونے والے تہہ خانے کے ملبے کے بہت سے ٹکڑے انہیں لگے تھے جس سے وہ بری طرح سے زخمی ہو گئے تھے۔ چھوٹی موٹی کنکریاں عمران، جولیا اور این ٹی کو بھی لگی تھیں لیکن وہ زخمی ہونے سے بچ گئے تھے۔

دھماکے نے تہہ خانہ تو تباہ کر دیا تھا لیکن اس دھماکے سے سرنگ کو واقعی کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ این ٹی نے وقت ضائع کئے بغیر جیپ سٹارٹ کی اور پھر وہ اسے تیزی سے سرنگ میں دوڑاتا لے گیا۔ سرنگ میں چونکہ اندھیرا تھا اس لئے این ٹی نے جیپ کی ہیڈ لائٹس آن کر لی تھیں جس کی روشنی میں وہ سرنگ کو دیکھتا ہوا تیزی سے جیپ دوڑا رہا تھا۔

''تم میں سے کوئی زیادہ زخمی تو نہیں ہوا''...... این ٹی نے پیچھے

بیٹھے ہوئے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں باس۔ ہمیں چھوٹے موٹے زخم ضرور آئے ہیں لیکن پریشانی والی بات نہیں ہے۔ ہم سب ٹھیک ہیں''...... اس کے ایک ساتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے انہیں عقب سے تیز روشنی سرنگ میں داخل ہوتی ہوئی دکھائی دی۔ یہ روشنی آگ کی تھی۔ آگ کی ایک بڑی سی دھار کسی بڑے اور طاقتور اژدہے کی طرح چنگھاڑتی ہوئی سرنگ میں بڑھی آ رہی تھی۔

''بلیک بلاسٹر کی فائر گیس سرنگ میں پھیل گئی ہے۔ جس نے آگ پکڑ لی ہے۔ تیز دوڑاؤ جیپ۔ آگ اگر ہم تک پہنچ گئی تو ہم سب جل کر راکھ بن جائیں گے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

این ٹی نے بھی بیک ویو مرر میں آگ کا الاؤ سرنگ میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ گو کہ آگ کا الاؤ ابھی ان سے کافی دور تھا لیکن وہ جس تیزی سے بڑھا آ رہا تھا کسی بھی لمحے ان تک پہنچ سکتا تھا اس لئے این ٹی نے جیپ کی رفتار اور زیادہ بڑھا دی۔ جیپ سرنگ میں کسی تیز رفتار جیٹ طیارے کی طرح اُڑی جا رہی تھی۔ آگ کا الاؤ بھی بدستور چنگھاڑتا ہوا ان کے پیچھے آ رہا تھا۔ جیپ سے آگ کے الاؤ کی رفتار کہیں تیز تھی۔

''اور تیز کرو۔ اور تیز''...... عمران نے پلٹ کر آگ کے الاؤ کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا تو این ٹی نے جیپ کی رفتار اور زیادہ بڑھا دی لیکن آگ کا الاؤ برق رفتاری سے ان

کی طرف بڑھ رہا تھا۔

''نہیں۔ ہم اس آگ سے نہیں بچ سکیں گے۔ آگے کوئی موڑ ہے''...... عمران نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

''نہیں۔ کوئی موڑ نہیں ہے۔ یہ سرنگ بالکل سیدھی جاتی ہے''۔ این ٹی نے جواب دیا۔

''تو پھر جیپ روکو اور جیسے ہی جیپ رکے سب جیپ سے کود جانا اور سرنگ کی دیواروں کی جڑوں سے چپک جانا''...... عمران نے پہلے این ٹی سے اور پھر چیختے ہوئے جولیا اور این ٹی کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ این ٹی نے جیپ کی رفتار مزید بڑھائی اور پھر آگے جاتے ہی اس نے اچانک جیپ کو بریکس لگا دیئے۔ سرنگ یکلخت جیپ کے ٹائروں کی تیز آوازوں سے گونج اٹھی۔ جیپ کچھ دیر سرنگ میں گھسٹتی چلی گئی اور پھر یکلخت رک گئی۔ جیسے ہی جیپ رکی۔ عمران، جولیا، این ٹی اور اس کے ساتھی فوراً چھلانگیں لگاتے ہوئے جیپ سے نکل گئے اور سرنگ کی دیواروں کے پاس پہنچ کر پیٹ کے بل لیٹ گئے۔ انہوں نے اپنے چہرے ہاتھوں سے چھپا لئے تھے۔ ابھی وہ دیواروں کی جڑوں سے لگے ہی تھے کہ اچانک آگ کی دھار خوفناک انداز میں چنگھاڑتی ہوئی ان کے اوپر سے گزرتی چلی گئی۔

آگ کی دھار ان سے ایک فٹ اونچی تھی جو انہیں چھو تو نہیں رہی تھی لیکن آگ کی تپش اس قدر تیز تھی کہ انہیں اپنے جسم جھلستے

ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں آگ کے شعلے آگے بڑھ گئے۔ تیز رفتار آگ نے ان کی جیپ کو نرغے میں لے لیا تھا اور جیپ دھڑا دھڑ جلنا شروع ہو گئی تھی۔

''اٹھو یہاں سے اور بھاگو۔ جیپ آگ پکڑ چکی ہے۔ اس کے فیول ٹینک نے اگر آگ پکڑ لی تو یہ دھماکے سے تباہ ہو جائے گی۔ ہم آگ کے شعلوں سے تو بچ گئے ہیں لیکن جیپ کی تباہی کی زد سے ہم نہیں بچ سکیں گے''...... عمران نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر ان سب نے سرنگ میں تیزی سے دوڑنا شروع کر دیا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ ان کے پیچھے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور ان کی جیپ کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ جیپ کا فیول ٹینک پھٹ گیا تھا جس نے ان کی جیپ کے ٹکڑے اُڑا دیئے تھے۔

دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ سرنگ بری طرح سے لرز اٹھی تھی اور وہ بھاگتے بھاگتے اچھل اچھل کر گر پڑے تھے۔ بلیک بلاسٹرز کی گیس سے سرنگ میں داخل ہونے والی آگ کی دھار ختم ہو چکی تھی۔ وہ سب اٹھے اور پھر انہوں نے سرنگ میں تیزی سے آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

سرنگ میں داخل ہونے والی آگ کی وجہ سے وہاں آکسیجن کم ہو گئی تھی جس سے انہیں سانس لینے میں کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا لیکن وہ چونکہ سرنگ کا کافی حصہ طے کر چکے تھے اس لئے

جلد ہی وہ سرنگ کے دوسرے دہانے تک پہنچ گئے۔ سرنگ کا دوسرا دہانہ کھلا ہوا تھا جہاں سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ سیڑھیوں کے اوپر ایک چھوٹا سا چبوترا تھا جہاں ایک بند دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ سب تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے چبوترے پر آ گئے۔ این ٹی نے آگے بڑھ کر دروازے کی سائیڈ دیوار پر لگا کوئی بٹن پریس کیا تو دروازہ کسی شٹر کی طرف اوپر اٹھتا چلا گیا۔

دوسری طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی۔ این ٹی انہیں اس راہداری سے گزارتا ہوا ایک بڑے سے برآمدے میں لایا اور پھر وہ سب این ٹی کے ساتھ برآمدے سے ہوتے ہوئے ایک بڑی عمارت میں پہنچ گئے۔ یہ عمارت بھی ایک بڑی رہائش گاہ جیسی تھی۔ رہائش گاہ خالی تھی لیکن اس رہائش گاہ میں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ رہائش گاہ کے ایک تہہ خانے میں ویسے ہی سسٹم لگے ہوئے تھے جیسے پہلی رہائش گاہ میں این ٹی نے لگا رکھے تھے۔ یہ سسٹم این ٹی کے آپریشنل سسٹم تھے جن سے وہ اپنے گروپ کو کنٹرول کرنے اور شہر میں نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سے ضروری کام لیتا تھا۔ آپریشن روم میں ایک نوجوان پہلے سے موجود تھا جس نے انہیں آتے دیکھا تو وہ این ٹی کے احترام میں فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”تھینک گاڈ باس کہ آپ یہاں پہنچ گئے ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق پوائنٹ تھری کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے اور اُس

پوائنٹ کو تباہ کرنے کے لئے فورس نے بلیک بلاسٹرز کا استعمال کیا ہے جس سے نہ صرف گہرائی تک زمین تباہ ہو جاتی ہے بلکہ ہر طرف گیس پھیلنے کی وجہ سے آگ بھڑک اٹھتی ہے اور اس آگ کی زد میں آنے والی ہر چیز جل کر راکھ بن جاتی ہے“...... نوجوان نے این ٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ ہماری قسمت اچھی تھی اس لئے ہم وہاں سے بروقت نکل گئے تھے۔ ورنہ شاید ہم اس وقت تمہارے سامنے زندہ نہ ہوتے۔ بہرحال عمران صاحب یہ احمد شہزاد ہے۔ جس کا کوڈ عقاب سکس ہے۔ یہ پوائنٹ فور کا انچارج ہے اور احمد شہزاد یہ عمران صاحب ہیں۔ وہی عمران صاحب جنہیں تم ملنے کی دل میں حسرت لئے بیٹھے ہو“...... این ٹی نے پہلے عمران سے احمد شہزاد اور پھر احمد شہزاد سے عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا تو احمد شہزاد عمران کو دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا اور پھر وہ عمران کو یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع ہو گیا جیسے وہ عمران کی شکل میں دنیا کا پہلا انسان دیکھ رہا ہو۔

”ارے باپ رے۔ تم تو میری طرف یوں دیکھ رہے ہو جیسے میرے سر پر سینگ ہوں یا پھر میری دم نکل آئی ہو“...... اسے اپنی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا پا کر عمران نے بوکھلانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر احمد شہزاد ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ۔ آپ عمران صاحب ہیں۔ کک کک۔ کیا یہ سچ ہے۔ کیا واقعی آپ عمران صاحب ہیں۔ پاکیشیا کے علی عمران صاحب"...... احمد شہزاد نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا میں میرے نام کے نجانے کتنے علی عمران ہوں۔ اب مجھے کیا معلوم کہ تم کس علی عمران کا پوچھ رہے ہو"...... عمران نے کہا تو احمد شہزاد بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا احمد شہزاد تیزی سے آگے بڑھا اور عمران سے یوں لپٹ گیا جیسے ننھا بچہ اپنے باپ کو دیکھ کر اس سے بے اختیار لپٹ جاتا ہے۔

"ارے ارے۔ کیا کر رہے ہو۔ میں سنگل پسلی انسان ہوں بھائی۔ میری پسلیاں پلاسٹک کی ہیں۔ تم نے مزید ذرا سا بھی زور لگایا تو یہ ٹوٹ کر بکھر جائیں گی"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور احمد شہزاد ہنستا ہوا اس سے الگ ہو گیا۔

"آپ نہیں جانتے عمران صاحب۔ میں کب سے آپ سے ملنے کی حسرت دل میں لئے بیٹھا تھا۔ آج اچانک آپ کو اپنے سامنے دیکھ کر مجھے اس قدر خوشی ہو رہی ہے کہ آپ کو کیا بتاؤں۔ میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں اسی طرح سے آپ سے لپٹا رہوں۔ آپ میرے بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے ہیرو ہیں اور آپ جیسے ہیرو سے ملنے اور آپ کو ایک نظر دیکھنے کے لئے نجانے کون کون بے تاب ہو گا۔ یہ میری زندگی کا سب سے خوش نصیب دن

ہے جو آپ میرے سامنے کھڑے ہیں"...... احمد شہزاد نے بڑے مخلصانہ لہجے میں کہا۔

"صرف میں ہی نہیں۔ میرے ساتھ میری مسز بھی موجود ہے۔ اسے دیکھ کر تمہیں کوئی خوشی نہیں ہوئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

"کیوں نہیں۔ مجھے ان سے بھی مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ لیکن میں نے تو سنا ہے کہ آپ نے شادی ہی نہیں کی پھر یہ مسز"۔ احمد شہزاد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں مستقبل کی بات کر رہا ہوں۔ مستقبل میں کوئی تو ہو گی تمہاری بھابھی۔ اس وقت یہ تمہارے سامنے ہے اس لئے وقتی طور پر تم اسے ہی اپنی بھابھی تسلیم کر لو۔ ویسے بھی یہ میک اپ میں ہے۔ آئندہ کوئی اور تمہارے سامنے آئی تو تمہیں کیسے پتہ چلے گا یہ وہی ہے یا کوئی اور"...... عمران نے جولیا کی جانب کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے جبکہ این ٹی اور احمد شہزاد بے اختیار ہنسنا شروع ہو گئے۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر جناب۔ آپ کہتے ہیں تو میں انہیں بھابھی تسلیم کر لیتا ہوں لیکن اس صورت میں اگر بھابھی کو بھابھی کہنے پر اعتراض نہ ہو تو"...... احمد شہزاد نے کہا تو اس کے خوبصورت جواب پر عمران بے اختیار ہنسنے لگا۔

"اگر آپ آرام کرنا چاہیں تو یہاں بھی آپ کے آرام کا

بندوبست موجود ہے“...... این ٹی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں بھائی۔ آرام ہماری قسمت میں کہاں۔ ابھی ہم نے آرام کا سوچا ہی تھا کہ مہاراج شاگل اپنے لاؤ لشکر کے ہمراہ آن پہنچا تھا اور اس نے ہم سے حال و احوال جانے بغیر ہمیں اس دنیا سے سدھار جانے کا انتظام کر دیا تھا۔ اب اگر ہم نے آرام کا سوچا بھی تو وہ یہاں بھی پہنچ جائے گا اور ہر بار قسمت ساتھ نہیں دیتی کہ اگلی بار بھی ہم شاگل کے پاگل پن سے بچ جائیں“۔ عمران نے کہا

”تو پھر کیا کرنا ہے“...... این ٹی نے پوچھا۔

”میں نے تمہیں جزیرہ کالینڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا تھا“...... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ میں نے اپنے ایک سپر ایجنٹ کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے۔ جلد ہی وہ رپورٹ دے دے گا۔ جیسے ہی وہ رپورٹ دے گا میں آپ کو بتا دوں گا“...... این ٹی نے جواب دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور بات کرتے اسی لمحے اچانک سیل فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔ یہ گھنٹی این ٹی کی جیب میں موجود سیل فون کی تھی۔ این ٹی نے چونک کر جیب سے سیل فون نکالا اور اس کا ڈسپلے دیکھنا شروع ہو گیا۔

”ٹرانسمیٹر کال ہے۔ ایک منٹ میں چیک کر لوں“...... این ٹی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ این ٹی نے سیل فون آف کیا اور پھر سیل فون کو جدید ٹرانسمیٹر میں بدلنے کے لئے

کوڈنگ کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں اس کا سیل فون ایک جدید اور لانگ رینج ٹرانسمیٹر میں بدل چکا تھا۔

جیسے ہی این ٹی نے ٹرانسمیٹر آن کیا اس سے سیٹی کی آواز نکلنا شروع ہو گئی۔ این ٹی نے ایک بٹن پریس کیا تو سیٹی کی آواز بند ہو گئی اور ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ جسے سن کر عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی جبکہ جولیا یہ آواز سن کر چونک پڑی۔

”ہیلو ہیلو۔ پی ایس ایس تھری کالنگ۔ ہیلو۔ اوور“...... آواز صفدر کی تھی جسے عمران اور جولیا نے بخوبی پہچان لیا تھا۔

”یس این ٹی اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... این ٹی نے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مسٹر این ٹی۔ پی ایس ایس کے تین نمائندے سپیشل میٹنگ کے لئے پہنچ چکے ہیں۔ انہیں جلد سے جلد میٹنگ پوائنٹ تک پہنچانے کی ذمہ داری آپ کی ہے۔ اوور“...... صفدر نے کہا۔ اس سے پہلے کہ این ٹی اسے کوئی جواب دیتا عمران نے اشارہ کیا تو این ٹی نے اثبات میں سر ہلا کر ٹرانسمیٹر عمران کو دے دیا۔

”مکرمی محترمی جناب پی ایس ایس تھری میں اے آئی ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں۔ آپ اور آپ کے قابل محترم ساتھی کہاں ہیں۔ اوور“۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔ صفدر کی پی ایس ایس سے مراد پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تھا جبکہ عمران نے اپنے علی عمران

کے نام کا مخفف اے آئی کہا تھا۔

"اوہ۔ آپ۔ گڈ۔ ہم یہاں پہنچ چکے ہیں اور مشکل راستوں کو عبور کرتے ہوئے دارالحکومت میں آ گئے ہیں۔ ہمیں آپ نے جہاں پہنچنے کے لئے کہا تھا اس کے بارے میں ہمیں پتہ چلا ہے کہ اس میٹنگ روم کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اسی لئے مجھے مجبوراً این ٹی سے بات کرنی پڑی ہے۔ اوور"...... صفدر نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ صفدر اور اس کے ساتھی این ٹی کے پوائنٹ تھری پر پہنچے تھے جو اب تباہ ہو چکا تھا۔ اس نے ان تینوں کو این ٹی کے پوائنٹ تھری پر ہی پہنچنے کی ہدایات دی تھیں۔

"ٹھیک ہے۔ تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"ہم ایرس روڈ کے کنارے پر موجود ہیں۔ اوور"۔ صفدر نے کہا

"پیدل ہو یا کسی گدھا گاڑی پر سوار ہو۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"پیدل ہی ہیں۔ اوور"...... صفدر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم تینوں ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر ایرس روڈ کی طرف چلے آؤ۔ این ٹی تمہیں وہاں سے خود ہی لے آئے گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر۔ میں سمجھا نہیں۔ اوور"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم تینوں کو این ٹی اسی طرح پہچان سکتا ہے ورنہ وہ ایرس روڈ پر کس کس کو چیک کرتا پھرے گا کہ پی ایس ایس تھری کون ہیں۔ اوور"...... عمران نے کہا تو این ٹی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"اوکے۔ اوور"...... صفدر نے جیسے لاچارگی کے عالم میں کہا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"لو بھائی این ٹی۔ اب انہیں یہاں لانا تمہارا کام ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم انہیں پہچان ہی لو گے"...... عمران نے سیل فون این ٹی کو واپس کرتے ہوئے کہا۔

"نہ پہچان سکا تو جن تین افراد نے ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال رکھے ہوں گے انہیں اٹھا لاؤں گا"...... این ٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دھیان رکھنا وہ مرد ہی ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ تم تین لڑکیوں کو دیکھو جو ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر چل رہی ہوں اور تم انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ممبران سمجھ کر اٹھا لاؤ"...... عمران نے کہا تو این ٹی بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں اتنا بھی احمق نہیں ہوں"...... این ٹی نے مسکرا کر کہا۔

"جتنے بھی ہو۔ ہو تو سہی"...... عمران نے کہا اور این ٹی بے اختیار جھینپ کر رہ گیا۔

"باس اگر اجازت دیں تو میں انہیں یہاں لے آؤں"...... احمد شہزاد نے کہا۔

"تم انہیں کیسے پہچانو گے۔ میں تو انہیں جانتا ہوں۔ وہ جس روپ میں بھی ہوئے میں انہیں پہچان لوں گا"...... این ٹی نے کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ ٹھیک ہے۔ آپ جائیں تب تک میں عمران صاحب اور بھابھی کی خدمت کرتا ہوں"...... احمد شہزاد نے کہا تو بھابھی کا سن کر عمران بے اختیار مسکرا دیا جبکہ جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

"میری خدمت بعد میں کر لینا۔ اپنی بھابھی کی خدمت کرلو یہی کافی ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنا شروع ہوگئی۔ وہ این ٹی اور اس کے ساتھیوں کی موجودگی میں عمران کو کوئی جواب نہیں دے رہی تھی ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ عمران کی درگت بنا کر رکھ دے۔

"ٹھیک ہے۔ جیسا آپ کا حکم۔ بتائیں بھابھی۔ میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں"...... احمد شہزاد نے کہا۔

"نہیں بھائی۔ مجھے کسی خدمت کی ضرورت نہیں ہے"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"لو۔ اسے تو تمہاری خدمت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ایسا کرو کہ تم میری ہی خدمت کرلو"...... عمران نے کہا۔

"حکم فرمائیں"...... احمد شہزاد نے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے سر پر تیل کی مالش کر سکتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"تیل کی مالش۔ کیا مطلب"۔ احمد شہزاد نے حیران ہو کر کہا۔

"مطلب کیوں پوچھ رہے ہو۔ تمہیں سر پر تیل کی مالش کرنے کا پتہ نہیں ہے کیا"...... عمران نے کہا۔

"پتہ ہے لیکن"...... احمد شہزاد نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کی جانب ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے یہ جاننے کی کوشش کر رہا ہو کہ عمران سنجیدہ ہے یا اس سے مذاق کر رہا ہے۔

"میرے سر سے زیادہ تمہارے اپنے سر میں خشکی ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہماری خدمت چھوڑو اور سب سے پہلے اپنے سر پر تیل کی مالش کرا لو تاکہ تمہیں خشکی کی وجہ سے سر نہ کھجانا پڑے"۔ عمران نے کہا تو احمد شہزاد جھینپ کر ہنسنا شروع ہو گیا۔

"میں آپ کے ساتھیوں کو لے آتا ہوں"...... این ٹی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور این ٹی تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

اگلے ایک گھنٹے میں وہ ایک بند ویگن میں صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو لے کر وہاں پہنچ گیا۔ ان تینوں کو دیکھ کر جولیا بے حد خوش ہو رہی تھی۔ انہوں نے عمران سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ سب ایک کمرے میں بیٹھ کر اپنے اپنے ساتھ پیش آئے ہوئے حالات کے بارے میں ایک دوسرے کو تفصیل بتانے لگے۔

"اس بار شاگل ضرورت سے زیادہ ہی ایکٹیو ہے۔ اس نے پورے ملک میں اپنی فورس کا جال پھیلا رکھا ہے۔ اسی لئے ہمیں قدم قدم پر اس کا اور اس کی فورس کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے"۔ صفدر

نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اس کے باوجود ہم اس کے ہاتھوں بچ نکلے ہیں۔ وہ اس بار ہمیں زندہ پکڑنے کی بجائے ہلاک کرنے کے درپے ہے۔ اس نے ہماری رہائش گاہ پر بلیک بلاسٹرز فائر کئے تھے۔ اگر رہائش گاہ کے نیچے کنکریٹ سے بنی ہوئی سرنگ نہ ہوتی تو شاید ہی ہم وہاں سے زندہ بچ کر نکل سکتے تھے“...... جولیا نے کہا۔

”کچھ بھی ہو ہم شاگل اور اس کی فورس کو چکمہ دے کر کافرستان داخل ہونے میں تو کامیاب ہو ہی گئے ہیں۔ ہماری یہ کامیابی بھی کم نہیں ہے۔ اب ہمیں یہاں سے نکل کر اس جزیرے پر جانا ہے جہاں کافرستان ہاٹ گن نامی اسلحہ ساز فیکٹری تیار کر رہا ہے“...... تنویر نے کہا۔

”ہاں اور اب تک عمران صاحب نے اس جزیرے کے بارے میں معلومات حاصل کر ہی لی ہوں گی۔ کیوں عمران صاحب“۔ کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو ایک طرف خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”میں نے اس سلسلے میں اپنے ساتھیوں کی ڈیوٹیاں لگا رکھی ہیں۔ جلد ہی ہمیں جزیرے کے بارے میں ساری معلومات مل جائے گی“...... عمران کی بجائے اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے این ٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس بار تمہارے ساتھی ضرورت سے زیادہ ہی غیر ذمہ داری کا

ثبوت دے رہے ہیں۔ ابھی تک تمہیں ان کی طرف سے کوئی رپورٹ ہی نہیں ملی ہے“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے انہیں ہدایات دی تھیں کہ وہ مجھے تب تک کال نہ کریں جب تک انہیں جزیرے کے بارے میں مکمل طور پر معلومات نہیں مل جاتیں“...... این ٹی نے کہا۔ اسی لمحے اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور احمد دوڑتا ہوا اندر آ گیا۔ اسے اس طرح دوڑ کر اندر آتے دیکھ کر وہ سب بری طرح سے چونک پڑے۔

”ہم سب خطرے میں ہیں باس۔ سیکرٹ سروس یہاں بھی پہنچ گئی ہے اور انہوں نے ہماری رہائش گاہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے“...... احمد شہزاد نے بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر این ٹی اور عمران اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

”اوہ۔ یہ سیکرٹ سروس تو اس بار واقعی ضرورت سے زیادہ ہی تیزی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ اتنی جلدی وہ یہاں کیسے پہنچ گئی“۔ این ٹی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”غلطی ہم سے ہوئی ہے پیارے۔ ہمیں یہاں نہیں رکنا چاہئے تھا۔ جس سرنگ سے نکل کر ہم یہاں آئے ہیں۔ انہیں جلد یا بدیر اس سرنگ کا پتہ لگ ہی جانا تھا۔ سرنگ کا اختتام اسی رہائش گاہ میں ہوتا ہے۔ ہمیں یہاں آتے ہی کسی اور طرف نکل جانا چاہئے تھا لیکن ہم نے اس پر توجہ ہی نہیں دی تھی“...... عمران نے ہونٹ

کاٹتے ہوئے کہا۔

''لیکن سرنگ تو انتہائی گہرائی میں تھی۔ انہیں سرنگ کا کیسے پتہ چل گیا''...... این ٹی نے اسی انداز میں کہا۔

''اس جدید سائنسی دور میں گہرائی میں چھپے ہوئے خزانوں کا بھی پتہ لگایا جا سکتا ہے اور تم سرنگ کی بات کر رہے ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اگر شاگل نے یہاں بھی بلیک بلاسٹرز فائر کر دیئے تو''...... جولیا نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے مس۔ اس رہائش گاہ میں پہلی رہائش گاہ سے کہیں زیادہ فول پروف حفاظتی سسٹم موجود ہیں۔ اس رہائش گاہ پر بلیک بلاسٹرز تو کیا اگر ایٹم بم بھی برسا دیئے جائیں تو اس رہائش گاہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ میں نے اس رہائش گاہ کے تمام حفاظتی سسٹم آن کر دیئے ہیں''...... احمد شہزاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کچھ بھی ہو۔ فورس اگر اندر آ گئی تو ہمیں خواہ مخواہ ان کا مقابلہ کر کے اپنا وقت برباد کرنا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''جس طرح آپ دوسری رہائش گاہ سے ایک سرنگ کے راستے نکل کر یہاں آئے تھے۔ اسی طرح کیا ہم کسی اور سرنگ کے راستے کسی دوسری جگہ نہیں جا سکتے ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس رہائش گاہ میں اور کوئی سرنگ موجود نہیں ہے۔

البتہ ہم فورس سے بچنے کے لئے دوبارہ اسی سرنگ میں جا سکتے ہیں جس سے ہم یہاں آئے تھے۔ سرنگ میں داخل ہو کر اگر ہم اسے سیلڈ کر دیں تو فورس کسی بھی صورت میں اس سرنگ میں داخل نہیں ہو سکے گی''...... این ٹی نے کہا۔

''اور تمہارا اس رہائش گاہ میں موجود سیٹ اپ۔ اس کا کیا ہو گا''...... عمران نے پوچھا۔

''یہاں موونگ سسٹم ہے عمران صاحب۔ اس رہائش گاہ کی تمام مشینیں اور کنٹرول سسٹم اس سرنگ کے اوپر ہی موجود ہیں۔ ہم کنٹرول روم سمیت اس سرنگ میں اتر سکتے ہیں۔ اس کے بعد فورس اگر اندر بھی آ جائے تو انہیں اس بات کا کبھی علم ہی نہیں ہو گا کہ یہاں کوئی کنٹرول سسٹم لگا ہوا تھا۔ انہیں یہ ساری رہائش گاہ خالی ہی ملے گی''...... احمد شہزاد نے جواب دیا۔

''لیکن انہیں سرنگ کا تو پتہ چل ہی گیا ہے۔ رہائش گاہ خالی ملنے پر وہ اپنا سارا زور اس سرنگ کو کھودنے پر لگا دیں گے اور پھر سرنگ تاریک ہے۔ وہاں سے نکلنے کے لئے ہمیں بھی تو کسی راستے کی ضرورت پڑے گی۔ اس طرف سرنگ سیلڈ ہو گی تو دوسری طرف بھی عمارت تباہ ہونے کی وجہ سے سرنگ کا راستہ بند ہو چکا ہے۔ ہم اس سرنگ سے نکلیں گے کیسے''...... عمران نے کہا۔

''سرنگ میں ایک ایمرجنسی وے ہے۔ ہم اس وے سے باہر نکل جائیں گے''...... احمد شہزاد نے کہا تو این ٹی بے اختیار چونک

پڑا۔

"کیا مطلب۔ سرنگ میں دوسرا ایمر جنسی وے کہاں سے آ گیا۔ اس سرنگ کے تو دو وے تھے جو پوائنٹ تھری اور پوائنٹ فور میں کھلتے تھے".....این ٹی نے کہا۔

"نو باس۔ میں نے احتیاط کی خاطر چند ماہ قبل اس سرنگ میں ایک اور ایمر جنسی وے بنوا لیا تھا۔ یہ وے مختصر ہے اور اس وے سے ہم زمین کے نیچے موجود گٹر لائنوں کے مین پائپوں میں جا سکتے ہیں جہاں سے ہم شہر کے کسی بھی علاقے میں پہنچ سکتے ہیں۔ یہ پائپ زمین کے نیچے دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں اور اتنے بڑے ہیں کہ ہم ان میں اطمینان سے چل سکتے ہیں".....احمد شہزاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ ان گٹر لائنوں کے راستے تو ہم کہیں بھی جا سکتے ہیں۔ اگر ہمیں گیس ماسک مل جائیں تو ہم دیر تک گٹر لائنوں میں بھی سفر کر سکتے ہیں".....عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میرے پاس گیس ماسکس کا بھی انتظام ہے۔ آپ سرنگ کی طرف چلیں۔ میں باقی ساتھیوں کو اور ماسکس لے کر چند لمحوں میں وہاں پہنچ جاتا ہوں".....احمد شہزاد نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر احمد شہزاد تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"چلو۔ ہم سب سرنگ میں چلتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں

سوچتے رہ جائیں اور شاگل یہاں ہلہ بول دے".....عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ تیزی سے کمرے سے نکلنے کے لئے دروازے کی جانب بڑھے۔ ابھی وہ دروازے کی طرف بڑھے ہی تھے کہ اسی لمحے انہیں باہر زور دار دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ دھماکوں کی آوازیں سن کر وہ ٹھٹک گئے۔

"لگتا ہے انہوں نے رہائش گاہ پر میزائل برسانے شروع کر دیئے ہیں۔ چلو۔ چلو۔ جلدی چلو یہاں سے".....عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اس نے ابھی اپنا قدم آگے بڑھایا ہی تھا کہ اچانک اسے تیز اور انتہائی ناگوار بو کا احساس ہوا۔ اس نے بو کا احساس ہوتے ہی سانس روکنے کی کوشش کی لیکن دیر ہو چکی تھی۔ بو اس کے دماغ تک پہنچ گئی تھی۔ دوسرے لمحے عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے اچانک اس کے جسم سے جان ہی نکل گئی ہو۔ وہ اپنی جگہ ساکت ہو کر رہ گیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر اسے پتھر کا بت بنا دیا ہو۔ جو نہ بول سکتا تھا اور نہ اپنی جگہ سے حرکت کر سکتا تھا۔

عمران ہوش میں تھا۔ اس کی آنکھیں اور کان کھلے ہوئے تھے۔ وہ دیکھ اور سن سکتا تھا لیکن اس کا باقی جسم مکمل طور پر مفلوج ہو گیا تھا۔ یہی حال اس کے ساتھیوں کا ہوا تھا۔ جو جہاں تھا وہیں ساکت ہو کر رہ گیا تھا۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک عمارت بھاری بوٹوں کی آوازوں سے گونجنا شروع ہو گئی۔

Downloaded from https://paksociety.com

بھاری بوٹوں کی آوازیں سن کر عمران کا دل دھک سے رہ گیا۔ شاگل کی فورس نے رہائش گاہ میں اس بار تباہ کن بموں یا میزائلوں کا استعمال نہیں کیا تھا۔ انہوں نے رہائش گاہ پر انتہائی زود اثر گیس فائر کی تھی جس سے عمران اور اس کے ساتھی فوراً ہی ساکت ہو گئے تھے۔ گیس بم برساتے ہی فورس رہائش گاہ میں پہنچ گئی تھی اور اب وہ کسی بھی لمحے یہاں آ سکتی تھی۔

عمران اور اس کے ساتھی بت بنے کھڑے تھے۔ وہ اس حالت میں اس فورس سے بچنے کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ فورس موت بن کر رہائش گاہ میں داخل ہو چکی تھی اور کسی بھی لمحے اس کمرے میں پہنچ کر وہ انہیں موت کے گھاٹ اتار سکتی تھی۔ اس بار عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے واقعی شاگل کا برسوں پرانا خواب پورا ہونے والا ہو کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو جب بھی ہلاک کرے گا اپنے ہاتھوں سے ہی ہلاک کرے گا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور سیاہ لباسوں والے بے شمار مسلح افراد تیزی سے کمرے میں داخل ہوتے دکھائی دیئے۔ مسلح افراد نے گیس ماسک لگا رکھے تھے۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے ان کے گرد پھیلتے چلے گئے۔

حصہ اول ختم شد

53B
عمران سیریز نمبر

گریٹ سرکل

حصہ دوم

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی

---------- محمد علی قریشی

ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی

طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

شاگل انتہائی بے چینی سے میجر شرما کی کال کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے میجر شرما کو ہدایات دی تھیں کہ جس رہائش گاہ پر انہوں نے بلیک بلاسٹرز فائر کئے تھے وہاں کی چیکنگ کرا کر وہ ملبے سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی جلی ہوئی ہڈیاں برآمد کرائے اور پھر وہ ان ہڈیوں کا ڈی این اے ٹیسٹ کرائے جس سے پتہ چل سکے کہ ہلاک ہونے والوں میں واقعی عمران شامل تھا یا نہیں۔

رہائش گاہ کے ساتھ ساتھ شاگل نے میجر شرما کو اس مقام سے بھی ان تین پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں یا ان کے ٹکڑے تلاش کرنے کا بھی حکم دیا تھا جن سے فاسٹ فورس ٹکرائی تھی۔ لیکن تین گھنٹوں سے زیادہ وقت گزر گیا تھا۔ میجر شرما نے اسے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی تھی اور شاگل غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ وہ جلد سے جلد عمران اور اس کے ساتھیوں کے ڈی این اے کی

رپورٹ پریذیڈنسی لے جانا چاہتا تھا تاکہ وہ رپورٹ دکھا کر پریذیڈنٹ صاحب کو اس بات کا یقین دلا سکے کہ اس نے اس بار واقعی ہارڈ ٹارگٹ عمران کو ہٹ کر دیا ہے۔

"ہونہہ۔ کہاں مر گیا ہے یہ نانسنس۔ اس نے ابھی تک کوئی رپورٹ کیوں نہیں دی۔ کیا کرتا پھر رہا ہے نانسنس۔ اس احمق سے کوئی کام بھی ڈھنگ سے نہیں ہوتا۔ نانسنس"...... شاگل نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر کی سیٹی بجی تو اس نے جھپٹ کر میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز آنا بند ہوگئی۔

"ہیلو ہیلو۔ میجر شرما کالنگ۔ ہیلو۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی میجر شرما کی آواز سنائی دی۔

"شاگل سپیکنگ دِس اینڈ کہاں مر گئے ہو تم نانسنس۔ میں کب سے تمہاری کال کا انتظار کر رہا ہوں۔ اوور"...... شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔

"سس سس۔ سوری چیف۔ میں اس رہائش گاہ کا ملبہ ہٹانے کا کام کرا رہا تھا۔ اوور"...... میجر شرما نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ کیا ہوا ہے۔ ملی ان کی لاشیں۔ اوور"...... شاگل نے اسی انداز میں کہا۔

"نو چیف۔ میں نے سارے کا سارا ملبہ ہٹا لیا ہے لیکن ملبے کے نیچے کسی ایک کی بھی لاش نہیں ہے۔ اوور"...... میجر شرما نے کہا

تو شاگل بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں میں شدید حیرت اور غصہ ابھر آیا۔

"یہ تم کیا بک رہے ہو نانسنس۔ تم نے کمپیوٹرائزڈ سسٹم سے خود چیک کیا تھا۔ بلیک بلاسٹرز فائر کرنے سے پہلے تمہیں رہائش گاہ میں ایک نہیں کئی افراد دکھائی دیئے تھے۔ پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ملبے کے نیچے سے تمہیں ایک بھی لاش نہیں ملی ہے۔ نانسنس۔ اوور"۔ شاگل نے غصے سے دہاڑتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ میں خود بھی حیران ہوں۔ میں نے انہیں باقاعدہ رہائش گاہ میں چیک کیا تھا۔ رہائش گاہ میں آٹھ افراد موجود تھے۔ میں نے خاص طور پر ان جگہوں کی کھدائی کرائی ہے جہاں کمپیوٹرائزڈ مشین میں مجھے ان کی موجودگی کا پتہ چلا تھا لیکن حیرت کی بات ہے کہ ان تمام جگہوں پر کسی ایک کی بھی لاش یا لاش کے ٹکڑے نہیں ہیں۔ اوور"...... میجر شرما نے کہا۔

"یہ سب کیسے ممکن ہے نانسنس۔ اگر سب رہائش گاہ میں موجود تھے تو ان کی لاشیں یا کم از کم ان کی لاشوں کے ٹکڑے تو ملنے چاہئیں تھے۔ کہاں گئیں ان کی لاشیں۔ نانسنس۔ اوور"۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"میں کوشش کر رہا ہوں جناب۔ میں نے انسانی اعضاؤں کو تلاش کرنے والا باڈی سرچر بھی منگوایا ہے لیکن باڈی سرچر کے مطابق اس ملبے میں نہ تو کوئی لاش ہے اور نہ ہی کسی لاش کا کوئی

ٹکڑا۔ اوور“ ...... میجر شرما نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو شاگل کے چہرے پر سچ مچ حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے میجر شرما کی کمپیوٹرائزڈ مشین سے خود رہائش گاہ میں موجود افراد کو چیک کیا تھا۔ انہیں موجود پا کر ہی اس نے رہائش گاہ پر بلیک بلاسٹرز فائر کئے تھے۔ وہاں اگر ان کی لاشیں نہیں تھیں تو کم از کم ان کی لاشوں کے ٹکڑے تو ملنے ہی چاہئیں تھے لیکن میجر شرما بتا رہا تھا کہ باڈی سرچر کے مطابق اس ملبے تلے نہ تو کوئی لاش تھی اور نہ کسی لاش کا ٹکڑا۔

”حیرت ہے۔ بلیک بلاسٹرز نے اگر ان کی لاشیں جلا بھی دی ہوں تو تب بھی ان کی کوئی نہ کوئی جلی ہوئی لاش مل جانی چاہئے تھی لیکن تم کہہ رہے ہو کہ ملبے کے نیچے ایک بھی لاش نہیں ہے۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔ بلیک بلاسٹرز فائر ہونے سے ایک لمحہ پہلے تو وہ سب انہی جگہوں پر موجود تھے جہاں انہیں مارک کیا گیا تھا پھر کہاں گئیں ان سب کی لاشیں۔ اوور“ ...... شاگل نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”میں دوسرے پوائنٹس چیک کر رہا ہوں چیف۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بلیک بلاسٹرز فائر ہونے سے پہلے کسی ایسے تہہ خانے میں چلے گئے ہوں جو ہماری نظروں میں نہ آیا ہو اور وہ بلیک بلاسٹرز سے وہیں ہلاک ہو گئے ہوں۔ اوور“ ...... میجر شرما نے کہا۔

”جلدی چیک کراؤ نانسنس۔ تمہاری اس بات نے مجھے تشویش

میں مبتلا کر دیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ابھی زندہ ہیں۔ اگر ان کی وہاں کوئی لاش نہیں ملی تو اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ یا تو کسی خفیہ اور محفوظ تہہ خانے میں منتقل ہو گئے تھے یا پھر کسی خفیہ سرنگ کے راستے بلاسٹنگ سے پہلے ہی وہاں سے نکل گئے تھے۔ اوور“ ...... شاگل نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں چیف۔ میں اپنے ساتھ کرومیٹر بھی لایا ہوں۔ اس میٹر کی مدد سے میں زمین کی تہوں میں بنی ہوئی خفیہ سرنگوں کو بھی آسانی سے تلاش کر سکتا ہوں۔ میں اس میٹر سے ارد گرد کا علاقہ چیک کرا رہا ہوں۔ اگر یہاں کوئی خفیہ سرنگ ہوئی تو اس کا کرومیٹر سے پتہ چل جائے گا۔ اوور“ ...... میجر شرما نے کہا۔

”ہونہہ۔ اور ویسٹ زون میں جو پاکیشیائی ایجنٹ موجود تھے کیا ان کی بھی کوئی لاش نہیں ملی ہے۔ اوور“ ...... شاگل نے کہا۔

”نو چیف۔ میری فاسٹ گروپ کے انچارج سے ابھی چند لمحے قبل بات ہوئی ہے۔ وہ اپنی فورس کے ساتھ خود ویسٹ زون اس مقام پر موجود ہے لیکن اسے ابھی تک وہاں بھی کوئی لاش نہیں ملی ہے۔ اوور“۔ میجر شرما نے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ یہ ہو کیا رہا ہے نانسنس۔ میں جنہیں حتمی موت کی نیند سلا چکا ہوں۔ ان کی بھی لاشوں کا پتہ نہیں چل رہا ہے اور جن ایجنٹوں کو فاسٹ گروپ نے ہلاک کیا تھا ان کی لاشیں بھی غائب ہیں۔ لگتا ہے عمران اور اس کے ساتھی ایک بار پھر ہمارے ہاتھوں

یقینی موت سے بچ نکلے ہیں۔ وہ انسان نہیں سچ مچ بدروحیں ہیں۔ خوفناک بدروحیں جنہیں موت ہی نہیں آتی۔ نانسنس۔ اوور''۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ایک منٹ چیف۔ میرا ایک ساتھی مجھے کچھ بتا رہا ہے۔ اوور''...... اچانک میجر شرما نے کہا تو شاگل نے غصے سے جبڑے بھینچ لئے۔

''ہیلو ہیلو۔ چیف کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں۔ اوور''۔ چندلمحوں کے بعد میجر شرما کی تشویش زدہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ بولو۔ میں تمہاری آواز سن رہا ہوں۔ بولو۔ کیا معلوم ہوا ہے۔ ملی کسی کی لاش۔ اوور''...... شاگل نے بے چین لہجے میں کہا۔

''نو چیف۔ لاش تو نہیں ملی ہے لیکن کرومیٹر سے تباہ ہونے والی عمارت کے شمال میں ہمیں ایک سرنگ کا پتہ چلا ہے۔ یہ سرنگ کنکریٹ کی بنی ہوئی ہے۔ اوور''...... میجر شرما نے کہا تو شاگل بری طرح سے اچھل پڑا۔

''سرنگ۔ اوہ۔ تو وہ بلاسٹنگ سے پہلے اس سرنگ سے نکل گئے ہیں۔ کتنی لمبی ہے وہ سرنگ اور کہاں تک جا رہی ہے۔ اوور''۔ شاگل نے اسی انداز میں کہا۔

''میں سرچ کر رہا ہوں چیف۔ ابھی کچھ ہی دیر میں آپ کو میں بتا دوں گا کہ سرنگ کتنی طویل ہے اور اس کا اختتام کہاں ہوتا ہے۔ اوور''...... میجر شرما نے کہا۔

''جلدی بتاؤ نانسنس۔ میں بار بار تمہارے انتظار میں یہاں بیٹھا نہیں رہ سکتا۔ اوور''...... شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ آپ مجھے دس منٹ دیں۔ میں دس منٹ بعد آپ کو خود کال کرتا ہوں۔ اوور''...... میجر شرما نے کہا۔

''او کے۔ میں تمہاری کال کا ہی منتظر ہوں۔ اوور اینڈ آل''۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور اس نے کال منقطع کر دی۔ ملبے کے نیچے سے لاشیں نہ ملنے کا اور کنکریٹ سے بنی ہوئی سرنگ کے انکشاف نے شاگل کے چہرے پر انتہائی پریشانی طاری کر دی تھی۔ اس نے ٹرانسمیٹر میز پر رکھا اور غصے اور پریشانی کے عالم میں اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔ لاشیں نہ ملنے اور سرنگ کے دستیاب ہونے سے یہ واضح ہو گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی بلیک بلاسٹرز کا شکار نہیں بنے تھے اور وہ سرنگ کے راستے وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

''ہونہہ۔ آخر تم کس مٹی کے بنے ہوئے ہو نانسنس عمران۔ تمہیں آخر موت کیوں نہیں آتی۔ جب تک تم مرو گے نہیں مجھے سکون نہیں آئے گا اور اس بار میں جب تک تمہیں ہلاک کر کے تمہاری لاش کے اپنے ہاتھوں ٹکڑے نہیں اُڑا دیتا اس وقت تک میں چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ تمہیں اس بار میرے ہاتھوں مرنا ہی ہو گا۔ ہر صورت میں۔ ہر حال میں''...... شاگل نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔ دس منٹ کے بعد دوبارہ ٹرانسمیٹر کی سیٹی

بج اٹھی تو شاگل نے جھپٹ کر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسری جانب سے میجر شرما کال دے رہا تھا۔

''شاگل ہیئر ۔ اوور'' ...... میجر شرما کی آواز سنتے ہی شاگل نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ سرنگ دو میٹر طویل ہے اور اس کا اختتام ناتن کالونی کی ایک رہائش گاہ میں ہوتا ہے۔ اوور'' ...... میجر شرما نے کہا۔

''کس کی رہائش گاہ ہے یہ۔ اوور'' ...... شاگل نے پوچھا۔

''یہ رہائش گاہ سیٹھ کشور داس کی ہے۔ اوور'' ...... میجر شرما نے جواب دیا۔

''تم نے چیک کیا ہے۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی پہلی رہائش گاہ سے نکل کر اس نئی رہائش گاہ میں آئے ہیں۔ اوور'' ...... شاگل نے پوچھا۔

''یس چیف۔ میں نے اس رہائش گاہ کو بھی گھیرے میں لے لیا ہے اور میں نے اس بار چیک کر لیا ہے۔ اس رہائش گاہ کے نیچے تہہ خانے تو ہیں لیکن یہاں سے نکلنے کا کوئی اور خفیہ راستہ نہیں ہے۔ اوور'' ...... میجر شرما نے کہا۔

''کتنے افراد ہیں رہائش گاہ میں۔ اوور'' ...... شاگل نے پوچھا۔

''نو افراد ہیں چیف اور ابھی کچھ دیر پہلے یہاں ایک بند ویگن آئی تھی۔ اس میں چار افراد موجود تھے۔ میں نے وائٹ فریم سے ویگن میں موجود افراد کی تصاویر بنا لیں ہیں۔ ان میں سے تین افراد

کے حلیئے ایسے ہیں جن کے بارے میں ویسٹ زون سے پتہ چلا تھا کہ وہ فاسٹ گروپ کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں۔ اوور''۔ میجر شرما نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ تو وہ تینوں بھی بچ کر یہاں آ گئے ہیں۔ اوور''۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ ان سب کو ملا کر رہائش گاہ میں اس وقت تیرہ افراد موجود ہیں۔ اوور'' ...... میجر شرما نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تم اس رہائش گاہ پر سٹار شیل فائر کرو اور ان سب کو بے ہوش کر دو۔ اس بار میں انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہوتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں انہیں ہلاک کر کے خود اپنے ہاتھوں سے ان کی لاشوں کے ٹکڑے کروں گا۔ اوور''۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''لیکن چیف ......'' میجر شرما نے کچھ کہنا چاہا۔

''میں جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو نانسنس۔ ان کی موت یقینی ہے جو میرے ہاتھوں ہو گی صرف میرے ہاتھوں سمجھے تم نانسنس۔ اوور'' ...... شاگل نے دہاڑتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ اوور'' ...... میجر شرما نے سہم کر کہا۔

''ان سب کو بے ہوش کر کے کلپس سے باندھ دینا اور پھر انہیں وہاں سے اٹھا کر ہنڈرڈ پوائنٹ پر لے جانا۔ میں خود وہاں آ رہا ہوں اور آتے ہی میں انہیں موت کے گھاٹ اتاروں گا۔

اوور“...... شاگل نے کہا اور پھر اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ بلیک بلاسٹرز سے نہ صرف عمران اور اس کے ساتھی بلکہ ویسٹ زون میں فاسٹ گروپ کے حملے سے بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تین افراد بچ گئے تھے اور وہ تینوں بھی اس رہائش گاہ میں پہنچ گئے تھے جہاں ایک سرنگ کے راستے عمران فرار ہو کر پہنچا ہوا تھا۔

”اب تمہارا کھیل ختم ہو گیا ہے عمران۔ تم ہر بار موت کو غچہ دے کر نکل جاتے ہو لیکن اس بار تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ میں ہر حال میں اس بار تمہیں یقینی موت سے ہمکنار کروں گا چاہے اس کے لئے مجھے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے“...... شاگل نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور وہ ایک بار پھر میجر شرما کی کال کا انتظار کرنے لگا کیونکہ میجر شرما نے اسے یہ اطلاع دینی تھی کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوش کر دیا ہے اور ان سب کو باندھ کر اس نے ہنڈرڈ پوائنٹ پر پہنچا دیا ہے۔ جب میجر شرما ان سب کو ہنڈرڈ پوائنٹ پر پہنچا دے گا تو شاگل فوری طور پر وہاں پہنچ جائے گا اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کوئی موقع دیئے بغیر انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دے گا۔

احمد شہزاد تیزی سے بھاگتا ہوا کنٹرول روم میں آیا اور پھر وہ تیزی سے کنٹرول روم کے ملحقہ سٹور روم میں گھستا چلا گیا۔ سٹور روم میں داخل ہو کر اس نے وہاں سے گیس ماسکس اٹھانے شروع کر دیئے۔ ابھی وہ گیس ماسکس اٹھا ہی رہا تھا کہ اچانک اسے رہائش گاہ کے باہر زور دار دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔

دھماکوں کی آوازیں سنتے ہی احمد شہزاد بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس نے گیس ماسکس وہیں پھینکے اور تیزی سے سٹور روم سے نکل کر باہر آ گیا۔ سٹور روم سے باہر آتے ہی وہ تیزی سے ایک مشین کی طرف لپکا جس پر ایک بڑی سی سکرین لگی ہوئی تھی۔ اس سکرین پر اسے رہائش گاہ کے اندر اور باہر کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔

رہائش گاہ کے باہر سیاہ لباس والی سیکرٹ سروس کی فورس پھیلی

ہوئی تھی۔ رہائش گاہ کے برآمدے میں دو بڑے بڑے شیل گرے ہوئے تھے جن سے دھواں نکل رہا تھا۔ ان شیلز کو دیکھتے ہی احمد شہزاد بوکھلا گیا۔

''اوہ۔ انہوں نے رہائش گاہ میں تباہی پھیلانے والے بم اور میزائل استعمال کرنے کی بجائے یہاں سٹار شیل فائر کر دیئے ہیں''۔ احمد شہزاد نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔ اس نے تیزی سے مشین کے مختلف بٹن پریس کئے تو اچانک کنٹرول روم کا دروازہ ایئر ٹائٹ ہو گیا اور دیواروں پر ربڑ کی موٹی موٹی تہیں سی چڑھتی چلی گئیں۔ ان ربڑ کی دیواروں اور ایئر ٹائٹ دروازے کی وجہ سے برآمدے میں گرنے والے شیلز کا دھواں کنٹرول روم میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

''مجھے۔ جلد سے جلد باس این ٹی، عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کو یہاں بلا لینا چاہئے۔ اگر وہ سب سٹار شیلز کا شکار ہو گئے تو ان کے جسم مفلوج ہو جائیں گے اور وہ ذرا سی بھی حرکت کے قابل نہیں رہیں گے''...... احمد شہزاد نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا مگر پھر رک گیا۔

''اوہ۔ اب اگر میں کنٹرول روم سے باہر گیا تو میں بھی سٹار شیل کا شکار ہو جاؤں گا۔ میں کیا کروں''...... احمد شہزاد نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ پھر اسے کوئی خیال آیا تو وہ تیزی سے بھاگ کر دوبارہ سٹور روم میں گھس گیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ سٹور روم سے

نکلا تو اس کے چہرے پر گیس ماسک لگا ہوا تھا۔ وہ گیس ماسک پہن کر کنٹرول روم سے نکل کر اس کمرے تک جانا چاہتا تھا جہاں این ٹی، عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے لیکن جیسے ہی وہ کنٹرول روم میں آیا اور اس کی نظر سکرین پر پڑی تو اس کی پیشانی پر لاتعداد سلوٹیں پھیل گئیں اس نے رہائش گاہ کی دیواروں پر سیاہ لباس والے مسلح افراد کو چڑھتے اور رہائش گاہ میں داخل ہوتے دیکھا۔ سیاہ لباس والوں نے بھی گیس ماسکس لگا رکھے تھے اور وہ نہایت ماہرانہ انداز میں دیواروں سے کودتے ہوئے رہائش گاہ میں داخل ہو رہے تھے۔

''اوہ۔ یہ تو رہائش گاہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ اب میں کیا کروں''...... احمد شہزاد نے بڑبڑاتے ہوئے کہا پھر وہ مشین کے پاس آیا۔ اس نے مشین کے چند بٹن پریس کئے تو مشین پر لگی سکرین کا منظر یکلخت بدل گیا۔ اب سکرین پر اسے رہائش گاہ کا وہ کمرہ دکھائی دینے لگا جہاں این ٹی، عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے اور یہ دیکھ کر احمد شہزاد کے چہرے پر شدید تشویش لہرانے لگی کہ این ٹی، عمران اور اس کے ساتھی ساکت کھڑے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر انہیں پتھروں کے بے جان بت بنا دیا ہو۔

''اوہ میرے خدا۔ یہ سب کیا ہو گیا۔ باس این ٹی، عمران صاحب اور ان کے سب ساتھی سٹار شیلز کا شکار ہو گئے ہیں۔ فورس

اگر اس کمرے میں داخل ہو گئی تو وہ انہیں آسانی سے پکڑ لیں گے''۔ احمد شہزاد نے اپنے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے دیکھتا رہا پھر اس نے منہ سے گیس ماسک اتارا اور مشین کی سائیڈ پر رکھ دیا۔ اس کی نظریں کمرے میں ساکت کھڑے این ٹی، عمران اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ماسکس پہنے کافرستانی سیکرٹ سروس کی فورس کمرے میں داخل ہو گئی اور وہ تیزی سے ساکت کھڑے افراد کے گرد پھیلتی چلی گئی۔

''مجھے کچھ کرنا ہو گا۔ مجھے کچھ کرنا ہو گا ورنہ فورس ان سب کو گرفتار کر کے یہاں سے لے جائے گی۔ میں کیا کروں۔ میں فورس کو بے ہوش کرنے کے لئے یہاں کوئی اور گیس بھی فائر نہیں کر سکتا ورنہ میں ان سب کو بے ہوش کر کے اپنے ساتھیوں کو ان کے درمیان سے نکال کر لے جاتا۔ میں کیا کروں''...... احمد شہزاد نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا۔ احمد شہزاد کو اس بات کا بھی ڈر تھا کہ این ٹی، عمران اور اس کے ساتھی جس طرح ساکت کھڑے ہیں اگر فورس نے ان پر اسی حالت میں فائرنگ کرنا شروع کر دی تو وہ سب فوراً ہلاک ہو جائیں گے اور احمد شہزاد انہیں بچانے کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکے گا۔ لیکن یہ دیکھ کر اسے قدرے تسلی ہونا شروع ہو گئی کہ فورس نے ان سب کو ہلاک نہیں کیا تھا بلکہ وہ ان سب کے ہاتھ کلپس سے باندھ رہے تھے۔ ان سب کو

کلپس لگانے کا یہی مطلب تھا کہ فورس انہیں یہاں سے زندہ گرفتار کر کے لے جانا چاہتی ہے۔

''ہونہہ۔ اگر فورس انہیں گرفتار کر کے لے گئی تو میں باس این ٹی، عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کو ان سے ہر حال میں آزاد کراؤں گا۔ میں باس، عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ انہیں کافرستان سیکرٹ سروس سے بچانے کے لئے مجھے اپنی جان بھی دینی پڑے تو میں اس سے بھی دریغ نہیں کروں گا''...... احمد شہزاد نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں بدستور فورس پر جمی ہوئی تھیں جو این ٹی، عمران اور اس کے ساتھیوں کو کلپس لگا کر انہیں اٹھا کر کمرے سے باہر لے جانا شروع ہو گئے تھے۔ فورس کے دوسرے افراد نے رہائش گاہ کے مختلف حصوں کی چیکنگ کرتے ہوئے وہاں موجود دوسرے افراد کو بھی اسی طرح کلپس لگا کر گرفتار کرنا شروع کر دیا تھا۔

احمد شہزاد چند لمحے یہ سب دیکھتا رہا پھر وہ تیزی سے سائیڈ میں پڑی ہوئی دوسری مشین کی جانب بڑھا اور اسے آن کرنے میں مصروف ہو گیا۔ چند ہی لمحوں میں مشین میں زندگی کی لہریں دوڑ گئیں اور مشین سے ہلکی ہلکی آوازیں نکلنا شروع ہو گئیں۔ احمد شہزاد نے مشین پر لگا ہوا ایک بڑا سا ہینڈل پکڑا اور اسے پوری قوت سے نیچے کی طرف کھینچ لیا۔ جیسے ہی اس نے ہینڈل نیچے کھینچا اسی لمحے کمرے کے فرش کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور دوسرے ہی لمحے فرش

کمرے میں موجود سامان سمیت کسی لفٹ کی طرف نیچے اترتا چلا گیا۔ چند لمحے فرش حرکت کرتا رہا پھر اچانک کمرے کا فرش خفیف سے جھٹکے کے ساتھ رک گیا۔

"اب ٹھیک ہے۔ میں کنٹرول روم سرنگ میں لے آیا ہوں۔ اب کافرستانی سیکرٹ سروس لاکھ سر پٹختی رہے نہ تو انہیں یہاں کوئی کنٹرول روم ملے گا اور نہ یہ کسی بھی صورت میں اس سرنگ میں داخل ہو سکیں گے"...... احمد شہزاد نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ اس مشین سے ہٹ کر ایک بار پھر اس مشین کے پاس آ گیا جس پر وہ رہائش گاہ کے مختلف مناظر دیکھ رہا تھا۔ فورس نے رہائش گاہ کے مختلف حصوں سے ان کے باقی ساتھیوں کو بھی گرفتار کر لیا تھا اور وہ انہیں اٹھا کر باہر لے جا رہے تھے۔

احمد شہزاد چند لمحے یہ سب دیکھتا رہا پھر اسے جیسے کوئی خیال آیا۔ اس نے مشین کے چند بٹن پریس کر کے سکرین کا منظر تبدیل کیا۔ اب اسے سکرین پر رہائش گاہ کے بیرونی مناظر دکھائی دینے لگے تھے جہاں کافرستان سیکرٹ سروس کی فورس کی بے شمار گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ان گاڑیوں میں چند بند باڈی والی گاڑیاں بھی تھیں۔ این ٹی، عمران اور ان کے باقی ساتھیوں کو ان بند باڈی والی وینوں کی طرف ہی لے جایا جا رہا تھا۔ بند باڈی کی وینوں کے پچھلے دروازے کھول دیئے گئے اور پھر فورس کے افراد جنہوں نے این ٹی، عمران اور ان کے باقی ساتھیوں کو اٹھا رکھا تھا انہوں نے ان

سب کو انتہائی بے دردی سے وینوں میں ڈالنا شروع کر دیا۔

احمد شہزاد نے مشین پر لگے ایک ناب کو گھما کر وہاں موجود فورس کو چیک کرنا شروع کر دیا وہ ان میں شاگل کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ این ٹی نے اسے بتایا تھا کہ پوائنٹ تھری پر شاگل خود اپنی فورس کی کمانڈ کر رہا تھا اس لئے احمد شہزاد کا خیال تھا کہ اس بار بھی شاگل ان کے ساتھ ہی ہو گا لیکن سرچنگ کرنے کے باوجود اسے شاگل کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"ہونہہ۔ شاگل ان میں نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ فورس شاگل کے حکم پر انہیں زندہ پکڑ کر لے جا رہی ہے۔ اگر ان کے ساتھ شاگل ہوتا تو وہ کسی بھی صورت میں انہیں زندہ گرفتار نہ کرتے۔ انہیں شاگل نے ہی عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کو زندہ گرفتار کرنے کا حکم دیا ہو گا تاکہ وہ انہیں کسی ہیڈ کوارٹر میں لے جا کر ان سے پوچھ گچھ کر سکے اور انہیں اپنے ہاتھوں سے گولیاں مار سکے"...... احمد شہزاد نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ احمد شہزاد چند لمحے فورس کی کارروائیاں دیکھتا رہا پھر اس نے مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے اور سوئچ آن کرنے شروع کر دیئے۔ بٹن پریس اور سوئچ آن ہوتے ہی اچانک سکرین پر سرخ رنگ کا ایک کراس سا بن گیا۔ یہ کراس ایسا تھا جیسے کسی کو میزائل لانچر سے ٹارگٹ کرنے کے لئے بنتا ہے۔

احمد شہزاد نے ایک لیور پکڑ کر سکرین پر بنے ہوئے کراس کو

حرکت دینا شروع کر دی۔ کراس حرکت کرتا ہوا ایک بند باڈی والی وین پر آ کر رک گیا۔ اس وین میں فورس نے این ٹی، عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈالا تھا۔ جیسے ہی سرخ کراس اس بند باڈی والی وین کی چھت پر آیا احمد شہزاد نے فوراً دائیں طرف لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے روشنی سی چمکی اور وین کی چھت پر سیاہ رنگ کا ایک دائرہ سا بن گیا۔ یہ دائرہ سیاہ ہونے کے باوجود انتہائی چمکدار تھا۔ احمد شہزاد نے چمکدار دائرہ بنتے دیکھ کر اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور پھر اس نے لیور پکڑ کر ایک بار پھر کراس کو حرکت دی اور اسے دوسری وین کی چھت پر لے آیا۔ اس وین کی چھت پر بھی اس نے بٹن پریس کر کے ویسا ہی چمکدار سیاہ دائرہ بنا دیا جیسا اس نے پہلی وین پر بنایا تھا۔

''گڈ شو۔ میں نے ان دونوں وینوں پر برائٹ سرکلز بنا دیئے ہیں۔ اب یہ دونوں وینیں جہاں بھی جائیں گی میں ان پر آسانی سے نظر رکھ سکوں گا۔ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ فورس ان سب کو لے کر کہاں جاتی ہے۔ ایک بار مجھے یہ پتہ چل جائے کہ فورس انہیں کس ہیڈ کوارٹر میں لے جاتی ہے پھر میں اس ہیڈ کوارٹر پر جا کر پوری قوت سے حملہ کر دوں گا اور وہاں سے انہیں چھڑا کر لے آؤں گا''...... احمد شہزاد نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس نے فورس کو گاڑیوں میں سوار ہوتے اور پھر وہاں سے روانہ ہوتے ہوئے دیکھا۔ جن بند باڈی والی وینوں میں انہوں نے این ٹی

عمران اور ان کے ساتھیوں کو ڈالا تھا وہ دونوں وینیں بھی وہاں سے روانہ ہو گئی تھیں۔ احمد شہزاد سکرین پر فورس اور وینوں کو آسانی سے سڑک پر بھاگتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اس نے وینوں پر برائٹ سرکل فائر کر کے انہیں اپنی رینج میں لے لیا تھا اب وہ ایک سیٹلائٹ کے ساتھ منسلک ہو کر آسانی سے ان وینوں کو سکرین پر مسلسل دیکھ سکتا تھا۔ فورس نے دونوں وینوں کو اپنے نرغے میں لے رکھا تھا اور وہ تیزی سے شہر کی طرف بھاگی جا رہی تھیں۔ احمد شہزاد اب یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ فورس باس این ٹی اور اس کے ساتھیوں کو شہر کے کس حصے میں اور کہاں لے جاتی ہیں۔ اسے جیسے ہی اس بات کا پتہ چلتا کہ فورس باس این ٹی، عمران اور ان کے ساتھیوں کو کس ہیڈ کوارٹر میں لے گئی ہے وہ ان سب کو چھڑانے کے لئے فوراً روانہ ہو جاتا اور پھر پوری طاقت سے وہ فورس کے اس ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر دیتا اور وہاں سے اپنے تمام ساتھیوں کو آزاد کرا کر لے آتا۔

سکرین پر نظر رکھتے ہوئے احمد شہزاد نے مشین کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک ہیڈ فون اتارا اور اسے سر اور کانوں پر چڑھاتے ہوئے اس نے مشین کے ایک حصے میں لگے ٹرانسمیٹر سسٹم کو آن کرنا شروع کر دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ عقاب سکس کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''...... اس نے دوسری طرف کال دیتے ہوئے مسلسل بولنا شروع کر دیا۔

''یس۔ عقاب تھرٹین اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی ایک

بھاری آواز سنائی دی۔

''باسط خان۔ میں پوائنٹ فور سے احمد شہزاد بول رہا ہوں۔ اوور''...... احمد شہزاد نے کہا۔

''یس احمد شہزاد۔ بولو۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے باسط خان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو احمد شہزاد نے اسے این ٹی کے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہنا شروع کر دیا کہ وہ کس طرح سے کافرستان سیکرٹ سروس کی فورس سے بچتے ہوئے پوائنٹ فور پر پہنچے تھے اور کس طرح سے کافرستان سیکرٹ سروس کی فورس نے پوائنٹ فور کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا اور پھر اس فورس نے پوائنٹ فور پر سٹار شیل برسا کر باس این ٹی، عمران اور اس کے تمام ساتھیوں کو مفلوج کر دیا تھا اور وہ انہیں گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ اس کی باتیں سن کر باسط خان بھی پریشان ہو گیا۔

''اوہ۔ یہ تو واقعی بے حد بری خبر ہے کہ باس اور ان کے مہمانوں کو کے ایس ایس نے گرفتار کر لیا ہے۔ کیا تم نے اس فورس کو روکنے کی کوشش نہیں کی۔ فورس جیسے ہی تمہاری رہائش گاہ میں داخل ہوئی تھی تم ان پر دیواروں میں چھپی ہوئی مشین گنوں سے فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کر دیتے یا وہاں کوئی گیس چھوڑ کر انہیں بے ہوش کر دیتے اور اپنے ساتھیوں کو ان کے درمیان سے نکال لیتے۔ اوور''...... باسط خان نے کہا۔

''نہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے رہائش گاہ کو ان کے حملوں سے بچانے لئے پاور سیکورٹی سسٹم آن کر رکھا تھا تاکہ وہ بم اور میزائل برسا کر رہائش گاہ کو تباہ نہ کر سکیں۔ اس پاور سسٹم کی وجہ سے میں بھی ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا تھا اور فورس رہائش گاہ میں ماسکس پہن کر داخل ہوئی تھی اس لئے میں انہیں کسی گیس سے بھی بے ہوش نہیں کر سکتا تھا۔ البتہ میں نے ان دونوں گاڑیوں پر سیٹلائٹ سسٹم سے چیک کرنے والے برائٹ سرکل لگا دیئے ہیں تاکہ میں انہیں مسلسل مانیٹر کر سکوں اور یہ دیکھ سکوں کہ وہ باس اور ان کے ساتھیوں کو کہاں لے جا رہے ہیں اوور''...... احمد شہزاد نے کہا۔

''ظاہر ہے وہ انہیں اپنے کسی ہیڈ کوارٹر میں لے جائیں گے اور انہیں کہاں لے جا سکتے ہیں وہ۔ اوور''...... باسط خان نے کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ میں یہی تو دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ انہیں کس ہیڈ کوارٹر میں لے جانا چاہتے ہیں۔ جیسے ہی مجھے ان کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہو گا میں ان کے ہیڈ کوارٹر پر پوری قوت سے حملہ کر دوں گا اور ان سے باس اور ان کے تمام ساتھیوں کو آزاد کرا لوں گا۔ اوور''...... احمد شہزاد نے کہا۔

''اوہ۔ تو تم کے ایس ایس کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے کا سوچ رہے ہو۔ اوور''...... باسط خان نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ اس کے بغیر میں باس اور اپنے ساتھیوں کو رہائی نہیں

دلا سکتا۔ اوور‘‘...... احمد شہزاد نے کہا۔

’’لیکن تم کہہ رہے ہو کہ تمہارے بھی تمام ساتھی گرفتار کر لئے گئے ہیں پھر تم اکیلے کے ایس ایس کی فورس پر حملہ کیسے کرو گے۔ اوور‘‘...... باسط خان نے پوچھا۔

’’میں نے تمہیں اسی لئے کال کی ہے باسط خان کہ اس معاملے میں تم میرا ساتھ دو۔ تم اپنا گروپ تیار کرو۔ میں تمہارے پاس پہنچ جاتا ہوں اور پھر ہم دونوں مل کر پوری قوت سے کے ایس ایس کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کریں گے اور وہاں سے اپنے تمام ساتھیوں کو نکال لائیں گے۔ اوور‘‘...... احمد شہزاد نے کہا۔

’’اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں اپنا گروپ تیار کرتا ہوں۔ تم آ جاؤ۔ ابھی آ جاؤ۔ اوور‘‘...... باسط خان نے جواب دیا۔

’’میں تمہارے پاس اس وقت آؤں گا جب مجھے یہ پتہ چل جائے گا کہ ہمارے ساتھیوں کو کہاں لے جایا گیا ہے۔ اوور‘‘۔ احمد شہزاد نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ تمہارے آنے تک میں اپنا گروپ تیار کرتا ہوں۔ جیسے ہی تم آ ؤ گے ہم اسی وقت یہاں سے نکل جائیں گے۔ اوور‘‘...... باسط خان نے کہا۔

’’گڈ شو۔ اسلحے کے ساتھ تم ریڈ گنز بھی لے لینا۔ اپنے ساتھیوں کو شاگل سے بچانے کے لئے ہمیں اس کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ گنز سے بے ہوش کرنے والے شیلز ہی برسانے ہوں گے تاکہ

وہ باس این ٹی اور اس کے ساتھیوں کو فوری طور پر کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں اور ہم ان کی ناک کے نیچے سے انہیں بچا کر لے آئیں۔ اوور‘‘...... احمد شہزاد نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں ریڈ گنز بھی ساتھ لے لیتا ہوں۔ اوور‘‘۔ باسط خان نے کہا اور احمد شہزاد نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات تھے۔ اس نے کافرستان سیکرٹ سروس کے اس ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا جہاں کافرستانی فورس این ٹی، عمران اور ان کے ساتھیوں کو لے جا رہی تھی۔

شاگل، میجر شرما کے ساتھ ایک راہداری میں تیز تیز چلتا ہوا بڑھا جا رہا تھا۔ ان کے پیچھے دس مسلح افراد تھے جو فوجیوں کے انداز میں چل رہے تھے۔ میجر شرما کے ہاتھ میں ایک بڑا سا باکس تھا جو کسی میڈیکل ایڈ باکس جیسا دکھائی دے رہا تھا۔

راہداری کے اختتام پر ایک بڑا سا فولادی دروازہ تھا جو بند تھا۔ دروازے کے دائیں اور بائیں دو مسلح افراد مستعد کھڑے تھے۔ جیسے ہی شاگل اور میجر شرما دروازے کے قریب آئے ان دونوں مسلح افراد کی ایڑیاں بج اٹھیں۔

''دروازہ کھولو''...... شاگل نے کرخت لہجے میں کہا تو میجر شرما سر ہلا کر دروازے کی سائیڈ دیوار کے پاس آ گیا جہاں ایک نمبرنگ پینل لگا ہوا تھا۔ میجر شرما نے نمبرنگ پینل کے چند بٹن پریس کئے اور پھر ایک بڑا سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے

سرخ رنگ کا بٹن پریس کیا اسی لمحے فولادی دروازہ دو حصوں میں کھلتا چلا گیا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا شاگل کے ساتھ آنے والے مسلح افراد بجلی کی سی تیزی سے کمرے میں داخل ہوئے اور کمرے میں پھیلتے چلے گئے۔ مسلح افراد کے کمرے میں جاتے ہی شاگل اور میجر شرما بھی کمرے میں آ گئے۔ ان کے کمرے میں آتے ہی کمرے کا دروازہ آٹو میٹک سسٹم کے تحت خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔

یہ ہال نما کمرہ تھا جہاں سامان نام کی کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ کمرے کے وسط میں بیس فولادی کرسیاں موجود تھیں جن کے پائے زمین میں گڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے تیرہ کرسیوں پر تیرہ افراد راڈز سے بندھے ہوئے تھے۔ ان سب کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن وہ اس انداز میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے جیسے ان کے جسموں میں جان نام کی کوئی چیز نہ ہو اور وہ ساکت ہوں۔ شاگل تیز تیز چلتا ہوا راڈز والی کرسیوں پر بندھے ہوئے افراد کے سامنے آ گیا۔

''ہونہہ۔ لگتا ہے عمران نے اپنا میک اپ تبدیل کر لیا ہے۔ ان میں وہ شخص موجود نہیں ہے جس سے میں گرانڈ ہوٹل میں ملا تھا''...... شاگل نے ان سب کے چہرے غور سے دیکھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

''یس چیف''...... میجر شرما نے مبہم سے انداز میں کہا۔

''ان کے میک اپ صاف کرو۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ان

میں عمران کون ہے“...... شاگل نے کہا۔

”یس چیف“...... میجر شرما نے کہا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا باکس آگے بڑھ کر ایک خالی کرسی پر رکھا اور اسے کھولنا شروع ہو گیا۔ باکس کھول کر اس نے باکس سے ایک تولیہ اور مختلف لوشنز کی شیشیاں نکالیں اور انہیں سائیڈ میں رکھنا شروع ہو گیا۔

”پہلے یہ تو چیک کر لو کہ انہوں نے کون سا میک اپ کر رکھا ہے پھر اسی مناسبت سے لوشنز نکالنا تاکہ ان کے میک اپ آسانی سے صاف کئے جا سکیں“...... شاگل نے کہا۔

”یس چیف“...... میجر شرما نے کہا اور پھر اس نے باکس سے ایک ٹارچ نما آلہ نکالا اور اسے لے کر راڈز والی کرسیوں پر بندھے ہوئے افراد کے پاس آ گیا۔ اس نے ایک شخص کے چہرے پر ٹارچ جیسے آلے سے روشنی ڈالنی شروع کر دی۔ میجر شرما کی نظریں آلے کے عقب میں موجود ایک چھوٹی سی سکرین پر جمی ہوئی تھیں جس پر ریڈنگ آ رہی تھی۔ اس ریڈنگ کو دیکھ کر میجر شرما نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر راڈز والی کرسیوں پر بندھے ہوئے دوسرے افراد کے چہروں پر روشنی ڈال کر ان کے چہروں پر موجود میک اپ کی ریڈنگ لینا شروع ہو گیا۔

”ان سب نے ٹائرس ایل ماسک میک اپ کر رکھے ہیں چیف“...... میجر شرما نے کہا۔

”ہونہہ۔ کیا ان ماسکس کو صاف کرنے کا انتظام ہے تمہارے

پاس“...... شاگل نے پوچھا۔

”یس چیف۔ ان ماسکس کو اتارنے کے لئے مجھے ان کے چہروں پر گرم پانی کی بھاپ ڈالنی پڑے گی۔ بھاپ سے ان کے چہروں پر لگے ہوئے ماسکس نرم ہو جائیں گے اور ان کی کھال سے خود ہی الگ ہو جائیں گے اور پھر انہیں چٹکی سے پکڑ کر آسانی سے ان کے چہروں سے اتارا جا سکتا ہے“...... میجر شرما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو۔ تو پھر کرو ان کے چہرے صاف“...... شاگل نے کہا تو میجر شرما نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ شاگل سے اجازت لے کر گرم پانی لانے کے لئے دروازہ کھول کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ میجر شرما کے جانے کے بعد شاگل آگے بڑھا اور غور سے ان سب کے چہرے دیکھنا شروع ہو گیا جیسے اس کی آنکھوں میں ٹیلی سکوپ لگی ہو اور وہ راڈز میں بندھے ہوئے افراد کے جو میک اپ میں تھے ان کے اصلی چہروں کو دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

”میں جانتا ہوں عمران کہ تم اور تمہارے تمام ساتھیوں کی آنکھیں اور کان کھلے ہیں۔ تم سب مجھے دیکھ بھی سکتے ہو اور میری آواز بھی سن سکتے ہو۔ میری طرف غور سے دیکھو اور میری بات غور سے سنو۔ میں تم سب کو اسی حالت میں ابھی اور اسی وقت ہلاک کر سکتا ہوں۔ تم سب ہر بار میرے ہاتھوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتے ہو لیکن اس بار ایسا نہیں ہو گا۔ میں تم میں سے کسی سے

پوچھ گچھ کے چکروں میں نہیں پڑوں گا۔ میں بس ایک بار تمہارے چہرے دیکھنا چاہتا ہوں۔ جیسے ہی تمہارے چہروں سے میک اپ کے نقاب اتریں گے میں تمہیں اسی حالت میں ہلاک کر دوں گا اور تم چونکہ میرے اور میرے ملک کے خاص دشمن ہو اس لئے میں نے یہاں تمہاری موت کا بھی خاص انتظام کیا ہے۔ یہ موت تمہاری شایان شان ہو گی۔ جن کرسیوں پر تم جکڑے ہوئے ہو ان کے راڈز کھولنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔ ان راڈز کو اس کمرے سے نہیں بلکہ اس ہیڈ کوارٹر کے ایک کنٹرول روم سے کھولا اور بند کیا جاتا ہے۔ کنٹرول روم میں میرا ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے جو تم پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ اس نے تم میں سے کسی کے جسم میں معمولی سی بھی حرکت دیکھی تو وہ کنٹرول روم کی ایک مشین کا صرف ایک بٹن پریس کرے گا اور متحرک شخص اسی وقت بھیانک موت کا شکار ہو جائے گا۔ ان کرسیوں کے ساتھ پاور کیبلز لگے ہوئے ہیں۔ بٹن پریس ہوتے ہی فولادی کرسیوں میں طاقتور کرنٹ دوڑ جائے گا جو تمہیں ایک لمحے میں جلا کر یہیں بھسم کر دے گا۔ اس لئے تم یہ امید چھوڑ دو کہ تم ان راڈز والی کرسیوں سے آزاد ہو سکتے ہو اور اس بار میرے ہاتھوں سے زندہ بچ کر جا سکتے ہو۔ میں خاص طور پر عمران تمہاری آنکھوں میں موت کا خوف دیکھنا چاہتا ہوں۔ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے بارہا مجھے زک پہنچائی ہے اور ہر بار مجھے شکست سے دوچار کر کے یہاں سے نکل جاتے تھے۔ تمہاری وجہ

سے مجھے بار بار رسوائی کا بھی سامنا کرنا پڑا تھا اور کئی بار میرا کورٹ مارشل بھی ہوتے ہوتے رہ گیا تھا۔ اعلیٰ حکام کی نظروں میں تمہارے مقابلے میں میری حیثیت زیرو ہو کر رہ گئی ہے، ان کا خیال تھا کہ مجھ میں اتنی صلاحیتیں موجود نہیں ہیں کہ میں تمہارا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ کر سکوں لیکن میں نے بھی تہیہ کر رکھا تھا کہ تمہاری جب بھی موت آئے گی میرے ہاتھوں ہی آئے گی اور آج وہ وقت آ گیا ہے۔ تم اس بار اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ یہاں آئے ہو لیکن میرے لئے یہی بہت ہے کہ آج تم میرے ہاتھوں اپنے انجام تک پہنچ جاؤ گے۔ مجھے اس بات کا بھی علم ہے کہ تمہارے ان ساتھیوں میں این ٹی نامی وہ شخص بھی موجود ہے جو این ٹی کہلاتا ہے اور کافرستان میں خاص طور پر تمہارے ہمرکاب ہوتا ہے اور اس کی مدد سے تم یہاں سے کامیابیاں سمیٹ کر لے جاتے ہو۔ تمہارے ساتھ ساتھ آج این ٹی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور یہ اعزاز بھی مجھے ہی ملے گا۔ تم دونوں کی ہلاکت میرا بہت بڑا خواب اور میرا مشن تھا جو آج ہر صورت میں پورا ہو گا۔ اسی لئے میں نے تم سب کو سٹار شیل سے اس حالت میں پہنچا رکھا ہے کہ تم نہ کوئی حرکت کر سکتے ہو اور نہ ہی مجھے کسی طرح اپنی باتوں کی عیاری کے جال میں پھنسا سکتے ہو۔ میں اس بار تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو کوئی موقع نہیں دوں گا۔ تمہیں اور این ٹی کو ہلاک کر کے میں اعلیٰ حکام کی نظروں میں کھویا ہوا اپنا پرانا مقام دوبارہ حاصل کر

لوں گا اور پھر میں اس ملک کا ہیرو بن جاؤں گا ایسا ہیرو جسے کبھی زوال نہیں آئے گا''......شاگل نے انتہائی حقارت بھرے انداز میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی جانب ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اس کے سامنے ان سب کی کوئی حیثیت ہی نہ ہو۔

تھوڑی ہی دیر میں میجر شرما ایک باؤل میں گرم پانی لے کر آ گیا جس سے بھاپ اٹھ رہی تھی۔ اس نے اپنے ایک ساتھی کو تولیہ لے کر اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا تو وہ آدمی تولیہ لے کر اس کے نزدیک آ گیا۔ اس نے میجر شرما کے کہنے پر راڈز والی کرسی پر بندھے ہوئے ایک شخص کے سر پر اس انداز میں تولیہ ڈال دیا کہ اس کا چہرہ تک تولیے میں ڈھک گیا۔ میجر شرما نے آگے بڑھ کر گرم پانی والا باؤل تولیے میں چھپے ہوئے آدمی کے چہرے کے قریب کر دیا جس سے گرم پانی کی بھاپ ڈائریکٹ اس آدمی کے چہرے پر پڑنے لگی۔ چند لمحوں تک میجر شرما اس آدمی کو گرم پانی کی بھاپ دیتا رہا پھر اس نے تولیے کے نیچے سے گرم پانی کا باؤل ہٹا لیا اور اپنے ساتھی سے کہا کہ وہ اس آدمی کے چہرے سے تولیہ ہٹا لے۔ اس کے ساتھی نے جیسے ہی تولیہ ہٹایا تو میجر شرما کے چہرے پر کامیابی کی سرخی پھیل گئی۔ جس شخص کے چہرے پر اس نے گرم پانی کی بھاپ ڈالی تھی اس کے چہرے کی کھال جگہ جگہ سے اکھڑی

ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے چہرے کی کھال یوں ابھر آئی تھی جیسے گرم پانی نے اس کی کھال جلا کر ابھار دی ہو۔

میجر شرما نے گرم پانی کا باؤل اپنے ساتھی کو پکڑایا اور پھر وہ بندھے ہوئے شخص کا چہرہ ٹٹولنے لگا۔ اس نے بندھے ہوئے شخص کی گردن اوپر اٹھا کر گردن کے ایک حصے میں چٹکی سی بھری۔ دوسرے لمحے اس شخص کی کھال اس کے چہرے سے یوں اترتی چلی گئی جیسے اس کے چہرے پر دوہری کھال ہو اور وہ کسی جھلی کی طرح اترتی جا رہی ہو۔ چند ہی لمحوں میں اس شخص کے چہرے کی جھلی نما کھال میجر شرما کے ہاتھوں میں تھی اور اب بندھے ہوئے شخص کا ایک نیا چہرہ ان کے سامنے تھا۔

''ہونہہ۔ تو یہ ہے اس کا اصلی چہرہ''......شاگل نے اس شخص کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ آدمی این ٹی کا ایک ساتھی تھا۔

''یس چیف''......میجر شرما نے کہا۔

''باقی سب کے چہروں سے بھی ماسکس اتارو''......شاگل نے کہا تو میجر شرما نے کھال ایک طرف پھینکی اور پھر اس نے اپنے ساتھی کو دوسرے شخص کے سر اور چہرے پر تولیہ ڈالنے کے لئے کہا۔ جب اس کے ساتھی نے دوسرے شخص کا چہرہ تولیے سے چھپا دیا تو میجر شرما نے تولیے کے نیچے گرم پانی کا باؤل رکھ کر اس کے چہرے پر بھی بھاپ دینا شروع کر دی۔ چند لمحے تک وہ یہی عمل دوہراتا رہا پھر اس نے باؤل ہٹا لیا۔ اس کے ساتھی نے بندھے

ہوئے دوسرے شخص کے چہرے سے تولیہ ہٹایا تو اس کے چہرے کی کھال بھی پہلے آدمی کی طرح ابھری اور جگہ جگہ سے اکھڑتی ہوئی دکھائی دی۔ میجر شرما اس شخص کے چہرے سے جھلی نما ماسک اتارنے ہی لگا تھا کہ شاگل نے اسے روک دیا۔

''باؤل کا پانی ٹھنڈا ہو جائے گا میجر شرما۔ پہلے تم ان سب کے چہروں کو بھاپ دے دو تاکہ ان کے چہروں سے ماسکس نرم پڑ جائیں۔ جب سب کے چہروں کے ماسک نرم ہوں گے تو ان کے چہروں سے ایک ایک کر کے انہیں اتار لینا''...... شاگل نے کہا تو میجر شرما نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ اپنے ساتھی کے ساتھ باری باری بندھے ہوئے افراد کے چہروں کو مخصوص انداز میں بھاپ دینا شروع ہو گیا۔ جب تمام افراد کو اس نے بھاپ دے کر ان کے چہروں پر موجود ماسکس ابھار لئے تو اس نے باؤل اور تولیہ اپنے ساتھی کو دے کر اسے پیچھے ہٹ جانے کا کہا۔ وہ شخص پیچھے ہٹا تو میجر شرما آگے بڑھ کر ایک ایک شخص کے چہرے سے جھلی نما ماسکس اتارنا شروع ہو گیا۔ این ٹی، عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہروں سے جھلی جیسے ماسکس اترتے چلے گئے اور ان کے اصلی چہرے شاگل کے سامنے آنا شروع ہو گئے۔ جیسے ہی عمران کے چہرے سے جھلی نما ماسک اترا اور اس کا اصلی چہرہ شاگل کے سامنے آیا تو شاگل کے چہرے پر اور زیادہ حقارت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

عمران کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ آنکھیں جھپکائے بغیر شاگل کی جانب دیکھ رہا تھا۔ شاگل آگے بڑھا اور اس نے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

''کیوں عمران۔ آخر آج میں تمہارا اصلی چہرہ سامنے لانے میں کامیاب ہو ہی گیا ہوں نا۔ تم ہمیشہ ایسے میک اپ میں آتے تھے جسے کسی بھی طرح صاف نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن اس بار میں نے تمہارے لئے یہاں ایسا بندوبست کر رکھا تھا کہ تم کسی بھی میک اپ میں یہاں آؤ میں تمہارا میک اپ صاف کرا کر تمہارا اصلی چہرہ اپنے سامنے لا سکتا تھا۔ دیکھ لو۔ آج میں نہ صرف تمہارا بلکہ تمہارے تمام ساتھیوں کے اصلی چہرے بھی سامنے لانے میں کامیاب ہو گیا ہوں اور اب میری دوسری کامیابی تم سب کو اپنے ہاتھوں ہلاک کرنے کی ہو گی۔ تم سب کو میں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا''...... شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے اپنی جیب سے ایک بھاری ریوالور نکال کر اس کا رخ عمران کی جانب کر دیا۔

''تم سٹار شیل کے شکار ہو۔ نہ تم حرکت کر سکتے ہو اور نہ بول سکتے ہو۔ اگر تم بولنے کے قابل ہوتے تو میں مرنے سے پہلے تمہاری آخری خواہش ضرور پوچھتا لیکن افسوس۔ تمہاری آخری خواہش تمہارے ساتھ ہی ختم ہو جائے گی''...... شاگل نے کہا اور اس نے ریوالور عمران کے سر سے لگا دیا۔ عمران آنکھیں کھولے

بدستور اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ شاگل کی نظریں بھی عمران کی آنکھوں میں گڑی ہوئی تھیں۔ عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس کی انگلی ٹریگر پر دبتی جا رہی تھی پھر اچانک شاگل کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ ریوالور ایک طرف پھینک کر دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھتا ہوا تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ شاگل کی آنکھوں میں جیسے مرچیں سی بھر گئی تھیں وہ بری طرح سے چیختا ہوا نیچے گرا اور آنکھوں پر ہاتھ رکھے لوٹ پوٹ ہوتا چلا گیا۔

شاگل کو اس طرح چیختے اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر تڑپتے دیکھ کر اس کا نمبر ٹو میجر شرما اور مسلح افراد حیران رہ گئے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اچانک شاگل کو کیا ہو گیا ہے وہ عمران کو گولی مارنے کے لئے اس کے قریب گیا تھا۔ عمران کو گولی مارنے کی بجائے وہ الٹا چیختا ہوا نیچے گر گیا تھا اور اس بری طرح سے تڑپ رہا تھا جیسے اپنے ریوالور کی گولی اسے ہی لگ گئی ہو۔ ان سب نے عمران کی جانب دیکھا لیکن عمران اسی طرح کرسی پر ساکت بیٹھا ہوا تھا۔

چند لمحے میجر شرما حیرت سے شاگل کو تڑپتا دیکھتا رہا پھر وہ تیزی سے شاگل کی جانب بڑھا۔

''چیف۔ چیف۔ کیا ہوا چیف۔ کیا ہوا''...... اس نے شاگل کو کاندھوں سے پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میری آنکھیں۔ میری آنکھیں''...... شاگل نے حلق کے بل

چیختے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا چیف آپ کی آنکھوں کو''...... میجر شرما نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

''میری آنکھیں جل رہی ہیں۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میری آنکھوں میں نوکیلی سوئیاں گھسا دی گئی ہوں۔ جلدی کرو۔ مجھے یہاں سے لے چلو نہیں تو میری آنکھیں پھٹ جائیں گی۔ میری مدد کرو۔ میری مدد کرو''...... شاگل نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا تو میجر شرما پریشانی کے عالم میں اسے دیکھتا رہ گیا پھر اس نے تیزی سے شاگل کو اٹھایا اور اسے کاندھے پر ڈالتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔ جیسے ہی وہ دروازے کے قریب آیا۔ دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور میجر شرما اسے لئے تیزی سے بھاگتا ہوا باہر نکلتا چلا گیا۔

میجر شرما، شاگل کو لے کر باہر نکلا ہی تھا کہ اسی لمحے عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ اس کی مسکراہٹ میں انتہائی زہر گھلا ہوا تھا جیسے شاگل کی آنکھوں میں اس نے ہی زہریلی سوئیاں گھونپ دی ہوں۔

''ہونہہ۔ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو اتنا تر نوالہ نہ سمجھو شاگل جو آسانی سے تمہارے حلق میں اتر جائے''...... عمران نے انتہائی آہستہ آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ کچھ دیر کے بعد میجر شرما تیز تیز چلتا ہوا دوبارہ اندر آ گیا۔ اس کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا

تھا اور اس کی آنکھیں شعلے اُڑا رہی تھیں۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا آگے بڑھا اور عمران کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور اسے انتہائی قہر بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

''تم نے چیف کے ساتھ کیا کیا ہے عمران۔ چیف کی آنکھیں سرخ ہو کر بری طرح سے جل رہی ہیں۔ بتاؤ۔ کیا کیا ہے تم نے چیف نے ساتھ''...... میجر شرما نے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا لیکن عمران یوں ساکت تھا جیسے ابھی تک اس کا جسم بے جان ہو اور اس میں قوت گویائی کی سکت ہی نہ ہو۔

''میں تم سے پوچھ رہا ہوں نانسنس۔ بولو۔ کیا کیا ہے تم نے چیف کی آنکھوں کے ساتھ''...... میجر شرما نے عمران کے سر کے بال پکڑ کر اس کا چہرہ اٹھا کر اپنے سامنے کرتے ہوئے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا لیکن عمران خاموش تھا۔ اس کی آنکھیں بھی ساکت تھیں۔ چند لمحے میجر شرما عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑا رہا پھر اس نے عمران کے بال چھوڑ دیئے اور تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

''میں جانتا ہوں کہ تم اس وقت حرکت کے قابل نہیں ہو لیکن اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ چیف کی آنکھیں تم نے ہی خراب کی ہیں۔ تم نے ہی ان کی آنکھوں کے ساتھ کچھ ایسا کیا ہے جس سے وہ اس حال کو پہنچ گیا ہے کہ ابھی تک وہ بری طرح سے چیخ

چلا رہا ہے۔ چیف تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو کسی بھی حال میں زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ وہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اپنے ہاتھوں ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن اب۔ ہونہہ۔ اب چیف کا یہ کام میں پورا کروں گا۔ تم سب کو میں ہلاک کروں گا اپنے ہاتھوں''۔ میجر شرما نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور اس نے پلٹ کر پیچھے کھڑے اپنے ایک مسلح ساتھی سے اس کی مشین گن چھین لی اور مشین گن کا رخ عمران کی جانب کر دیا۔

''سب سے پہلے میں تمہیں ہلاک کروں گا عمران۔ تمہارے بعد تمہارے ان ساتھیوں کی باری آئے گی''...... میجر شرما نے کہا اور پھر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ فائرنگ اور ایک انسانی چیخ سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

سیاہ رنگ کی چار جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے شمالی پہاڑی علاقے کی طرف بڑھی جا رہی تھیں۔ ان جیپوں میں چھ چھ افراد سوار تھے۔ اگلی جیپ کی سائیڈ سیٹ پر احمد شہزاد بیٹھا ہوا تھا۔ اس جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لمبے قد اور بھاری تن و توش کا مالک نوجوان بیٹھا تھا جس کا چمکدار آنکھیں اس کی ذہانت اور فطانت کا ثبوت دے رہی تھیں۔

یہ عقاب تھرٹین تھا جس کا اصل نام باسط خان تھا۔ احمد شہزاد نے کنٹرول روم سے کافرستان سیکرٹ سروس کی فورس کو شمالی علاقے میں موجود پہاڑیوں کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ جہاں ایک چھوٹی سی وادی میں ایک قلعے نما عمارت بنی ہوئی تھی۔ اس قلعے نما عمارت کا رقبہ بے حد وسیع تھا۔ فورس، این ٹی، عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر اسی قلعے میں گئی تھی۔ احمد شہزاد نے سیٹلائٹ کے

ذریعے اس قلعے کی ساری لوکیشن چیک کی اور پھر وہ کنٹرول روم سے نکل کر سرنگ میں آیا اور سرنگ کے خفیہ راستے سے ہوتا ہوا مین گٹر لائن میں پہنچ گیا اور پھر وہ گٹر لائن سے ہوتا ہوا پوائنٹ فور سے دور ایک سڑک کے کنارے پر موجود درختوں کے جھنڈ والے حصے میں ایک گٹر سے نکل کر باہر آ گیا۔

گٹر میں داخل ہونے سے پہلے اس نے گیس ماسک اور اپنے لباس پر پلاسٹک شیٹ کا بنا ہوا ایک مخصوص لباس پہن لیا تھا تاکہ گٹر کا گندا پانی اس کے لباس کو خراب نہ کر سکے۔ گٹر سے نکل کر اس نے پلاسٹک کا لباس اور ماسک اتار کر ایک درخت کے کھوکھلے تنے میں چھپایا اور پھر وہاں سے نکل کر سڑک پر آ گیا۔ مختلف سڑکوں سے ہوتا ہوا وہ مین روڈ پر آ گیا جہاں سے اس نے ایک ٹیکسی حاصل کی اور پھر وہ ٹیکسی میں سوار ہو کر باسط خان کے اڈے کی جانب روانہ ہو گیا جہاں باسط خان بیس بائیس مسلح افراد کے ساتھ تیار ہو کر اسی کا انتظار رہا تھا۔

احمد شہزاد کے وہاں پہنچتے ہی وہ سب وہاں سے روانہ ہو گئے۔ احمد شہزاد نے باسط خان کو بتا دیا تھا کہ انہیں کہاں جانا ہے۔ باسط خان چونکہ اگلی جیپ کی خود ڈرائیونگ کر رہا تھا اس لئے وہ احمد شہزاد کے بتائے ہوئے راستوں پر جیپ دوڑانا شروع ہو گیا اور اس کے پیچھے باقی جیپیں بھی بھاگنے لگیں۔ شہر میں چونکہ ان کا اسلحہ چیک کیا جا سکتا تھا اس لئے ان سب نے احتیاطاً اسلحہ جیپ کے خفیہ خانوں

میں چھپا دیا تھا۔

مختلف راستوں سے گزرتی ہوئی جیپیں پہاڑی علاقے میں داخل ہوئیں تو ان کی رفتار اور زیادہ تیز ہو گئیں اور پھر وہ انتہائی تیز رفتاری سے پہاڑیوں کی سائیڈوں میں بنے ہوئے راستوں سے گزرتی ہوئیں ایک بڑی پہاڑی کی جانب بڑھتی چلی گئیں۔

''جس ہیڈ کوارٹر میں باس اور ہمارے ساتھیوں کو لے جایا گیا ہے وہ ان پہاڑیوں کے پیچھے ایک وادی میں ہے''...... احمد شہزاد نے باسط خان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم اپنی جیپیں یہیں روک لیتے ہیں اور پیدل آگے جاتے ہیں تاکہ ہم ان کی نظروں میں نہ آ سکیں''...... باسط خان نے کہا تو احمد شہزاد نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے جیپ تیزی سے ایک قدرے جھکی ہوئی پہاڑی کی جانب موڑ لی۔ اس پہاڑی میں اس نے ایک بڑے غار کا دہانہ دیکھا تھا۔ وہ جیپ آگے لے گیا تو یہ دیکھ کر باسط خان کی آنکھیں چمک اٹھیں کہ واقعی پہاڑی میں ایک بڑے اور چوڑے غار کا دہانہ موجود تھا۔ غار کی زمین ہموار تھی اس لئے باسط خان جیپ روکے بغیر غار میں لے گیا اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی جیپ غار میں لے آئے۔ غار اتنا طویل تو نہیں تھا لیکن اس کی چوڑائی اتنی تھی کہ وہ چاروں جیپیں آسانی سے اس غار میں آ گئی تھیں۔

ان سب نے جیپیں غار میں روکیں اور پھر وہ جیپوں کے خفیہ

خانوں سے اپنا اسلحہ نکال کر جیپوں سے اتر آئے اور غار سے باہر آ گئے۔ غار سے نکل کر وہ تیزی سے ان پہاڑیوں کی جانب بھاگنا شروع ہو گئے جن کے پیچھے وادی اور وادی میں کافرستان سیکرٹ سروس کا کوئی خفیہ ٹھکانہ موجود تھا۔

ایک پہاڑی کے پاس پہنچ کر باسط خان اور احمد شہزاد نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ سب پھیل کر اس پہاڑی پر چڑھنا شروع ہو گئے۔ پہاڑی خاصی اونچی تھی لیکن وہ انتہائی ماہرانہ انداز میں پہاڑی پر چڑھتے چلے جا رہے تھے۔ پہاڑی کی چوٹی کے پاس پہنچ کر احمد شہزاد نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے وہیں رکنے کو کہا اور پھر وہ باسط خان کے ساتھ چوٹی کی طرف بڑھ گیا۔ چوٹی پر موجود چٹانوں کے پاس پہنچ کر وہ دونوں رک گئے اور پھر چٹانوں کے پیچھے سے سر نکال کر دوسری طرف دیکھنا شروع ہو گئے۔ دوسری طرف ایک چھوٹی سی وادی تھی جہاں ایک فوجی بیس کیمپ جیسا سیٹ اپ بنا ہوا تھا۔ وادی کے چاروں طرف باڑ لگی ہوئی تھی اور باڑھ کے اندر بے شمار بیرکیں اور ایک بڑی سی عمارت بنی ہوئی تھی۔ بیس کیمپ میں بے شمار گاڑیاں اور ٹرک موجود تھے جو سیکرٹ سروس کی فورس کی آمد و رفت کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ سائیڈ میں ایک ہیلی پیڈ بھی بنا ہوا تھا جہاں ایک جنگی ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ وادی کے سنٹر میں ایک واچ ٹاور بھی تھا جہاں سرچ لائٹس نصب تھیں اور وہاں دو افراد بھی موجود تھے۔ اس وقت چونکہ دن کا وقت تھا اس

لئے سرچ لائٹس آف تھیں۔ لیکن واچ ٹاور میں موجود دونوں افراد ٹیلی سکوپس سے ارد گرد کا باقاعدہ سرچ کرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ نیچے ہر طرف سیاہ لباس والے مسلح افراد گھومتے پھرتے دکھائی دے رہے تھے۔

''یہ تو باقاعدہ کوئی بیس کیمپ معلوم ہوتا ہے''...... باسط خان نے وادی میں پھیلے ہوئے بیس کیمپ کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ کافرستانی سیکرٹ سروس کی فائٹر فورس کا اڈہ ہے اس کی بناوٹ اور حفاظت ظاہر ہے کسی بیس کیمپ کی طرح کی جاتی ہو گی''...... احمد شہزاد نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ فورس، باس اور ان کے ساتھیوں کو اسی بیس کیمپ میں لائی ہے''...... باسط خان نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے انہیں مسلسل مانیٹر کیا تھا۔ وہ یہیں آئے تھے''...... احمد شہزاد نے جواب دیا۔

''یہاں کم و بیش تین چار سو افراد ہوں گے۔ ان کے مقابلے میں ہماری تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے''...... باسط خان نے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ ہمارے پاس جدید اسلحہ ہے۔ ہم ان کا بھرپور مقابلہ کر سکتے ہیں اور پھر میں نے تم سے کہا تھا کہ تم اپنے ساتھ ریڈ گن بھی لانا۔ ریڈ گن کی مدد سے ہم ان سب کو بے ہوش کر

سکتے ہیں اور آرام سے اپنے ساتھیوں کو ان کے درمیان سے نکال کر لے جا سکتے ہیں''...... احمد شہزاد نے کہا۔

''ہاں۔ انہیں واقعی ریڈ گنز سے ہی بے ہوش کرنا ہو گا۔ انہیں بے ہوش کرتے ہی ہم اندر داخل ہو جائیں گے اور پھر اپنے ساتھیوں کو ان کی قید سے نکال لائیں گے''...... باسط خان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ریڈ گنز سے ریڈ شیل مخصوص فاصلے سے فائر ہوتے ہیں۔ ان کا بیس کیمپ دور تک پھیلا ہوا ہے۔ ہمیں اپنے ساتھیوں کو چاروں اطراف بھیج دینا چاہئے۔ جب ہم ان پر چاروں اطراف سے ریڈ شیل فائر کریں گے تو انہیں سنبھلنے کا کوئی موقع نہیں ملے گا اور ریڈ شیل کا دھواں پورے بیس کیمپ میں پھیل جائے گا پھر ہم گیس ماسک پہن کر بیس کیمپ میں داخل ہو جائیں گے''...... احمد شہزاد نے کہا تو باسط خان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو ریڈ گنز لے کر دوسری پہاڑیوں کی طرف بھیجتا اچانک انہوں نے بیس کیمپ میں ہلچل سی ہوتی ہوئی دیکھی۔ وہاں موجود مسلح افراد تیزی سے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ کئی جیپیں حرکت میں آ گئی تھیں اور ہیلی کاپٹر کے پر بھی آہستہ آہستہ گھومنا شروع ہو گئے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے انہیں بیس کیمپ میں کسی ممکنہ حملے کی اطلاع مل گئی ہو اور وہ تیزی سے پوزیشن لینے کے لئے حرکت میں آ گئے ہوں۔

"یہ کیا ہوا ہے۔ یہ سب اس قدر تیزی سے متحرک کیوں ہو گئے ہیں"...... باسط خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے خود بھی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے"...... احمد شہزاد نے بھی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔کیمپ سے کئی جیپیں جن میں مسلح افراد سوار ہو گئے تھے تیزی سے نکل کر باہر جا رہی تھیں اور مختلف پہاڑیوں کے گرد گھومتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ ہیلی کاپٹر کے پروں کی گردش بھی بڑھ گئی تھی اور وہ بھی آہستہ آہستہ اوپر اٹھنا شروع ہو گیا تھا۔

"کہیں یہ ہمارے ایکشن میں تو نہیں آ رہے ہیں"...... باسط خان نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب"...... احمد شہزاد نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"واچ ٹاور کی طرف دیکھو۔ وہاں موجود دونوں افراد ٹیلی سکوپس سے اسی پہاڑی کی طرف دیکھ رہے ہیں جہاں ہم موجود ہیں"۔ باسط خان نے کہا تو احمد شہزاد چونک کر واچ ٹاور کی جانب دیکھنا شروع ہو گیا اور یہ دیکھ کر اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں آ گئیں کہ وہاں موجود دونوں افراد واقعی آنکھوں پر دوربین لگائے اسی پہاڑی کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ انہیں ہماری یہاں موجودگی کا علم ہو گیا ہے۔ وہ ہمارے خلاف ہی کارروائی کرنے کے لئے نکلے ہیں۔ جلدی کرو۔ ہمیں اس پہاڑی سے اترنا ہو گا اگر انہوں نے پہاڑی

پر میزائل فائر کر دیئے تو ہمارا بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا"...... احمد شہزاد نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے پیچھے ہٹنا شروع ہو گیا۔ باسط خان نے بھی اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ تیزی سے پہاڑی سے نیچے اترنا شروع ہو گئے۔ ابھی وہ پہاڑی سے تھوڑا ہی نیچے گئے ہوں گے کہ اچانک بیس کیمپ کی طرف سے ایک میزائل اڑتا ہوا آیا اور ٹھیک پہاڑی کی چوٹی پر اس چٹان سے ٹکرایا جس کے پیچھے چند لمحے قبل باسط خان اور احمد شہزاد چھپے ہوئے تھے۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور چٹان کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔ دھماکہ اس قدر زور دار تھا کہ پوری پہاڑی لرز اٹھی تھی اور پہاڑی کی لرزش سے نیچے اترتے ہوئے تمام افراد اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکے اور اچھل کر گرے اور پھر پہاڑی سے لڑھکتے چلے گئے۔ ان کی چیخوں سے ماحول بری طرح سے گونج اٹھا تھا۔ ابھی وہ لڑھکتے ہوئے نیچے جا ہی رہے تھے کہ یکے بعد دیگرے کئی میزائل اس پہاڑی سے ٹکرائے اور پھر ماحول میزائلوں کے زور دار دھماکوں سے بری طرح سے گونجنا شروع ہو گیا۔ اس بار دھماکوں سے پہاڑی اور زیادہ لرز اٹھی تھی۔ پہاڑی کے اس طرح لرزنے کی وجہ سے احمد شہزاد، باسط خان اور اس کے ساتھی ہوا میں اچھلے اور پھر وہ سب ایک ساتھ پہاڑی سے نیچے گرتے چلے گئے۔ ان کی تیز چیخوں سے ماحول بری طرح سے گونج کر رہ گیا۔ وہ اڑتے ہوئے جیسے ہی پہاڑی سے نیچے گرے اسی لمحے پہاڑی کے دونوں اطراف سے مسلح

افراد سے بھری ہوئی جیپیں نکلیں اور بجلی کی سی تیزی سے ان کی طرف بڑھیں۔ ابھی احمد شہزاد، باسط خان اور اس کے ساتھی اپنی ہڈیوں کو سہلاتے ہوئے اٹھ ہی رہے تھے کہ جیپیں تیزی سے بھاگتی ہوئیں ان کے نزدیک آ گئیں۔ جیپیں ان کے پاس رکیں اور ان میں موجود مسلح افراد اچھل اچھل کر نیچے آ گئے اور انہوں نے احمد شہزاد، باسط خان اور اس کے ساتھیوں کو اپنے نرغے میں لے لیا۔

اپنے چاروں طرف مسلح افراد کو دیکھ کر احمد شہزاد اور باسط خان نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

گولیاں دروازے کی طرف سے چلی تھیں اور دھماکے کے بعد چیخ میجر شرما کے منہ سے نکلی تھی۔ دروازے کی طرف سے چلنے والی یکے بعد دیگرے دو گولیاں میجر شرما کے اس ہاتھ پر لگی تھیں جس میں اس نے مشین گن تھام رکھی تھی۔ ایک گولی میجر شرما کے ہاتھ میں موجود مشین گن اور دوسری گولی اس کے دائیں ہاتھ پر لگی تھی جس سے وہ بری طرح سے چیخ اٹھا تھا۔

میجر شرما انتہائی غضبناک انداز میں دروازے کی طرف مڑا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں دروازے کے پاس کھڑے شاگل پر پڑیں وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔ دروازے کے پاس کھڑے شاگل کے ہاتھ میں اس کا سرکاری ریوالور دکھائی دے رہا تھا جس کی نال سے دھواں نکل رہا تھا۔ وہ انتہائی غضبناک انداز میں میجر شرما کی جانب دیکھ رہا تھا۔

''چچ۔ چچ۔ چیف آپ۔ آپ یہاں کب آئے اور یہ آپ نے کیا کیا ہے۔ انہیں گولی مارنے کی بجائے آپ نے مجھے ہی گولی مار دی ہے''...... میجر شرما نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاگل نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے ریوالور کا رخ بدستور میجر شرما کی جانب کر رکھا تھا وہ اس کی جانب انتہائی خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ چند لمحے وہ میجر شرما کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا رہا پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا میجر شرما کی جانب بڑھا۔

''تم نے میری اجازت کے بغیر انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کیوں کی تھی نانسنس۔ میں نے تم سے کہا تھا نا کہ یہ میرے دشمن ہیں اور میں انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا۔ نانسنس''۔ شاگل نے میجر شرما کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ وہ۔ چیف۔ وہ وہ''...... میجر شرما نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ وہ لگا رکھی ہے نانسنس۔ تم مجھے ایمر جنسی میں چھوڑ کر انہیں ہلاک کرنے کے لئے یہاں کیوں بھاگ آئے تھے۔ بولو۔ جواب دو۔ جب میں نے کہا تھا کہ انہیں میں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا تو تم نے ان پر گن کیوں اٹھائی تھی۔ بولو۔ جواب دو نانسنس''...... شاگل نے اسی انداز میں کہا۔

''آپ نے ہی کہا تھا چیف کہ انہیں کسی بھی صورت میں زندہ

نہیں چھوڑنا ہے۔ آپ کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تھی اس لئے میں آپ کو ایمر جنسی روم میں لے گیا تھا اور میں نہیں چاہتا تھا کہ انہیں زندہ رہنے کا زیادہ وقت دیا جائے۔ اس سے پہلے کہ ان پر سے سٹار شیلز کا اثر ختم ہوتا میں نے سوچا کہ آپ کی جگہ میں انہیں موت کے گھاٹ اتار دیتا ہوں''...... میجر شرما نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میری جگہ۔ ہونہہ۔ کیا تم میری جگہ لینا چاہتے ہو نانسنس۔ شاگل کی جگہ۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھے کچھ ہو گیا تو کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف تمہیں بنا دیا جائے گا نانسنس۔ بولو۔ جواب دو''...... شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔

''نن نن۔ نہیں چیف۔ وہ میں۔ وہ وہ''...... میجر شرما نے ایک بار پھر بوکھلاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''اپنی اوقات میں رہو میجر شرما۔ تم میرے نائب ہو اور تمہارا میرے نائب ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم میرے فیصلوں کے خلاف کام کرنا یا میرے ارادوں پر خود عمل کرنا شروع کر دو۔ نانسنس۔ اپنی اوقات میں رہو گے تو تمہارے لئے بہتر ہو گا ورنہ تم جانتے ہو کہ شاگل سوائے صدر مملکت کے اور پرائم منسٹر کے کسی کو جوابدہ نہیں ہے۔ میں تمہاری نافرمانی پر تمہیں اگر گولی بھی مار دوں گا تو مجھے اس کے لئے کسی کو کوئی جواب نہیں دینا پڑے گا۔ سمجھے تم نانسنس''...... شاگل نے اسی انداز میں کہا۔

"یس۔ یس سر"...... میجر شرما نے سر جھکا کر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب تم وہی کرو گے جو میں تم سے کہوں گا۔ اگر تم نے مجھ سے کوئی سوال پوچھا یا میرے فیصلے کے خلاف کوئی بات کی تو اس بار میرے ریوالور سے نکلنے والی گولی تمہارے سر میں سوراخ کر دے گی"...... شاگل نے کہا تو میجر شرما کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"نن۔ نن۔ نہیں چیف۔ آپ جو کہیں گے میں ویسا ہی کروں گا میں آپ کے کسی فیصلے کے خلاف کوئی بات نہیں کروں گا"...... میجر شرما نے اسی انداز میں کہا۔

"گڈ شو۔ اب چلو ان سب کو اے آر ون کے انجکشن لگا دو"۔ شاگل نے کہا۔

"اے آر ون کے انجکشن۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف۔ اگر میں نے انہیں اے آر ون کے انجکشن لگا دیئے تو ان سب کے جسموں سے سٹار شیل کا اثر ختم ہو جائے گا اور......" میجر شرما نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر شاگل کو خونی نظروں سے خود کو گھورتا پا کر اس نے فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

"میں نے کہا تھا نا کہ میری کسی بات سے اختلاف نہ کرنا نانسنس۔ تم اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ۔ ورنہ"...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ سوری سر۔ رئیلی ویری سوری۔ مم مم۔ میں ابھی انہیں اے آر ون کے انجکشن لگا دیتا ہوں۔ ابھی لگاتا ہوں چیف"۔ میجر شرما نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے اس کرسی کی جانب لپکا جہاں اس کا باکس رکھا ہوا تھا۔ اس نے جلدی جلدی باکس سے چند چیزیں نکال کر دوسری خالی کرسی پر رکھیں اور پھر اس نے باکس کے نچلے حصے سے چند سرنج اور ایک انجکشن کی شیشی نکال لی۔ شیشی میں زرد رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ میجر شرما نے ایک سرنج میں زرد محلول بھرا اور پھر وہ تیزی سے راڈز سے بندھے ہوئے افراد کی جانب بڑھا۔

"پہلے اسے لگاؤ انجکشن"...... شاگل نے عمران کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ شاگل کی بات سن کر میجر شرما نے ایک بار پھر پریشانی کے عالم میں شاگل کی طرف دیکھا لیکن شاگل کا چہرہ سپاٹ تھا۔ میجر شرما کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اچانک شاگل کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے آتے ہی اس کے ہاتھ پر گولی مار دی تھی اور اب وہ عمران اور اس کے ساتھی جن کے چہرے میک اپ سے صاف ہو چکے تھے ان سب کو اے آر ون انجکشن لگوا رہا تھا جس سے سٹار شیلز کی گیس کا اثر ختم ہو جاتا اور ان کے ساکت اعصاب میں حرکت آ جاتی۔ عمران اب ان کے سامنے اصلی شکل میں تھا اسے بجائے گولی مارنے کے شاگل اسے ٹھیک کرنے کا حکم دے رہا تھا جس سے میجر شرما کے دماغ میں آندھیاں سی چلنا شروع ہو گئی

تھیں۔ وہ شاگل سے احتجاجاً کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن شاگل کا چہرہ غیظ و غضب سے بگڑا ہوا تھا اس لئے اسے شاگل سے کچھ پوچھنے یا کچھ کہنے کی جرأت ہی نہیں ہو رہی تھی۔ ایک لمحے کے لئے اس نے بے چارگی کے عالم میں شاگل کی جانب دیکھا پھر وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا عمران کی جانب مڑا اور اس نے عمران کے بازو میں انجکشن لگانا شروع کر دیا۔ جیسے ہی عمران کے بازو میں انجکشن لگا اس کا جسم متحرک ہو گیا۔ وہ تیزی سے پلکیں جھپکانے لگا۔ اسے حرکت کرتے دیکھ کر میجر شرما نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

’’اب باقی سب کو بھی انجکشن لگا دو‘‘...... شاگل نے کہا تو میجر شرما نے ایک بار پھر احتجاجی نظروں سے شاگل کی جانب دیکھا جیسے اس کا احتجاج دیکھ کر شاگل اپنا فیصلہ بدل لے گا لیکن شاگل کے چہرے پر بدستور سختی موجود تھی۔ اس کا کرخت چہرہ دیکھ کر میجر شرما نے سر جھکا اور باقی افراد کو بھی انجکشن لگانا شروع ہو گیا۔

’’عمران میں نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اینٹی انجکشن لگوا دیئے ہیں۔ چند ہی لمحوں میں تم سب کے جسموں سے سٹار شیل کے دھویں کا اثر ختم ہو جائے گا جس سے نہ صرف تمہارے جسم متحرک ہو جائیں گے بلکہ تم سب بولنے کے بھی قابل ہو جاؤ گے‘‘۔ شاگل نے آگے بڑھ کر عمران کی طرف دیکھ کر بڑے نرم لہجے میں کہا اور اسے عمران سے اس انداز میں بات کرتے دیکھ کر میجر شرما حیران رہ گیا۔ وہ شاگل کی جانب ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اس

کے سامنے شاگل نہیں بلکہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق کھڑی ہو۔ شاگل اور عمران سے اس انداز میں بات کرے ایسا ممکن ہی نہیں تھا۔ وہ عمران سے اس انداز میں بات کر رہا تھا جیسے عمران اس کا دشمن نہیں بلکہ دوست ہو۔

’’تھینک یو شاگل بھائی‘‘...... اچانک عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی آواز سن کر میجر شرما ایک بار پھر اچھل پڑا۔

’’چیف۔ آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ یہ ہمارا دوست نہیں دشمن ہے‘‘...... میجر شرما نے نہ چاہتے ہوئے بھی احتجاجاً چیختے ہوئے کہا۔

’’یو شٹ اپ نانسنس۔ میرا کون دوست ہے اور کون دشمن۔ تمہیں مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھے نانسنس‘‘۔ شاگل نے پلٹ کر گرجتے ہوئے لہجے میں کہا تو میجر شرما بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

’’یس چیف۔ یس۔ یس‘‘...... میجر شرما نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’اب اگر تمہارے منہ سے ایک بھی لفظ نکلا تو میں کسی لحاظ کے بغیر تمہیں گولی مار دوں گا‘‘...... شاگل نے غراتے ہوئے کہا اور میجر شرما نے بے اختیار اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

’’شاگل انکل آپ کو اس کے منہ لگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میری حقیقت نہیں جانتا اسی لئے یہ مجھے اپنا اور آپ کا دشمن سمجھ رہا ہے‘‘...... عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر میجر شرما کے چہرے

پر اور زیادہ حیرت پھیل گئی۔

"یس کرنل آنند۔ اسی لئے میں اس کا لحاظ کر رہا ہوں۔ اگر یہ میرا نمبر ٹو نہ ہوتا تو میں اسی وقت اسے گولی مار دیتا"...... شاگل نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ اسے جب پتہ چلے گا کہ ہم کون ہیں تو یہ بھی ہمیں سیلوٹ کرنے پر مجبور ہو جائے گا لیکن فی الحال تمہارے سوا میں کسی پر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی شناخت ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتا اس لئے یہ جتنا حیران ہونا چاہتا ہے اسے ہونے دو۔ تم مجھے اور میرے ساتھیوں کو فوراً آزاد کرو"...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس کرنل آنند۔ میں ابھی کنٹرول روم میں موجود کیپٹن اشونت کو ہدایات دیتا ہوں۔ وہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ابھی راڈز سے آزاد کر دے گا۔ میجر شرما"...... شاگل نے پہلے عمران سے بڑے مخلصانہ لہجے میں اور پھر میجر شرما سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف"...... میجر شرما نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"فوراً کنٹرول روم میں جاؤ اور کیپٹن اشونت سے کہو کہ ان سب کے راڈز اوپن کر دے"...... شاگل نے کہا تو میجر شرما نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"یس چیف"...... میجر شرما نے مرے مرے لہجے میں کہا اور پھر وہ سر جھکا کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ وہ کمرے سے نکلتے ہوئے بار بار کبھی عمران اور اس کے بندھے

ہوئے ساتھیوں کی طرف دیکھ رہا تھا اور کبھی شاگل کی طرف۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ شاگل، عمران کو کرنل آنند کیوں کہہ رہا ہے اور عمران نے شاگل سے یہ کیوں کہا تھا کہ میجر شرما ان کی اصلیت نہیں جانتا۔ اگر اسے ان کی اصلیت کا پتہ چل جائے تو وہ بھی انہیں سیلوٹ کرنے پر مجبور ہو جائے۔ نجانے کیوں میجر شرما کو احساس ہو رہا تھا کہ عمران، شاگل کو احمق بنا رہا ہے اور شاگل نجانے کیوں عمران کی باتوں پر یقین کر رہا ہے جبکہ اس کے سامنے عمران نے شاگل سے ایسی کوئی بات کی ہی نہیں تھی جس سے شاگل یہ سمجھتا کہ یہ اصلی عمران نہیں ہے۔ وہ سر جھٹکتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"مجھے افسوس ہے کرنل آنند کہ میجر شرما اور اس کے ساتھیوں نے تمہیں عمران اور تمہارے ساتھیوں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران سمجھ کر اس طرح گرفتار کر لیا تھا۔ جب مجھے میجر شرما ایمرجنسی روم میں لے گیا تھا تو وہاں مجھے پرائم منسٹر کی کال موصول ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ آپ کا تعلق ریڈ ہاٹ سے ہے اور ہم نے آپ سب کو غلطی سے گرفتار کیا ہے۔ اسی لئے میں تکلیف میں ہونے کے باوجود فوری طور پر بھاگتا ہوا یہاں آ گیا تھا اگر مجھے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو میجر شرما آپ کو عمران سمجھ کر گولی مار دیتا"...... شاگل نے کہا۔

"اگر تم نے مجھے سٹارشیل سے مفلوج نہ کیا ہوتا تو میں تمہیں خود

ہی اپنے بارے میں بتا دیتا۔ بہرحال لگتا ہے پرائم منسٹر کو اس بات کی اطلاع مل گئی تھی کہ تمہاری فورس نے ہمیں غلط فہمی کی بناء پر گرفتار کیا ہے اسی لئے انہوں نے کال کی ہو گی اور واقعی میری قسمت اچھی تھی کہ تم وقت پر یہاں آ گئے ورنہ میجر شرما تو مجھ پر فائرنگ کرنے ہی والا تھا“...... عمران نے کہا۔

”میں اس کے لئے آپ سے تہہ دل سے معافی چاہتا ہوں کرنل آنند۔ امید ہے آپ مجھے اور میجر شرما کی اس بھول کو درگزر کر دیں گے“...... شاگل نے کہا۔

”ہونہہ۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب مجھے اور میرے ساتھیوں کو آزاد کرو تاکہ میں جا کر اپنا مشن پورا کر سکوں جس کے لئے مجھے اور میرے ساتھیوں کو ڈبل میک اپ کرنے پڑے تھے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بس چند لمحے اور انتظار کر لیں جناب۔ میجر شرما کنٹرول روم میں جاتے ہی آپ کو آزاد کرا دے گا“...... شاگل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اسی لمحے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سب چونک پڑے۔ شاگل نے پلٹ کر دیکھا تو میجر شرما تیزی سے بھاگتا ہوا واپس آ رہا تھا۔

”کیا ہوا تم اس طرح بھاگتے ہوئے کیوں آ رہے ہو نانسنس اور میں نے تمہیں کنٹرول روم میں جا کر کرنل آنند اور اس کے ساتھیوں کو راڈز والی کرسیوں سے آزاد کرانے کے لئے بھیجا تھا پھر

تم بغیر انہیں آزاد کرائے واپس کیوں آ گئے ہو۔ نانسنس“۔ شاگل نے اسے دیکھ کر بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں کنٹرول روم سے ہی آ رہا ہوں چیف۔ میں نے کیپٹن اشونت سے انہیں راڈز سے آزاد کرنے کے لئے کہا تھا لیکن جس مشین سے ان کرسیوں کے راڈز بند کئے گئے تھے اس مشین میں کوئی خلل آ گیا ہے جس کی وجہ سے کیپٹن اشونت یہ راڈز کھول نہیں پا رہا ہے۔ وہ مشین ٹھیک کر رہا ہے۔ جیسے ہی مشین ٹھیک ہو گی وہ ان کے راڈز کھول دے گا“...... میجر شرما نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اس نے میجر شرما کے لہجے سے صاف اندازہ لگا لیا تھا کہ میجر شرما جھوٹ بول رہا ہے اس نے کنٹرول روم میں جا کر انہیں کھلوانے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے نانسنس۔ مشین کیسے خراب ہو سکتی ہے“۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں چیف۔ مشین واقعی خراب ہو گئی ہے۔ میں نے اسے خود چیک کیا ہے۔ مشین سے راڈز نہیں کھل رہے ہیں“...... میجر شرما نے کہا۔

”یہ جھوٹ بول رہا ہے شاگل۔ اسے ہم پر شک ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ ہمیں کھلوانے کے کنٹرول روم میں گیا ہی نہیں تھا اور راستے سے ہی واپس آ گیا ہے“...... عمران نے غصیلے

لہجے میں کہا تو میجر شرما اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"کیا کرنل آنند ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ تم کنٹرول روم میں نہیں گئے تھے"...... شاگل نے میجر شرما کو گھورتے ہوئے کہا۔

"یہ جھوٹ بول رہا ہے چیف۔ میں سچ کہہ رہا ہوں اگر آپ کو میری بات پر یقین نہیں ہے تو آپ میرے ساتھ چلیں اور خود کنٹرول روم میں جا کر اس مشین کو چیک کر لیں"...... میجر شرما نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا لیکن اس کے لہجے میں موجود کھوکھلا پن بھلا عمران سے کیسے چھپ سکتا تھا۔ وہ میجر شرما کی بات سن کر غرا کر رہ گیا۔

"آپ ایک منٹ انتظار کریں کرنل آنند۔ میں خود کنٹرول روم میں جا کر مشین چیک کرتا ہوں۔ اگر میجر شرما کی بات جھوٹی ہوئی تو میں اسے اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا"...... شاگل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم مم۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں چیف۔ آئیں۔ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں"...... میجر شرما نے کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

"یہ سب کیا چکر ہے عمران۔ یہ شاگل تمہارے ساتھ اس انداز میں کیوں بات کر رہا ہے جیسے یہ تمہارا دشمن نہ ہو بلکہ دوست ہو"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جو اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ جولیا نے عمران سے قدیم عبرانی زبان میں بات کی

تھی تا کہ وہاں موجود مسلح افراد اس کی بات نہ سمجھ سکیں۔

"ابھی خاموش رہو۔ میں نے ایک چکر چلانے کی کوشش کی تھی لیکن لگتا ہے میجر شرما ضرورت سے زیادہ ذہین اور چالاک ہے۔ وہ شاید میری چال سمجھ گیا ہے اسی لئے وہ شاگل کو اپنے ساتھ لے گیا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیسی چال"...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ میجر شرما نے چونکہ ان سب کو اے آر ون کے انجکشن لگا دیئے تھے اس لئے ان سب کے جسم نہ صرف متحرک ہو گئے تھے بلکہ وہ اب بولنے کے بھی قابل ہو گئے تھے۔

"بعد میں بتاؤں گا۔ میں نے شاگل کے ذریعے خود کو اور تم سب کو اے آر ون کے انجکشن تو لگوا لئے ہیں لیکن ہم ابھی تک راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے ہیں۔ اگر ہم جلد سے جلد ان راڈز والی کرسیوں سے آزاد نہ ہوئے تو اس بار شاگل اور میجر شرما یہاں آ کر ہمیں واقعی گولیوں سے اُڑا دیں گے"...... عمران نے کہا۔ وہ انتہائی بے چین نظروں سے اپنے گرد موجود راڈز کو چیک کر رہا تھا لیکن یہ راڈز ایسے تھے کہ وہ انہیں کسی بھی طرح سے نہیں کھول سکتا تھا۔ اس کے نہ صرف دونوں ہاتھ کرسیوں کے بازوؤں پر جکڑے ہوئے تھے بلکہ اس کی ٹانگیں بھی کرسی کے پائیوں سے جکڑی ہوئی تھیں اور دو راڈز اس کے سینے اور پیٹ کے سامنے بھی تھے۔ اسی طرح ایک راڈ اس کی گردن کے پاس سے بھی گزر رہا تھا

Downloaded from https://paksociety.com

جس کی وجہ سے وہ سوائے گردن دائیں بائیں ہلانے کے اور کچھ نہیں کرسکتا تھا۔

''لیکن ہم ان راڈز سے خود کو کیسے آزاد کرائیں گے۔ انہیں کھولنے کا فنکشن تو کسی کنٹرول روم میں ہے''...... کیپٹن شکیل نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''جو بھی ہو ہم یہاں زیادہ دیر نہیں رک سکتے۔ ہمیں جلد سے جلد راڈز سے نجات حاصل کرنی ہو گی''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ انہیں دروازے کے باہر سے تیز تیز قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ عمران اور اس کے ساتھی چونک کر دروازے کی جانب دیکھنا شروع ہو گئے۔ اسی لمحے دروازے سے میجر شرما تیز تیز چلتا ہوا اندر آ گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی خوفناک اور زہر انگیز مسکراہٹ دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اندر آیا اور پھر رکے بغیر چلتا ہوا عمران کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور عمران کی جانب انتہائی تمسخرانہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ اس کے دائیں ہاتھ پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ یہ اس کا وہی ہاتھ تھا جس پر شاگل نے گولی ماری تھی۔

''مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو میجر شرما۔ کیا میں نے تمہاری محبوبہ کی دُم پر پاؤں رکھ دیا تھا''...... عمران نے میجر شرما کی طرف دیکھتے ہوئے مخصوص انداز میں کہا۔

''میں تمہاری عیاری سمجھ گیا ہوں عمران''...... میجر شرما نے

زہریلے لہجے میں کہا۔

''عیاری۔ کیسی عیاری اور تم مجھے عمران کیوں کہہ رہے ہو۔ میں کرنل آنند ہوں اور میرا تعلق کافرستانی سیکرٹ ایجنسی ریڈ ہاٹ سے ہے''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''ہونہہ۔ کافرستان میں ریڈ ہاٹ نامی کوئی ایجنسی نہیں ہے عمران۔ مجھے احمق بنانے کی کوشش مت کرو۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ تم نے چیف کو اپنی ٹرانس میں لیا تھا۔ سٹار شیل سے صرف تمہارا جسم مفلوج ہوا تھا۔ تمہاری آنکھیں بھی کھلی ہوئی تھیں اور تمہارا دماغ بھی کام کر رہا تھا۔ جب چیف تمہاری آنکھوں میں جھانک کر دیکھ رہے تھے تو تم نے اس وقت ان پر ہپناٹائزم کر دیا تھا۔ تم نے پوری طاقت سے چیف پر ہپناٹائزم کیا تھا جس سے چیف کی چیخ نکل گئی تھی اور وہ آنکھیں پکڑ کر نیچے گر کر تڑپنا شروع ہو گئے تھے۔ میں انہیں یہاں سے اٹھا کر ایمرجنسی روم میں لے گیا تھا۔ جہاں ایک ڈاکٹر ان کی آنکھیں چیک کر رہا تھا۔ میں انہیں جیسے ہی وہاں چھوڑ کر آیا وہ تمہاری ٹرانس میں ہونے کی وجہ سے فوراً ایمرجنسی سے نکل کر میرے پیچھے یہاں آ گئے اور انہوں نے تمہارے اشارے پر مجھے گولی ماری تھی۔ چیف جس طرح تم سے بات کر رہے تھے مجھے اس پر بے حد حیرت ہو رہی تھی میں ان کے ہر حکم کی تعمیل کر رہا تھا۔ تم چیف کو ٹرانس میں لے کر خود کو اور اپنے ساتھیوں کو یہاں سے آزاد کرانا چاہتے تھے لیکن میرے دماغ میں

آندھیاں چل رہی تھیں۔ جب چیف نے مجھے حکم دیا کہ میں کنٹرول روم میں جا کر کرسیوں کے راڈز کھلوا کر تمہیں آزاد کرا دوں تو میں بے حد پریشان ہوا۔ چیف کا رویہ میری سمجھ سے بالا تر تھا۔ باہر جاتے ہوئے جب میں نے غور کیا تو مجھے پتہ چل گیا کہ یہ کام تمہارے سوا دوسرا کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ تم نے ہی یقیناً کوئی چکر چلایا ہوگا اور جب میں نے تمہارے بارے میں سوچا تو مجھے یقین ہو گیا کہ تم نے چیف کو اپنی ٹرانس میں لیا ہے اسی لئے میں فوراً واپس آ گیا اور پھر میں چیف کو لے کر یہاں سے چلا گیا۔ باہر جاتے ہی میں نے چیف کو بلیک نیڈل سے بے ہوش کیا اور انہیں اٹھا کر واپس ایمرجنسی روم میں پہنچا دیا۔ وہ اب ایمرجنسی روم میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ جب تک وہ بے ہوش رہیں گے تمہاری ٹرانس سے آزاد رہیں گے۔ جب تک انہیں ہوش آئے گا تب تک میں تم سب کو ہلاک کر کے تمہاری لاشیں بھی برقی بھٹی میں جلا کر راکھ کر دوں گا“...... میجر شرما نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تو اب تم مجھے اور میرے ساتھیوں کو یہاں ہلاک کرنے کی نیت سے آئے ہو“...... عمران اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ اور تم شاید مجھے بھی چیف کی طرح اپنی ٹرانس میں لینے کی کوشش کر رہے ہو لیکن یہ مت بھولو کہ میں شاگل نہیں میجر شرما

ہوں۔ میں تمہیں چیف سے زیادہ بہتر جانتا ہوں۔ میری آنکھوں پر بلیک لینز لگے ہوئے ہیں۔ ان لینز کی وجہ سے تم مجھے اپنی ٹرانس میں نہیں لے سکو گے“...... میجر شرما نے عمران کو اپنی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے دیکھ کر کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”نہیں بھائی۔ مجھ غریب میں اتنی طاقت کہاں جو میں تم جیسی قد آور شخصیت کو اپنی ٹرانس میں لے سکو۔ میں تو تمہاری آنکھوں کا رنگ دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا“...... عمران نے کہا تو میجر شرما زہریلے انداز میں ہنسنا شروع ہو گیا۔

”بڑی مکروہ ہنسی ہے تمہاری۔ اب ہنسنا بند کرو اور اپنا پروگرام شروع کرو“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیسا پروگرام“...... میجر شرما نے پوچھا۔

”تم نے خود ہی کہا ہے کہ تم ہمیں ہلاک کرنے آئے ہو تو کہو اپنے ساتھیوں سے یہ ہم پر فائرنگ کریں“...... عمران نے کہا تو میجر شرما چونک کر اس کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔

”کیا مطلب۔ تمہیں مرنے کی اتنی جلدی کیوں ہے“...... میجر شرما نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جب ہمیں اور تمہیں مرنا ہی ہے تو پھر جلدی کیا اور دیر کیا“۔ عمران نے گنگنانے والے انداز میں کہا تو میجر شرما بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔ تمہاری موت سے ہمارا کیا تعلق"۔ میجر شرما نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ایک محاورہ ہے شاید تم نے سنا ہو۔ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔ اب یہ محاورہ صحیح ہے یا غلط لیکن میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ ہم مریں گے تو زندہ تم اور تمہارے یہ ساتھی بھی نہیں رہیں گے۔ ہم میں سے ایک شخص ایسا ہے جس کے جسم میں بارود ہی بارود بھرا ہوا ہے۔ جیسے ہی اس پر فائرنگ ہوئی۔ بارود بھرا جسم دھماکے سے پھٹ پڑے گا اور ہمارے ساتھ تم سب کے بھی ٹکڑے اُڑ جائیں گے۔ اس دھماکے سے یہ عمارت بھی اسی عمارت کی طرح اُڑ جائے گی جسے تم نے اور شاگل نے مل کر بلیک بلاسٹرز سے تباہ کیا تھا"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ پھر مجھے احمق بنانے کی کوشش کر رہے ہو"...... میجر شرما غرایا۔

"نہیں۔ احمقوں کو احمق نہیں بنایا جا سکتا ہے۔ تمہیں میری بات پر یقین نہیں ہے تو کرو ہم پر فائرنگ اور پھر نتیجہ تم خود ہی دیکھ لینا"...... عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا اور اس کا ٹھوس انداز دیکھ کر میجر شرما کے چہرے پر تشویش کے سائے لہرانے لگے۔

"کس کے جسم میں ہے بارود اور بارود بھلا کسی کے جسم میں کیسے بھرا جا سکتا ہے"...... میجر شرما نے کہا۔

"بھرا نہیں جا سکتا پیارے مگر بارود سے بھرے ہوئے بیگز تو

کسی کے جسم پر فکس ہو سکتے ہیں"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"غلط۔ میں نے تم سب کی تلاشی لی تھی۔ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے جسموں پر کوئی بیگز نہیں ہیں"...... میجر شرما نے سر جھٹک کر کہا۔

"نہیں ہیں تو پھر دیر کیوں کر رہے ہو۔ کہو اپنے ساتھیوں سے یہ فائرنگ اسکوارڈ کی طرح ہمارے سامنے آ جائیں اور دھائیں دھائیں کر کے ہم پر گولیاں برسا دیں۔ اور کچھ ہو نا ہو لیکن دھائیں دھائیں کی آوازوں میں زور دار دھماکہ بھی ہو گا ایسا دھماکہ جسے سنتے ہی تم سب ہمارے ساتھ ٹکڑوں کی صورت میں بکھر جاؤ گے"...... عمران نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہا اور اس کی بات سن کر وہاں موجود مسلح افراد کے چہروں پر حقیقتاً تشویش کے سائے لہرانا شروع ہو گئے۔

"یہ بکواس کر رہا ہے۔ اس کی کوئی بات مت سنو۔ ان کے جسموں پر کوئی بارودی مواد بندھا ہوا نہیں ہے۔ آگے بڑھو اور انہیں ہلاک کر دو"...... میجر شرما نے اپنے ساتھیوں کو تشویش میں مبتلا دیکھ کر غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"لیکن سر اگر ایک بار انہیں چیک کر لیا جائے تو کیا حرج ہے۔ یہ بندھے ہوئے ہیں اگر ان میں سے کسی کے جسم پر بارودی مواد لگا ہوا ہے اسے ہٹایا بھی تو جا سکتا ہے"...... ایک آدمی نے کہا تو میجر شرما اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔

"تمہیں میری بات پر یقین نہیں ہے نانسنس۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں احمق ہوں"...... میجر شرما نے غصیلے لہجے میں کہا تو اس آدمی نے سہم کر سر نیچے کر لیا۔

"احمق تو تم ہو میجر شرما اس میں کسی سے پوچھنے والی کون سی بات ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ تم۔ مجھے احمق نہیں کہہ سکتے"...... میجر شرما نے گرجتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں تمہیں احمق نہیں کہتا کیونکہ تم احمقوں کے سردار جو ہو"...... عمران نے کہا تو میجر شرما کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"موت کو سامنے دیکھ کر تمہارا دماغ ماؤف ہو گیا ہے عمران۔ تم کچھ بھی کر لو لیکن اس بار تم میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکو گے۔ میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو یہیں ہلاک کروں گا اور یہیں دفن کر دوں گا"...... میجر شرما نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یہ بھی تم احمقانہ بات کر رہے ہو۔ ابھی کچھ دیر پہلے تم نے کہا تھا کہ تم ہمیں ہلاک کر کے ہماری لاشیں برقی بھٹی میں جلا دو گے اب کہہ رہے ہو کہ تم ہمیں ہلاک کر کے یہیں دفن کر دو گے۔ ہماری لاشوں کے ساتھ کیا کرنا ہے یہ ہمیں پہلے ہی بتا دو ورنہ ہم مرنے سے انکار کر دیں گے"...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"میں تمہاری لاشوں کی بوٹیاں اڑا دوں گا تمہارے ٹکڑے

ٹکڑے کر کے چیل کوؤں کو کھلا دوں گا"...... میجر شرما نے چیختے ہوئے کہا۔

"اگر چیل کوؤں نے ہماری لاشوں کے ٹکڑے کھانے سے انکار کر دیا تو"...... عمران نے اسی اطمینان سے کہا تو میجر شرما کا جسم غیظ و غضب سے کانپنا شروع ہو گیا۔ وہ انتہائی خونخوار نظروں سے عمران کی جانب دیکھ رہا تھا اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک جھٹکے سے جیب سے اپنا مشین پسٹل نکال لیا۔

"پہلے میں تم سب کو ہلاک کروں گا اور پھر میں اس بات کا فیصلہ کروں گا کہ مجھے تمہاری لاشیں برقی بھٹی میں جلانی ہیں۔ یہاں دفن کرنی ہیں یا تمہاری لاشوں کے ٹکڑے چیل کوؤں کو کھلانے ہیں"۔ میجر شرما نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ زیادتی ہے۔ پہلے ہمیں اس بات کا یقین دلاؤ کہ تم ہماری لاشوں کی کیسے بے حرمتی کرو گے ورنہ مرنے کے بعد ہم بھوت بن کر تمہیں ڈرانا شروع کر دیں گے اور تمہاری راتوں کی نیند حرام کر دیں گے"...... عمران نے کہا تو میجر شرما غرا کر رہ گیا اس کی انگلی مشین پسٹل کے ٹریگر پر دبتی جا رہی تھی۔ عمران اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس کی جانب غور سے دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا وقت ختم ہو گیا ہے عمران۔ گڈ بائے"...... میجر شرما نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل کا ٹریگر دبا کر عمران کو ہلاک کرتا اچانک وہاں تیز بو پھیلتی چلی گئی۔

بو اس قدر زود اثر تھی کہ میجر شرما اور اس کے ساتھی ایک ساتھ لہرائے اور پھر وہ سب خالی ہوتی ہوئی بوریوں کی طرح گرتے چلے گئے۔ بو عمران اور اس کے ساتھیوں کے دماغوں پر بھی اثر کر گئی تھی۔ بو محسوس کرتے ہی عمران نے سانس روکنے کی کوشش کی لیکن لاحاصل۔ دوسرے لمحے اس کا ذہن اندھیرے کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

''ایکشن''...... زمین پر گرے احمد شہزاد نے اپنے ساتھیوں کو مسلح افراد کے گھیرے میں دیکھ کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ بلندی سے گر کر انہیں چوٹیں تو بہت آئی تھیں لیکن ان کا اسلحہ بدستور ان کے ہاتھوں میں ہی تھا۔ مسلح افراد ان کے سروں پر سوار تھے لیکن اس کے باوجود احمد شہزاد اور باسط خان کے چہروں پر کوئی تردد کے تاثرات نمودار نہیں ہوئے تھے۔ جیسے ہی احمد شہزاد نے ایکشن کہا اسی لمحے باسط خان اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے تڑپ کر سیدھے ہوئے اور پھر ان کے ہاتھوں میں موجود مشین گنیں بری طرح سے گرجنا شروع ہو گئیں۔ انہیں گھیرے میں لینے والے مسلح افراد کو شاید ان سے اس قدر پھرتی اور تیزی کی امید نہیں تھی۔ گھیرے میں آنے کے بعد عام طور پر مسلح افراد اپنے ہتھیار ڈال دینے کو ترجیح دیتے ہیں۔ انہیں گھیرنے والے مسلح افراد کا بھی یہی

خیال تھا کہ گھیرے میں آتے ہی وہ سب ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیں گے اس لئے وہ قدرے ڈھیلے انداز میں ان کی جانب مشین گنیں کئے کھڑے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ 'ایکشن' کا لفظ سن کر سنبھلتے، احمد شہزاد، باسط خان اور اس کے ساتھیوں کی مشین گنوں سے شعلے نکلے اور ان کے گرد گھیرا ڈالے افراد چیختے ہوئے اچھل اچھل کر پیچھے گرے۔ چونکہ احمد شہزاد، باسط خان اور اس کے ساتھیوں نے لیٹے لیٹے اور ان کے چاروں طرف فائرنگ کی تھی اس لئے انہیں گھیرنے والوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں بچ سکا تھا وہ سب کے سب ان کی گولیوں کا شکار ہو گئے۔ پیچھے چند جیپیں اور بھی تھیں جن میں مزید مسلح افراد موجود تھے۔ انہوں نے جب اپنے ساتھیوں کو گولیوں کا شکار بنتے دیکھا تو وہ چھلانگیں مارتے ہوئے جیپ سے اتر آئے اور انہوں نے احمد شہزاد، باسط خان اور اس کے ساتھیوں کی طرف فائرنگ کرنی شروع کر دی لیکن اس وقت تک احمد شہزاد، باسط خان اور اس کے ساتھی اٹھ کر چھلانگیں مارتے ہوئے ان جیپوں کی آڑ میں چلے گئے تھے جن سے اتر کر مسلح افراد نے انہیں گھیرے میں لیا تھا اور وہ احمد شہزاد، باسط خان اور ان کے ساتھیوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔

جیپوں کی آڑ لیتے ہوئے احمد شہزاد اور باسط خان اپنے ساتھیوں کے ساتھ جیپوں کی دوسری طرف موجود افراد پر فائرنگ کرنا شروع ہو گئے۔ ان کی گولیوں کا شکار ہونے والے مسلح افراد کی تعداد بیس

تھی اور اتنے ہی افراد جیپوں کے پیچھے موجود تھے۔ ان سب نے بھی جیپوں اور ارد گرد موجود پہاڑی چٹانوں کی آڑ لے لی تھی۔ انہیں جیپوں اور چٹانوں کی آڑ لیتے دیکھ کر باسط خان نے اپنے ساتھیوں اشارہ کیا کہ وہ ان کی طرف مسلسل فائرنگ کریں۔ اس کے ساتھیوں نے جیسے ہی فورس پر فائرنگ کرنی شروع کی باسط خان نے احمد شہزاد کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے نیچے جھکے اور جیپ کے نیچے رینگتے چلے گئے۔ ایک جیپ کے نیچے سے رینگ کر وہ دوسری جیپ کے نیچے آئے اور پھر تیسری جیپ کے نیچے گھس گئے۔ باسط خان نے احمد شہزاد کو اشارہ کیا تو احمد شہزاد تیزی سے دائیں طرف جبکہ باسط خان بائیں طرف نکل گیا۔ دونوں نے اگلی جیپ کی طرف بڑھتے ہوئے اپنی جیبوں سے راڈز بم نکالے اور پھر وہ ایک ساتھ اٹھے اور انہوں نے راڈز بم کے بٹن پریس کرتے ہوئے ایک ایک کر کے انہیں پھینکنا شروع کر دیا۔

باسط خان نے راڈز بم ان چٹانوں کی طرف پھینکے تھے جہاں فورس کے افراد چھپے ہوئے تھے جبکہ احمد شہزاد نے بم جیپوں کی طرف اچھالے تھے جن کے پیچھے مسلح افراد موجود تھے۔ یکے بعد دیگرے چار دھماکے ہوئے اور جیپوں کے ساتھ وہ پہاڑیوں بھی آگ کے شعلوں میں لپٹ کر اُڑتی چلی گئیں جن کے پیچھے فورس کے افراد موجود تھے۔ جیسے ہی دھماکے ہوئے احمد شہزاد اور باسط خان اپنی اپنی اطراف سے اچھل کر سامنے آئے اور انہوں نے دائیں

بائیں موجود فورس کے بچ جانے افراد پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔
احمد شہزاد، باسط خان اور اس کے ساتھیوں نے سیکرٹ سروس کی فورس پر چیتوں کی سی تیزی اور پھرتی سے حملہ کر کے ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ ابھی وہ ادھر ادھر دیکھ ہی رہے تھے کہ اسی لمحے پہاڑی کے پیچھے سے ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا ہوا ان کے سروں کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ کافی آگے جا کر وہ تیزی سے مڑتا دکھائی دیا۔
''جلدی کرو۔ میزائل لانچر نکالو۔ ہمیں اس ہیلی کاپٹر کو یہیں مار گرانا ہوگا۔ اگر اس نے ہم پر میزائل فائر کر دیئے تو ہمارا یہاں سے زندہ بچ کر نکلنا مشکل ہو جائے گا''...... احمد شہزاد نے چیختے ہوئے کہا تو باسط خان کے ایک ساتھی نے کاندھے سے تھیلا اتارا اور تھیلا لے کر بجلی کی سی تیزی سے ایک جیپ کے پیچھے چلا گیا۔ وہ تھیلے سے میزائل لانچر کے پارٹس نکال کر انہیں جوڑنا شروع ہو گیا تھا۔ ہیلی کاپٹر آگے جا کر مڑا اور پھر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ ان کی طرف بڑھتے ہی ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گنوں کے دہانے کھل گئے اور ان کے ارد گرد تڑاتڑ گولیاں برسنا شروع ہو گئیں۔ ہیلی کاپٹر کے آگے جاتے ہی وہ سب فوراً ان جیپوں کے پیچھے چلے گئے تھے جن کے پیچھے چھپ کر وہ فورس کو پہلے نشانہ بنا رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر کی مشین گنوں سے نکلنے والی گولیاں جیپوں کو نشانہ بنا رہی تھیں اور جیپوں میں لاتعداد سوراخ بنتے جا رہے تھے۔

ہیلی کاپٹر ان پر مسلسل فائرنگ کرتا ہوا آگے آیا اور پھر ایک بار مڑتا چلا گیا۔ اس بار ہیلی کاپٹر نے طویل چکر نہیں کاٹا تھا وہ آگے جا کر واپس ان کی طرف مڑا اور دوبارہ ان پر فائرنگ کرنی شروع ہو گیا۔ اس بار ہیلی کاپٹر فائرنگ کرتا ہوا اسی جانب آ رہا تھا جہاں احمد شہزاد، باسط خان اور اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ ہیلی کاپٹر سے ہونے والی فائرنگ اس قدر تیز اور تسلسل سے ہو رہی تھی کہ وہ سب جیپوں کے پیچھے زمین سے چپک گئے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی سر اٹھانے کی کوشش کرتا تو ہیلی کاپٹر سے ہونے والی فائرنگ سے نشانہ بن جاتا۔
''لانچر تیار ہو گیا ہے جناب۔ میں نے اس میں منی میزائل بھی لوڈ کر دیا ہے''...... لانچر تیار کرنے والے شخص نے کہا تو احمد شہزاد چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔ اس شخص کے ہاتھ میں منی میزائل لانچر تھا جس کے دہانے سے ایک میزائل کا منہ نکلا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔
''گڈ۔ اسے مجھے دو۔ میں ہیلی کاپٹر کو ہٹ کرتا ہوں''...... احمد شہزاد نے کہا اور فائرنگ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے رینگتا ہوا اس کی جانب بڑھ گیا۔ احمد شہزاد نے اس شخص سے میزائل لانچر لیا اور پھر رکے بغیر وہ ایک جیپ کے نیچے گھستا چلا گیا۔ جیپوں کے نیچے سے رینگتا ہوا وہ بائیں جانب آیا اور پھر وہ جیپ کے نیچے سے نکل کر اچانک اٹھا اور میزائل لانچر لے کر ایک

پہاڑی کی جانب دوڑنا شروع ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر میں موجود افراد نے اسے میزائل لانچر لے کر پہاڑی کی طرف دوڑتے دیکھا تو ایک لمحے کے لئے فائرنگ روک دی گئی اور ہیلی کاپٹر کا رخ اس جانب ہو گیا جس طرف احمد شہزاد بھاگا چلا جا رہا تھا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کی مشین گنیں ایک بار پھر گرجنا شروع ہو گئیں۔ اس بار گولیاں دو لمبی لکیریں بناتی ہوئیں احمد شہزاد کی جانب بڑھتی جا رہی تھیں۔ احمد شہزاد نے بھاگتے ہوئے گردن گھما کر ایک نظر پیچھے دیکھا اور پھر پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے بھاگنا شروع ہو گیا۔ مگر کچھ دور جاتے ہی وہ جمناسٹک کے ماہر کی طرح اچھلا اور بائیں سمت پہلو کے بل گرا ہی تھا کہ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کی مشین گنوں سے نکلنے والی گولیاں احمد شہزاد کے دائیں طرف دو لکیریں بناتی ہوئی گزر گئیں۔ ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے سائیڈ پر نہیں ہو سکتا تھا اس لئے وہ فائرنگ کرتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ ہیلی کاپٹر دوبارہ اس کی طرف مڑتا۔ احمد شہزاد رکا اور وہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اس نے فوراً میزائل لانچر اٹھایا اور اس کا رخ ہیلی کاپٹر کی جانب کر دیا۔ اس سے پہلے کہ ہیلی کاپٹر اس کی طرف مڑتا، احمد شہزاد نے میزائل لانچر سے ہیلی کاپٹر کا نشانہ لیا اور لانچر کا بٹن پریس کر دیا۔ لانچر کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس میں موجود میزائل شعلے برساتا اور زائیں کی آواز نکالتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ ہیلی کاپٹر والوں نے شاید میزائل اپنی طرف آتے

دیکھ لیا تھا۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر گھما کر میزائل سے بچنے کی کوشش کی لیکن تیز رفتار میزائل ہیلی کاپٹر کی سائیڈ سے ٹکرایا اور ایک زور دار دھماکے سے پھٹ پڑا۔ میزائل کے ساتھ ہیلی کاپٹر بھی فضا میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گیا تھا۔ دوسرے ہی لمحے فضا سے ہیلی کاپٹر کے جلتے ہوئے ٹکڑے پہاڑی پر گرتے دکھائی دیئے۔

''ویل ڈن احمد شہزاد۔ ویل ڈن۔ تم نے بڑی مہارت سے اس ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنایا ہے۔ تم اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر ہیلی کاپٹر کو ہم سے دور لے گئے تھے تاکہ تم اسے ہم سے دور رکھ کر نشانہ بنا سکو۔ ویل ڈن۔ ویل ڈن''...... ہیلی کاپٹر کو تباہ ہوتے دیکھ کر باسط خان نے چٹان کی آڑ سے نکل کر احمد شہزاد کی جانب بھاگ کر جاتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر احمد شہزاد بے اختیار مسکرا دیا۔

''ہمارے پاس فورس کی چار جیپیں موجود ہیں۔ ہم انہیں لے کر ان کے بیس کیمپ میں گھس جاتے ہیں۔ ان جیپوں پر ہیوی مشین گنیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ اس سے پہلے کہ کیمپ سے مزید فورس یہاں آئے ہم وہاں جا کر ان سب کو ختم کر دیتے ہیں''...... احمد شہزاد نے کہا۔

''ہاں ٹھیک ہے۔ ہمارے پاس اور بھی میزائل لانچر موجود ہیں۔ ہم بیس کیمپ میں اس قدر تباہی پھیلائیں گے کہ سیکرٹ سروس کی فورس کو سنبھلنے کا کوئی موقع ہی نہیں ملے گا''...... باسط خان نے کہا تو احمد شہزاد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اٹھا اور پھر دونوں تیزی

سے ان جیپوں کی جانب بھاگتے چلے گئے جو تباہ ہونے سے بچ گئی تھیں۔ باسط خان نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ سب تیزی سے ان جیپوں کی طرف بڑھے۔ دوسرے ہی لمحے جیپیں تیزی سے ان پہاڑی راستوں کی جانب اُڑی جا رہی تھیں جہاں سے یہ جیپیں ان پر حملہ کرنے کے لئے آئی تھیں۔

''اگر ہم نے ڈائریکٹ بیس کیمپ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو وہ ہمیں میزائلوں سے اُڑا دیں گے۔ اس سے بہتر ہے کہ ہم پہلے والے پروگرام پر ہی عمل کریں''...... احمد شہزاد نے کہا تو باسط خان نے موڑ مڑنے سے پہلے ہی جیپ روک لی۔ اس کے جیپ روکتے ہی پیچھے اس کے ساتھیوں نے بھی جیپیں روکنا شروع کر دیں۔

''پہلے والے پروگرام سے تمہاری کیا مراد ہے''...... باسط خان نے پوچھا۔

''میزائل لانچروں اور مشین گنوں کی بجائے ہم بیس کیمپ کی طرف بڑھتے ہوئے وہاں مسلسل ریڈ شیل برسائیں گے۔ ریڈ شیل سے بیس کیمپ کے اندر اور باہر موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے اور انہیں ہم پر جوابی حملے کا موقع نہیں ملے گا۔

''اوکے۔ جیسا تم مناسب سمجھو''...... باسط خان نے کہا۔

''کتنی ریڈ گنز ساتھ لائے ہو''...... احمد شہزاد نے پوچھا۔

''چار گنز ہیں''...... باسط خان نے کہا۔

''گڈ شو۔ اس سے کام چل جائے گا۔ ہم جیپ آگے لے

جائیں گے اور اس جیپ سے ہم بیس کیمپ میں مسلسل ریڈ شیلز برسانے شروع کر دیں گے۔ تمہارے ساتھی مشین گنیں اور میزائل لانچر لئے پچھلی جیپوں میں رہیں گے۔ اگر ہم پر بیس کیمپ سے میزائل فائر کئے گئے تو وہ اپنے میزائل لانچروں سے اس طرف آنے والے میزائلوں کو نشانہ بنائیں گے۔ ہم جس راستے سے بیس کیمپ کی طرف جا رہے ہیں اس طرف سے ہم پر حملہ کرنے کے لئے مزید فورس بھی آ سکتی ہے اس لئے اپنے ساتھیوں سے کہو کہ جیسے ہی انہیں اس طرف فورس آتی دکھائی دے وہ ان پر میزائل برسا دیں''...... احمد شہزاد نے کسی کمانڈر کی طرح ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں سب سے کہہ دیتا ہوں اور ریڈ گنز بھی تیار کراتا ہوں''...... باسط خان نے کہا اور پھر وہ جیپ سے اتر کر پچھلی جیپوں میں موجود اپنے ساتھیوں کو احمد شہزاد کی بتائی ہوئی ہدایات دینا شروع ہو گیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ سب تیار تھے۔ چار ریڈ گنز اس جیپ میں تھیں جس کی ڈرائیونگ سیٹ اس بار احمد شہزاد کے ہاتھوں میں تھی۔ باسط خان نے ایک ریڈ گن خود سنبھال لی اور باقی تین گنیں جیپ کے پچھلے حصے میں موجود اپنے تین ساتھیوں کو دے دیں۔ وہ ایک جیپ میں موجود اپنے ساتھی کے بیگ سے گیس ماسک بھی لے آیا تھا۔ اس نے خود بھی ایک گیس ماسک پہن لیا اور ایک احمد شہزاد کو دے دیا جسے احمد شہزاد نے فوراً اپنے چہرے پر

چڑھا لیا۔ باسط خان نے باقی گیس ماسک جیپ میں بیٹھے ہوئے اپنے دوسرے ساتھیوں کو دے دیئے۔ ان سب نے بھی گیس ماسک پہن لئے۔ باسط خان نے پچھلی جیپوں میں موجود اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی گیس ماسک پہننے کی ہدایات دے دی تھیں اس لئے ان سب کے چہروں پر اب گیس ماسک چڑھے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

''چلیں''...... احمد شہزاد نے پوچھا۔ ان سب کے گیس ماسکس میں مائیک اور اسپیکر موجود تھے جس سے وہ ایک دوسرے سے آسانی سے باتیں کر سکتے تھے۔

''ہاں چلو''...... باسط خان نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور احمد شہزاد نے ایک جھٹکے سے جیپ آگے بڑھا دی۔ جیپ بجلی کی سی تیزی سے پہاڑی موڑ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ابھی احمد شہزاد نے جیپ پہاڑی موڑ کی طرف موڑی ہی تھی کہ انہیں سامنے سے چار سیاہ جیپیں تیزی سے اس طرف آتی ہوئی دکھائی دیں۔

''اڑا دو ان جیپوں کو جلدی''...... باسط خان نے ان جیپوں کو دیکھ کر پیچھے موجود جیپوں میں اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی ان جیپوں کو دیکھ لیا تھا۔ وہ میزائل لانچر لئے تیار تھے جیسے ہی باسط خان نے انہیں حکم دیا انہوں نے فوراً بیس کیمپ سے آنے والی جیپوں پر میزائل فائر کرنے شروع کر دیئے۔ میزائل بجلی کی سی تیزی سے

جیپوں کی طرف بڑھے اور پھر دھماکوں سے ان جیپوں کے ٹکڑے ہوا میں اُڑتے ہوئے دکھائی دیئے۔ احمد شہزاد نے ان جیپوں کو تباہ ہوتے دیکھ کر جیپ کی رفتار اور تیز کر دی اور وہ جیپ بیس کیمپ کی طرف جانے والے راستے کی طرف اُڑائے لے گیا۔

''ریڈ شیل فائر کرو۔ جلدی''...... احمد شہزاد نے چیختے ہوئے کہا تو باسط خان اور اس کے ساتھیوں نے ریڈ گنز سے بیس کیمپ کی جانب ریڈ شیل فائر کرنے شروع کر دیئے۔ جہاں مسلح افراد نے ان جیپوں کو بیس کیمپ کی طرف آتے دیکھ کر ان کی طرف مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی۔

باسط خان اور اس کے ساتھی چونکہ مسلسل ریڈ شیل فائر کر رہے تھے اس لئے احمد شہزاد جیپ کو برق رفتاری سے بیس کیمپ کی جانب اُڑائے لئے جا رہا تھا تاکہ ریڈ شیل بیس کیمپ میں دور دور تک گریں۔ ریڈ شیلز نے بیس کیمپ میں گرتے ہی ہر طرف سرخ رنگ کا دھواں پھیلانا شروع کر دیا تھا اور سرخ دھویں کے پھیلتے ہی وہاں موجود مسلح افراد خالی ہوتی ہوئی بوریوں کی طرح گرنا شروع ہو گئے تھے۔ سرخ دھواں تیزی سے پھیلتا جا رہا تھا اور بیس کیمپ کی طرف سے ہونے والی فائرنگ میں کمی آتی جا رہی تھی۔ چند ہی لمحوں میں احمد شہزاد بیس کیمپ کے اس حصے میں پہنچ گیا جہاں سے گاڑیاں بیس کیمپ میں داخل ہوتی تھیں۔ وہاں ایک ہرڈل لگا ہوا تھا۔ ہرڈل کے پاس چار مسلح افراد گرے ہوئے دکھائی دے رہے تھے جو ریڈ

شیل کا شکار ہو کر بے ہوش ہو چکے تھے۔ احمد شہزاد نے جیپ ہرڈل سے ٹکرائی اور وہ ہرڈل توڑتے ہوئے بیس کیمپ میں داخل ہو گیا۔ ہر طرف سرخ دھواں پھیلا ہوا تھا جس سے وہاں کا ماحول سرخی میں دھندلایا ہوا دکھائی دے رہا تھا لیکن احمد شہزاد جیپ روکے بغیر اسے آگے بڑھائے لئے جا رہا تھا اور وہ جیپ بیرکوں کے پاس سے گزارتا ہوا اس بڑی عمارت کی جانب لے جا رہا تھا جہاں اس نے فورس کو باس این ٹی، عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے جاتے دیکھا تھا۔

''چند ریڈ شیل عمارت کی طرف بھی فائر کر دو تاکہ سرخ دھواں عمارت کے ہر حصے میں پہنچ جائے''...... احمد شہزاد نے باسط خان سے مخاطب ہو کر کہا تو باسط خان اور اس کے ساتھیوں نے عمارت کی طرف ریڈ شیل برسانے شروع کر دیئے۔

احمد شہزاد نے جیپ عمارت کے قریب روکی اور پھر وہ مشین گن لے کر اچھل کر جیپ سے باہر آ گیا۔ جیپ سے نکلتے ہی وہ مشین گن لئے بجلی کی سی تیزی سے عمارت میں داخل ہونے والے بڑے دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ باسط خان اور اس کے ساتھی بھی اچھل اچھل کر جیپ سے نکلے اور انہوں نے ریڈ گنز جیپ کے پچھلے حصے میں پھینک کر اپنی مشین گنیں اٹھائیں اور پھر وہ سب تیزی سے احمد شہزاد کے پیچھے بھاگتے چلے گئے۔

عمران کے ذہن میں روشنی کا ایک نقطہ سا نمودار ہوا جو تیزی سے پھیلتا چلا گیا اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی ایک لمحے کے لئے اس کی آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی رہی پھر آہستہ آہستہ جب دھند چھٹی تو اسے اپنے سر پر ایک شخص جھکا ہوا معلوم ہوا۔ عمران کا ذہن بیدار ہونے میں دیر نہیں لگی تھی۔ اس نے ایک لمحے میں خود پر جھکے ہوئے شخص کو پہچان لیا تھا۔ وہ این ٹی کا ساتھی احمد شہزاد تھا جو اس کی جانب انتہائی بے چین نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ عمران کو آنکھیں کھولتے دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

''اوہ۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے عمران صاحب کہ آپ کو ہوش آ گیا ہے ورنہ میں بے حد پریشان ہو رہا تھا''...... احمد شہزاد نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تم کون ہو بھائی۔ کیا تمہارا تعلق منکر نکیر سے ہے اور تم میرا حساب لینے آئے ہو''...... عمران نے اس انداز میں کہا جیسے اس نے احمد شہزاد کو نہ پہچانا ہو۔ عمران نے سر گھما کر دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر قدرے حیرت کے تاثرات ابھر آئے کہ وہ شاگل کے قید خانے میں نہیں بلکہ کسی اور کمرے میں موجود تھا۔ وہ ایک بیڈ پر لیٹا ہوا تھا اور اس کے ارد گرد چار بیڈز اور بھی لگے ہوئے تھے جن پر جولیا، صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل لیٹے ہوئے تھے۔ ان سب کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ شاید ابھی تک بے ہوش تھے۔

''منکر نکیر۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ میں احمد شہزاد ہوں۔ این ٹی کا نمبر ٹو''...... احمد شہزاد نے کہا۔

''مگر منکر نکیر تو دو فرشتوں کے نام ہیں پیارے۔ تم اکیلے نے دو نام رکھ لئے ہیں احمد اور شہزاد۔ بس تم مجھے اتنا بتا دو کہ تم میرا کوئی حساب وساب لینے کے لئے تو نہیں آئے ہو ناں۔ میں اصل میں حساب میں بے حد کمزور ہوں۔ حساب کہیں بھی کرنا ہو اس میں ہمیشہ مجھے مار ہی پڑتی ہے کیونکہ حساب لیتے وقت دو جمع دو آٹھ بن جاتے ہیں اور حساب دیتے وقت دو جمع دو ...... اوہ ہاں یاد آیا دو جمع دو تو صفر ہوتا ہے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو احمد شہزاد بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ کا انداز بتا رہا ہے کہ آپ پر سے ریڈ شیلز کا اثر زائل ہو چکا ہے اور آپ لاشعور سے شعور کی دنیا میں آ چکے ہیں''...... احمد

شہزاد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن میں یہاں کیسے پہنچ گیا اور تم۔ جہاں تک میری ٹوٹی پھوٹی یادداشت کام کرتی ہے جب ہمیں گرفتار کیا گیا تھا تو تم ہمارے ساتھ موجود نہیں تھے نہ ان گاڑیوں میں جن میں ڈال کر ہمیں لے جایا گیا تھا اور نہ ہی تم مجھے راڈز والی کرسی پر بندھے دکھائی دیئے تھے''...... عمران نے احمد شہزاد کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ میں سیکرٹ سروس کی فورس کے ہاتھوں گرفتار ہونے سے بچ گیا تھا''...... احمد شہزاد نے کہا اور پھر اس نے عمران کو ساری تفصیل بتانی شروع کر دی کہ وہ فورس سے کیسے بچا تھا اور اس نے کس طرح سے انہیں سیکرٹ سروس کی فورس کے ہیڈ کوارٹر میں لے جاتے دیکھا تھا اور پھر اس نے کس طرح سے این ٹی کے دوسرے گروپ کے لیڈر باسط خان اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس بیس کیمپ پر حملہ کیا تھا اور بیس کیمپ میں ہر طرف ریڈ شیل برسا کر وہاں موجود تمام افراد کو بے ہوش کر دیا تھا۔

''ریڈ شیل سے بیس کیمپ کا ہر فرد بے ہوش ہو گیا تھا۔ میں اور باسط خان نے بیس کیمپ میں موجود عمارت کا راؤنڈ لگایا اور باس، آپ اور ہمارے سب ساتھی ایک ہال نما کمرے میں راڈز والی کرسیوں پر بندھے ہوئے تھے۔ ہم نے وہاں جو ریڈ شیل فائر کئے تھے۔ آپ بھی ان کا شکار ہو گئے تھے۔ ہم نے آپ کو اور باقی

ساتھیوں کو راڈز والی کرسیوں سے آزاد کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن ان کرسیوں کے راڈز کھولنے کا وہاں کوئی بٹن اور کوئی فنکشن موجود نہیں تھا۔ ہم نے جب عمارت کے دوسرے حصے کا راؤنڈ لگایا تو ہم ایک ایسے کمرے میں پہنچ گئے جہاں ہر طرف مشینیں ہی مشینیں پڑی تھیں۔ ان میں سے ایک مشین پر لگی سکرین میں اس کمرے کا منظر دکھائی دے رہا تھا جہاں آپ سب بندھے ہوئے تھے۔ اس مشین کو دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ آپ سب کو اس مشین سے ہی راڈز والی کرسیوں پر جکڑا گیا ہے۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد مجھے اس مشین کا فنکشن سمجھ میں آ گیا تو میں نے اس مشین کو آپریٹ کر کے آپ سب کی کرسیوں سے راڈز ہٹائے اور پھر ہم آپ سب کو وہاں سے لے کر نکل آ گئے۔ کنٹرول روم میں ایک مشین پر پہاڑیوں کا منظر بھی دکھائی دے رہا تھا جس سے پتہ چلتا تھا کہ ارد گرد کی پہاڑیوں پر یہیں سے نظر رکھی جاتی ہے۔ ہمیں شاید اسی سکرین سے وہاں آتے دیکھا گیا تھا اس لئے ہم پر فوری طور پر حملہ کیا گیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ ہم اس حملے سے نہ صرف محفوظ رہے تھے بلکہ ہم نے ان پر جوابی حملہ کر کے ان سب کا ناطقہ بند کر دیا تھا اور آپ سب کو بھی وہاں سے صحیح سلامت نکال لانے میں کامیاب ہو گئے“...... احمد شہزاد نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران اس کی بہادری اور جرأت سے بے حد متاثر ہوا۔ احمد شہزاد نے واقعی انتہائی جرأت مندی کا ثبوت

دیا تھا اور اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ شاگل کی ڈینجر فورس کے کیمپ میں گھس گیا تھا جہاں ان کی تعداد فورس کے مقابلے میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں تھی اس کے باوجود انہوں نے نہ صرف وہاں فورس کا مقابلہ کیا تھا بلکہ دھڑلے سے ریڈ شیل فائر کرتے ہوئے کیمپ میں گھس گئے تھے اور وہ اسے، اس کے ساتھیوں اور این ٹی اور اس کے ساتھیوں کو بھی وہاں سے زندہ سلامت نکال لائے تھے۔

”این ٹی نے واقعی اپنے گروپ میں بہادر اور جرأت مند افراد کو شامل کر رکھا ہے۔ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے جس طرح سے سیکرٹ سروس کی فورس پر حملہ کیا تھا اور جس طرح تم ہمیں وہاں سے نکال لائے ہو یہ تمہاری بہادری اور ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میں تمہارے اس دلیرانہ اقدام سے بے حد خوش ہوا ہوں۔ بے حد خوش“...... عمران نے کہا تو احمد شہزاد کی آنکھیں عمران سے اپنی تعریف سن کر چمک اٹھیں۔

”آپ کی یہ تعریف میرے لئے کسی سند سے کم نہیں ہے عمران صاحب۔ اس تعریف کے لئے آپ کا بے حد شکریہ“...... احمد شہزاد نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

”یہاں تو صرف میرے ہی ساتھی دکھائی دے رہے ہیں۔ این ٹی اور اس کے ساتھی کہاں ہیں جنہیں پاگل شاگل کی فورس اپنے ساتھ لے گئی تھی“...... عمران نے پوچھا۔

''وہ دوسرے کمرے میں ہیں اور سب بے ہوش ہیں۔ میں نے آپ سب کو اینٹی انجکشن لگا دیئے تھے لیکن اس کے باوجود آپ میں سے کسی کو ہوش نہیں آ رہا تھا جس سے میری پریشانی بڑھتی جا رہی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ کو ہوش آ گیا ہے۔ اب مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ باقی سب کو بھی انشاء اللہ ہوش آ جائے گا''...... احمد شہزاد نے کہا۔ اسی لمحے جولیا اور صفدر کے منہ سے کراہوں کی آوازیں نکلیں اور ان کے جسموں میں حرکت ہونا شروع ہو گئی۔

''تمہارا انشاء اللہ کہنا کام کر گیا ہے پیارے۔ ان دونوں کو ہوش آ رہا ہے''...... عمران نے کہا تو احمد شہزاد مسکرا دیا۔ چند ہی لمحوں میں جولیا اور صفدر ہوش میں آ گئے۔ خود کو راڈز والی کرسیوں کی بجائے نئے کمرے اور بستر پر پڑے دیکھ کر وہ بے حد حیران ہوئے۔

''یہ کون سی جگہ ہے عمران صاحب۔ ہم یہاں کیسے آ گئے۔ ہم تو شاگل کی قید میں تھے اور یہ احمد شہزاد۔ یہ یہاں کیا کر رہا ہے''۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سب کو ہوش آنے دو پھر ایک ہی بار بتا دوں گا کہ پانسہ کیسے پلٹا ہے اور کس نے پلٹا ہے۔ اگر میں نے ایک ایک کر کے بتانا شروع کیا تو پھر میں یہاں سب کو کہانیاں ہی سناتا رہ جاؤں گا''۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

''لیکن......'' جولیا نے کہنا چاہا۔

''پریشان کیوں ہوتی ہو مسز ڈراہم۔ میں نے کہا ہے نا کہ میں سب بتا دوں گا''...... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے بیس کیمپ کا کیا کیا ہے اور وہ پاگل کیا اسے تم نے زندہ چھوڑ دیا ہے یا پہنچا چکے ہو تم اسے ان کی نرکھ میں''...... عمران نے احمد شہزاد سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہم وہاں آپ کو آزاد کرانے گئے تھے۔ آپ کو آزاد کرانے کے بعد ہم وہاں نہیں رکے تھے اور ویسے بھی ہم ناحق خون خرابے کے حق میں نہیں ہیں۔ بیس کیمپ کے تمام افراد بے ہوش ہو چکے تھے اور اگر ہم انہیں بے ہوشی کی حالت میں ہلاک کرتے تو یہ غلط ہوتا اس لئے ہم انہیں ویسے ہی چھوڑ آئے تھے لیکن آتے ہوئے ہم شاگل کو بھی اپنے ساتھ لے آئے تھے''...... احمد شہزاد نے کہا تو عمران یکلخت بستر سے اچھل کر نیچے آ گیا۔

''گڈ شو۔ یہ کام کیا ہے تم نے عقلمندی کا۔ کہاں ہے وہ پاگل''۔ عمران نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے اسے نیچے تہہ خانے میں ایک کرسی پر جکڑ دیا ہے۔ اسے میں نے طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا ہے لیکن آپ چاہیں تو میں اسے اینٹی انجکشن لگا کر ہوش میں لا سکتا ہوں''...... احمد شہزاد نے کہا۔

''گڈ۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ شاگل کے ساتھی شکاری کتوں کی طرح اس کی بو سونگھتے ہوئے یہاں آ جائیں''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں شکاری کتوں کے لئے ایسا کوئی نشان چھوڑ کر نہیں آیا ہوں جس کی بو سونگھتے ہوئے وہ یہاں تک پہنچ سکیں۔ یہ باس کا انتہائی خفیہ اڈہ ہے جسے پوائنٹ زیرو کہتے ہیں۔ یہ شہر سے ہٹ کر ایک چھوٹے سے قصبہ ہے اور قصبے کے تمام افراد ہمارے جاننے والے ہیں''...... احمد شہزاد نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

''تم نے شاگل کو یہاں لا کر بہت اچھا کام کیا ہے احمد شہزاد۔ اب ہم اسی کی مدد سے کالینڈ جزیرے تک پہنچیں گے۔ وہاں پہنچنے کے لئے ہمارے پاس شاگل سے بڑھ کر کوئی بہتر راستہ نہیں ہے''۔ عمران نے کہا۔

''میں بھی یہی سوچ کر اسے اپنے ساتھ لایا تھا''...... احمد شہزاد نے کہا۔ کچھ ہی دیر میں کیپٹن شکیل اور تنویر کو بھی ہوش آ گیا۔ ان کے ہوش میں آنے کی دیر تھی کہ این ٹی بھی کمرے میں پہنچ گیا۔ دوسرے کمرے میں اسے بھی ہوش آ گیا تھا۔ ان سب کی حالت بھی ہوش میں آنے کے بعد خود کو بدلے ہوئے ماحول میں دیکھ کر صفدر اور جولیا جیسی ہی ہوئی تھی۔ وہ سب اکٹھے ہوئے تو عمران نے انہیں احمد شہزاد اور اس کے ساتھیوں کی جرأت مندی اور

بہادری کی تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

''ویل ڈن احمد شہزاد۔ تم نے واقعی انتہائی ذہانت سے کام لیا ہے۔ مجھے تم پر فخر ہے''...... این ٹی نے احمد شہزاد کا کاندھا تھپکتے ہوئے کہا۔ باقی سب بھی احمد شہزاد کی جانب تحسین بھری نظروں سے دیکھنا شروع ہو گئے جس نے ان سب کو اس بار واقعی یقینی موت کے منہ سے نکالا تھا۔ اگر وہ وقت پر وہاں نہ پہنچتا تو شاگل کا نمبر ٹو میجر شرما عمران اور ان سب کو گولیاں مارنے ہی والا تھا۔

''سب سے عقلمندی کا کام اس نے شاگل کو یہاں لا کر کیا ہے۔ مجھے اس کے پاس لے چلو۔ میں اس کے حلق میں ہاتھ ڈال کر کالینڈ جزیرے کے بارے میں تفصیلات اگلوا لوں گا جہاں یہ اپنی حفاظت میں اسلحہ ساز فیکٹری بنا رہا ہے اور جہاں اس نے پروفیسر بھانو پرتاب کو چھپا رکھا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''شاگل کافرستان کی سیکرٹ سروس کا چیف ہے اور انتہائی تربیت یافتہ ہے اس سے تشدد کے ذریعے کچھ نہیں اگلوایا جا سکتا۔ وہ مر جائے گا لیکن زبان نہیں کھولے گا۔ مجھے اس سے دوسرے انداز میں ہی بات کرنی پڑے گی''...... عمران نے کہا۔

''دوسرے انداز سے تمہاری کیا مراد ہے''...... جولیا نے پوچھا۔ باقی سب بھی حیرت سے عمران کی جانب دیکھ رہے تھے جیسے وہ بھی اس کی بات نہ سمجھ سکے ہوں۔

''دوسرا انداز دوسرا ہی ہوتا ہے اور یہ دوسروں کو نہیں بتایا جا

سکتا۔ اگر تم سب میرا دوسرا انداز دیکھنا چاہتے ہو تو آؤ خود ہی دیکھ لینا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو شاگل پر دوسرا انداز اپنانے کی کیا ضرورت ہے عمران صاحب۔ جس طرح آپ نے مفلوج ہونے کے باوجود اسے اپنی ٹرانس میں لیا تھا اسی طرح اب بھی اسے اپنی ٹرانس میں لے لیں۔ ٹرانس میں آنے کے بعد وہ خود ہی سب کچھ اگل دے گا"...... این ٹی نے کہا۔

"اچھا بھائی۔ اگر تم کہتے ہو تو ایسا ہی کر لیتا ہوں"...... عمران نے اس انداز میں کہا جیسے اگر اس نے این ٹی کی بات نہ مانی تو این ٹی اسے ڈانٹنا شروع کر دے گا۔ اس کے انداز پر این ٹی اور اس کے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

پرائم منسٹر اپنے آفس میں بیٹھے ایک فائل کا مطالعہ کر رہے تھے کہ اسی لمحے ان کے سامنے میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فون سیٹوں میں سے سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

پرائم منسٹر نے چونک کر فائل سے سر اٹھایا اور مختلف رنگوں کے فون سیٹوں کی طرف دیکھنے لگے پھر سفید رنگ کے فون سیٹ پر لگے ایک بلب کو جلتے بجھتے دیکھ کر انہوں نے سر جھٹکا اور دوبارہ فائل کی طرف متوجہ ہو گئے۔ سفید رنگ کا فون جنرل فون تھا جس پر تمام محکمہ جات کے ہیڈ انہیں فون کر سکتے تھے۔ اس وقت پرائم منسٹر چونکہ فائل کے مطالعے میں مصروف تھے اس لئے انہوں نے سفید فون کی گھنٹی بجتے دیکھ کر اس پر کوئی توجہ نہ دی تھی۔

فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی اور پرائم منسٹر کے چہرے پر ناگواریت کے تاثرات نمایاں ہو رہے تھے۔ جب فون کی گھنٹی کا بجنا

Downloaded from https://paksociety.com

بند نہ ہوا تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر سفید فون کا رسیور اٹھایا اور دوبارہ کریڈل پر رکھ دیا۔ ایسا کرنے سے دوسری طرف سے آنے والی کال رسیو ہو کر ڈراپ ہو گئی تھی اور گھنٹی بجنا بھی بند ہو گئی تھی۔

ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ایک بار پھر اسی فون کی گھنٹی بجنا شروع ہو گئی۔

”ہونہہ۔ کون نانسنس ہے جو مسلسل فون کر رہا ہے۔ جب میں نے ایک بار اس کی کال ڈراپ کر دی تھی تو اسے سمجھ جانا چاہئے تھا کہ میں مصروف ہوں“...... پرائم منسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

انہوں نے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر کریڈل پر رکھ کر کال ڈراپ کی لیکن چند لمحوں بعد پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ان کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ انہوں نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

”کون نانسنس ہے جو مجھے مسلسل فون کر رہا ہے۔ میں اس وقت بے حد مصروف ہوں میں بار بار تمہاری کال ڈراپ کر رہا ہوں تمہیں اتنا بھی شعور نہیں کہ فون کرنا بند کر دو۔ نانسنس“۔ پرائم منسٹر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ میں میجر شرما بول رہا ہوں جناب“...... دوسری جانب سے میجر شرما کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کون میجر شرما۔ میں کسی میجر شرما کو نہیں جانتا“...... پرائم منسٹر نے اسی طرح انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ میرا تعلق کافرستان سیکرٹ سروس سے ہے سر اور میں چیف شاگل کا نمبر ٹو ہوں“...... میجر شرما نے ہکلاتے ہوئے کہا اور کافرستان سیکرٹ سروس اور شاگل کا سن کر پرائم منسٹر کا چہرہ اور زیادہ بگڑ گیا۔ انہیں کافرستان سیکرٹ سروس اور خاص طور پر شاگل کے نام سے چڑ ہو گئی تھی۔ یہ وہی شاگل تھا جسے کافرستانی پریذیڈنٹ نے ان سے مشاورت کئے بغیر پروفیسر بھانو پرتاب کی سیکورٹی دے دی تھی اور پریذیڈنٹ صاحب نے انہیں انتہائی سختی سے اس معاملے سے دور رہنے کا حکم دیا تھا۔

”وہاٹ نانسنس۔ تم نے مجھے فون کیوں کیا ہے۔ تم جیسا معمولی میجر اور مجھے، پرائم منسٹر کو فون کرے ایسا کیسے ہو سکتا ہے“۔ پرائم منسٹر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”سس سس۔ سوری سر۔ میں نے آپ کو ایک اہم اطلاع دینے کے لئے فون کیا ہے“...... پرائم منسٹر کی غصیلی آواز سن کر میجر شرما نے اور زیادہ بوکھلاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

”یو شٹ اپ نانسنس۔ مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی۔ میرا کے ایس ایس، شاگل اور تم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سمجھے تم نانسنس“...... پرائم منسٹر نے دہاڑتے ہوئے کہا۔ وہ غصے سے رسیور کریڈل پر رکھنے ہی لگے تھے کہ میجر شرما کی ایک بات سن کر ان کے ہاتھ وہیں رک گئے۔

”چیف شاگل، عمران اور اس کے ساتھیوں کے قبضے میں ہیں

جناب“...... یہ ایسی بات تھی جسے سن کر پرائم منسٹر جیسے ساکت ہو گئے تھے۔

”شاگل، عمران کے قبضے میں ہے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو نانسنس۔ شاگل عمران کے قبضے میں کیسے پہنچ گیا“...... پرائم منسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس بار ان کے لہجے میں قدرے نرمی آ گئی تھی۔ ان کا نرم لہجہ سن کر لائن پر موجود میجر شرما نے انہیں ساری تفصیلات سے آگاہ کرنا شروع کر دیا۔ یہ سن کر کہ عمران نے شاگل کو اپنی ٹرانس میں لیا تھا اور شاگل انہیں آزاد کرنے کے لئے تیار ہو گیا تھا، پرائم منسٹر کو بے حد غصہ آیا۔

”ہونہہ۔ تو اب عمران کے ساتھی، فورس کے ہیڈ کوارٹر سے شاگل کو اپنے ساتھ اٹھا کر لے گئے ہیں“...... پرائم منسٹر نے پوچھا۔

”یس سر۔ چیف شاگل کی زندگی خطرے میں ہے اس لئے میں نے آپ کو ان کے بارے میں بتا دینا ضروری سمجھا تھا اسی لئے میں نے آپ کے ڈائریکٹ نمبر پر کال کی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی جزیرہ کالینڈ پر بننے والی اسلحہ ساز فیکٹری کو تباہ کرنے اور وہاں موجود پروفیسر بھانو پرتاب کو ہلاک کر کے ان کی ہاٹ گن حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ مجھے خدشہ ہے کہ عمران، چیف شاگل کا روپ دھار کر اس جزیرے پر نہ پہنچ جائے۔ اگر وہ چیف شاگل کے روپ میں وہاں پہنچ گیا تو سب ختم ہو جائے گا۔ وہ اسلحہ

ساز فیکٹری بھی تباہ کر دے گا اور پروفیسر صاحب کو ہلاک کر کے ان سے ہاٹ گن اور اس گن کا فارمولا بھی لے اُڑے گا“...... میجر شرما نے کہا۔

”نانسنس۔ شاگل کو اس جزیرے پر اسلحہ ساز فیکٹری بنانے کی کیا ضرورت تھی اور اس نے پروفیسر بھانو پرتاب کو وہاں کیوں رکھا ہوا ہے“...... پرائم منسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ان کے خیال کے مطابق اس جزیرے پر پروفیسر صاحب زیادہ حفاظت سے رہ سکتے ہیں اور وہاں بننے والی اسلحہ ساز فیکٹری بھی پروفیسر صاحب کے کہنے پر بنائی جا رہی ہے“...... میجر شرما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ اس جزیرے کی حفاظت کے لئے شاگل نے کیا انتظام کیا ہے“...... پرائم منسٹر نے پوچھا۔

”جزیرے کی حفاظت کی ذمہ داری ٹائیگر گروپ کو دی گئی ہے جناب جس کا سربراہ میجر کھنہ ہے جسے بلیک ٹائیگر کہا جاتا ہے۔ میری اطلاع کے مطابق بلیک ٹائیگر نے جزیرے کی حفاظت کے لئے وہاں کوئی گریٹ سرکل قائم کیا ہے“...... میجر شرما نے بتایا۔

”گریٹ سرکل۔ یہ گریٹ سرکل کیا ہے“...... پرائم منسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”اس کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے جناب۔ میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ جزیرہ کالینڈ میں کافی عرصے سے کام ہو رہا تھا۔ وہاں

چیف شاگل اپنا سپیشل ہیڈ کوارٹر بنانا چاہتا تھا لیکن اب انہوں نے وہاں ہیڈ کوارٹر بنانے کی بجائے پروفیسر بھانو پرتاب کو حفاظت کے لئے رکھا ہے اور ان کے لئے وہیں ایک اسلحہ ساز فیکٹری بنائی جا رہی ہے۔ گریٹ سرکل بھی وہاں شروع سے ہی قائم کر دیا گیا تھا جو ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے تھا لیکن اب وہ سرکل پروفیسر بھانو پرتاب اور اسلحہ ساز فیکٹری کی حفاظت کے لئے ہو گا۔ یہ کام چیف شاگل نے اپنی نگرانی میں کرایا تھا''...... میجر شرما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ اگر شاگل جزیرہ کالینڈ پر اپنا سپیشل ہیڈ کوارٹر بنا رہا تھا تو اس کے بارے میں مجھے اس نے انفارم کیوں نہیں کیا''۔ پرائم منسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''انہوں نے جزیرے پر سپیشل ہیڈ کوارٹر بنانے کے لئے جناب صدر سے اجازت لی تھی جناب''...... میجر شرما نے کہا۔

''اوہ۔ اب سمجھا۔ پریذیڈنٹ صاحب نے شاگل کو پروفیسر بھانو پرتاب کی حفاظت کی ذمہ داری کیوں دی تھی۔ وہ شاید جانتے تھے کہ شاگل انہیں ضرور حفاظت کے لئے اسی جزیرے پر لے جائے گا جہاں اس نے جزیرے کی حفاظت کے لئے گریٹ سرکل بنا رکھا ہے''...... پرائم منسٹر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ شاید ایسا ہی ہو''...... میجر شرما نے جواب دیا۔

''جزیرہ کالینڈ پر گریٹ سرکل کی حفاظت کا انتظام کس کے پاس

ہے''...... پرائم منسٹر نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''جزیرے کی مکمل حفاظت سیکرٹ سروس کے خصوصی ٹائیگر گروپ کے پاس ہے جناب جس کا انچارج بلیک ٹائیگر ہے''۔ میجر شرما نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ کیا تمہارے پاس بلیک ٹائیگر کا سیل نمبر یا کسی ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہے''...... پرائم منسٹر نے سر جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

''ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی تو نہیں ہے جناب لیکن میں آپ کو بلیک ٹائیگر کا سیل نمبر دے سکتا ہوں''...... میجر شرما نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے اس کا نمبر دو میں خود اس سے بات کرتا ہوں اور معلوم کرتا ہوں کہ گریٹ سرکل کیا ہے اور اس سرکل میں پروفیسر بھانو پرتاب اور اسلحہ ساز فیکٹری کی کس حد تک حفاظت کی جا سکتی ہے''...... پرائم منسٹر نے میز پر پڑا نوٹ پیڈ اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی قلمدان میں رکھا ہوا ایک قلم اٹھا کر اس کی ٹپ نوٹ پیڈ پر رکھ دی۔ میجر شرما نے انہیں میجر کھنہ جو ٹائیگر گروپ کا انچارج تھا کا نمبر لکھوانا شروع کر دیا۔

''اوکے۔ میں کرتا ہوں اس سے بات۔ جب تک شاگل کا پتہ نہیں چل جاتا اس وقت تک کافرستان سیکرٹ سروس کے تم انچارج ہو اور انچارج ہونے کے ناطے تمہارا فرض بنتا ہے کہ تم پاکیشیائی ایجنٹوں اور شاگل کی تلاش کے لئے زمین آسمان ایک کر دو۔

پورے ملک میں انہیں تلاش کرو"...... پرائم منسٹر نے نمبر نوٹ کرنے کے بعد اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ مجھے اپنی ڈیوٹی معلوم ہے سر اور میں نے پہلے ہی چیف شاگل اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کرنے کے لئے ہر طرف اپنے آدمی پھیلا دیئے ہیں"...... میجر شرما نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو پرائم منسٹر نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر تشویش کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔

پریذیڈنٹ صاحب نے پروفیسر بھانو پرتاب کی حفاظت کی ذمہ داری ان کے سامنے شاگل کو سونپی تھی۔ اب پرائم منسٹر کو سمجھ میں آ رہا تھا کہ پریذیڈنٹ صاحب نے شاگل کو پروفیسر بھانو پرتاب کی حفاظت کے لئے باصلاحیت کیوں کہا تھا۔ انہیں شاید شاگل نے پہلے ہی جزیرہ کالینڈ اور وہاں بنائے جانے والے گریٹ سرکل کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا۔ صدرِ مملکت شاید شاگل کے جزیرہ کالینڈ پر بنائے جانے والے گریٹ سرکل سے کچھ زیادہ ہی مطمئن ہو گئے تھے اسی لئے انہوں نے ان کی کوئی بات نہیں مانی تھی اور پروفیسر بھانو پرتاب کی حفاظت کی تمام ذمہ داری شاگل کے سپرد کر دی تھیں۔

"ہونہہ۔ آخر یہ گریٹ سرکل ہے کیا جس کے لئے پریذیڈنٹ صاحب، شاگل پر اس حد تک اعتماد کر رہے تھے۔ ایسا کیا ہے وہاں

کہ دنیا کا کوئی ایجنٹ وہاں نہیں پہنچ سکے گا"...... پرائم منسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ چند لمحے اسی طرح سوچ میں ڈوبے رہے پھر انہوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نوٹ پیڈ پر لکھے ہوئے نمبر پریس کرنا شروع ہو گئے۔

بلیک ٹائیگر جزیرہ کالینڈ کے انڈر گراؤنڈ بنے ہوئے اپنے ہیڈ کوارٹر کے آفس میں بیٹھا تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

بلیک ٹائیگر جو کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے گہری سوچوں میں گم تھا سیل فون کی گھنٹی کی آواز سن کر چونک پڑا۔ وہ سیدھا ہوا اور اس نے میز پر پڑا ہوا جدید طرز کا سیل فون اٹھا لیا اور اس کا ڈسپلے دیکھنے لگا۔

''یہ کس کا نمبر ہو سکتا ہے''...... سکرین پر ایک نیا نمبر ڈسپلے ہوتے دیکھ کر بلیک ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ چند لمحے وہ غور سے اس نمبر کو دیکھتا رہا پھر اچانک جیسے اس کے دماغ میں پٹاخہ سا پھوٹ پڑا۔

''اوہ۔ یہ تو پرائم منسٹر ہاؤس کا سپیشل نمبر ہے۔ مطلب مجھے پرائم

منسٹر صاحب کال کر رہے ہیں۔ لیکن کیوں اور انہیں میرا نمبر کیسے معلوم ہوا''...... بلیک ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے فوراً کال رسیو کرنے والا بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''لیں سر۔ چیف آف ٹائیگر گروپ میجر کھنہ بول رہا ہوں''۔ اس نے سیل فون کان سے لگا کر اپنا اصلی نام لیتے ہوئے کہا۔

''پرائم منسٹر آف کافرستان سپیکنگ''...... دوسری جانب سے پرائم منسٹر کی کرخت آواز سنائی دی۔

''لیں سر۔ حکم سر''...... بلیک ٹائیگر نے اسی انداز میں کہا۔

''میجر کھنہ کیا تم جانتے ہو کہ پاکیشیائی ایجنٹ کافرستان میں داخل ہو چکے ہیں اور انہوں نے تمہارے چیف شاگل کو بھی اغوا کر لیا ہے''...... پرائم منسٹر نے اسی طرح انتہائی کرخت لہجے میں کہا تو بلیک ٹائیگر بری طرح سے اچھل پڑا۔

''یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے چیف کو اغوا کر لیا ہے۔ کب۔ کیسے''...... بلیک ٹائیگر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

''اس کی تفصیلات تم شاگل کے نمبر ٹو میجر شرما سے معلوم کر لینا۔ میں نے تمہیں ایک ضروری بات پوچھنے کے لئے کال کی ہے''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''لیں سر۔ حکم سر''...... بلیک ٹائیگر نے مؤدب انداز میں کہا۔

"میری معلومات کے مطابق شاگل نے تمہیں کالینڈ جزیرے کی حفاظت کی ذمہ داری سونپ رکھی ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جزیرے پر تم پروفیسر بھانو پرتاب کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اسلحہ ساز فیکٹری کی بھی حفاظت کر رہے ہو۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے پروفیسر بھانو پرتاب اور اسلحہ ساز فیکٹری کی حفاظت کے لئے جزیرے پر کیا انتظامات کئے ہیں۔ مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ پاکیشائی ایجنٹوں نے جس طرح سے شاگل کو اغوا کیا ہے اسی طرح وہ جزیرہ کالینڈ پہنچنے میں بھی نہ کامیاب ہو جائیں۔ اگر وہ جزیرے پر پہنچ گئے تو وہ نہ صرف پروفیسر بھانو پرتاب کو ہلاک کر دیں گے بلکہ ان کی ایجاد بھی اُڑا لے جائیں گے اور ان ایجنٹوں سے کوئی بعید نہیں کہ وہ جاتے جاتے جزیرے کو بھی تباہ کر دیں"...... پرائم منسٹر نے سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ۔ نہیں سر ایسا نہیں ہوسکتا ہے۔ پاکیشائی ایجنٹ کچھ بھی کر لیں لیکن وہ جزیرہ کالینڈ میں داخل نہیں ہوسکیں گے۔ میں نے اور چیف شاگل نے جزیرے کی حفاظت کا انتہائی ٹائٹ اور فول پروف انتظام کیا ہے۔ جزیرے پر پاکیشائی ایجنٹ تو کیا ایک معمولی مچھر بھی ہماری اجازت کے بغیر داخل نہیں ہوسکتا ہے"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"ہونہہ۔ ایسے دعوے میں نے بہت سنے ہیں میجر کھنہ۔ مجھے ان انتظامات کے بارے میں تفصیل بتاؤ"...... پرائم منسٹر کی غراہٹ

بھری آواز سنائی دی۔

"لیں سر۔ میں بتاتا ہوں۔ میں نے اور چیف نے جزیرہ کالینڈ پر گریٹ سرکل قائم کیا ہے۔ گریٹ سرکل کے تحت جزیرے کے چاروں طرف ایک ایسا دائرہ بنا دیا گیا ہے جہاں ہر طرف بلیک پولز لگے ہوئے ہیں۔ یہ پولز ایک دوسرے سے سو میٹر کے فاصلے پر لگے ہیں۔ ان پولز سے وائٹ ریز نکلتی ہیں جو ایک بلیک پول سے دوسرے پول تک آتی ہیں۔ اور ان کے درمیان میں ان ریز سے شیشے جیسی ایک دیوار بن جاتی ہے۔ شیشے کی یہ دیوار دور سے دکھائی نہیں دیتی لیکن جب اسے قریب سے دیکھا جاتا ہے تو بظاہر یہ ریز شیشے کی دیوار جیسی لگتی ہیں جن سے اگر ایک مچھر بھی چھو جائے تو ایک لمحے میں جل کر بھسم ہو جاتا ہے۔ ان ریز کی موجودگی میں کوئی انسان کوئی جانور، حتیٰ کہ اگر جزیرے پر کہیں سے میزائل بھی فائر کئے جائیں تو وہ ریز سے بنی ہوئی شیشے کی ان دیواروں سے ٹکرا کر تباہ ہو جائیں گے۔ ان ریز سے جزیرے کو ایک دائرے کی شکل میں کور کیا گیا ہے۔ آپ اسے ہالو وال بھی کہہ سکتے ہیں۔ اگر کسی طرح سے ان ریز کو ختم بھی کر دیا جائے تو شیشے کی ان دیواروں سے آگے ایک بڑے دائرے میں ہر طرف ہاٹ مائنز بچھا دی گئی ہیں جو زمین کے نیچے دبی ہوئی ہیں۔ ان مائنز پر جیسے ہی کسی کا پاؤں پڑتا ہے مائنز ایک دھماکے سے پھٹ جاتی ہیں اور اس پر پاؤں رکھنے والے کے ٹکڑے اُڑ جاتے ہیں۔

مائنز کے دائرے کے بعد تیسرے مرحلے میں ایک اور بڑے دائرے میں بھی ہر طرف ایک اور بڑی ہالو وال بنا دی گئی ہے۔ یہی گریٹ سرکل ہے۔ ہمارا سارا سیٹ اپ اس ہالو وال کے گریٹ سرکل کے اندر ہے۔ جب تک جزیرے کے ان گریٹ سرکلز کو عبور نہ کیا جائے کوئی ہم تک نہیں پہنچ سکے گا اور ان سرکلز کو توڑنا کم از کم انسانوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ جزیرے پر اگر پوری فوج جدید سے جدید ترین اسلحے سے بھی حملہ کر دے تو وہ بھی ان گریٹ سرکلز کو نہیں توڑ سکے گی''...... بلیک ٹائیگر نے پرائم منسٹر کو گریٹ سرکلز کے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ جزیرے کی حفاظت کا انتظام تو واقعی بے حد ٹائٹ اور فول پروف ہے۔ پاکیشائی ایجنٹوں کا ان گریٹ سرکلز کو کراس کرنا ناممکن ہے لیکن اگر وہ کسی طیارے یا ہیلی کاپٹر سے وہاں پہنچ گئے تو وہ طیاروں اور ہیلی کاپٹروں سے پیرا ٹروپنگ کر کے بھی تو گریٹ سرکل میں داخل ہو سکتے ہیں''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''نو سر۔ گریٹ سرکل میں ہم نے جدید مشینری نصب کر رکھی ہے۔ ان مشینوں سے اس طرف آنے والے تمام طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کو باقاعدہ مانیٹر کیا جاتا ہے۔ گریٹ سرکل میں صرف انہی ہیلی کاپٹروں کو ہی لینڈنگ کی اجازت دی جاتی ہے جن میں ہم نے مخصوص ٹریکر لگا رکھے ہیں۔ ہم ٹریکرز سے ہیلی کاپٹروں کی مکمل پڑتال کرتے ہیں اور ان میں موجود افراد کو باقاعدہ مانیٹر کیا جاتا

ہے اور جب تک ہیلی کاپٹر کے پائلٹ سے مخصوص کوڈز کا تبادلہ نہ ہو جائے اس وقت تک ہم کسی ہیلی کاپٹر کو گریٹ سرکل کے اندر آنے کی اجازت نہیں دیتے ہیں''...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

''گڈ شو۔ اب میں مطمئن ہوں اور مجھے اب صدر مملکت سے بھی اس بات کا گلہ نہیں رہا ہے کہ انہوں نے پروفیسر بھانو پرتاب کی حفاظت کی ذمہ داری کافرستانی سیکرٹ سروس کو کیوں سونپی تھیں۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ان کا فیصلہ دانش مندانہ تھا اور پروفیسر بھانو پرتاب کے لئے جزیرہ کالینڈ سے زیادہ محفوظ جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو''...... پرائم منسٹر کی مسرت بھری آواز سنائی دی اور ان کے منہ سے تعریفی الفاظ سن کر بلیک ٹائیگر کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔ یہ مسکراہٹ اس کے بھیانک چہرے پر مزید خوفناک لگ رہی تھی۔

''سنو۔ جب تک شاگل کا پتہ نہیں چل جاتا تم گریٹ سرکل کو سیلڈ کر دو۔ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا ایجنٹ جن میں عمران بھی شامل ہے شاگل کا میک اپ کر کے گریٹ سرکل میں آنے کی کوشش کرے یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ وہ شاگل کو اپنی ٹرانس میں لے کر پروفیسر بھانو پرتاب تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ میں پرائم منسٹر تمہیں ہدایات دیتا ہوں کہ جب تک میری اجازت نہ ملے تم اب شاگل کو بھی گریٹ سرکل میں آنے کی اجازت نہیں دو گے۔ میں تمہیں اپنی خصوصی پاورز سے گریٹ سرکل کا فل انچارج بناتا ہوں۔ پروفیسر

بھانو پرتاب اور وہاں بننے والی اسلحہ ساز فیکٹری کے لئے تمہیں شاگل سمیت کسی سے بھی کوئی ہدایات لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب تم صرف میرے احکامات پر عمل کرو گے۔ میرے سوا تم کسی کو کوئی جواب دہ نہیں ہو۔ میں تمہارے ٹائیگر گروپ کو کافرستان سیکرٹ سروس سے الگ کر کے ایک نئی ایجنسی میں تبدیل کر رہا ہوں جس کے تم چیف ہو گے اور چیف ہونے کے ناطے تم اپنی صوابدید پر کام کر سکو گے"...... پرائم منسٹر نے کہا اور اپنے گروپ کو نئی ایجنسی میں تبدیل ہونے کا سن کر بلیک ٹائیگر کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

"اوہ۔ تھینک یو سر۔ تھینک یو ویری مچ۔ اگر ٹائیگر گروپ کو ٹائیگر ایجنسی میں تبدیل کر دیں تو اس سے میں اور میرا سارا گروپ اور زیادہ باصلاحیت ہو جائے گا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے ہوتے ہوئے پاکیشیائی ایجنٹ تو کیا ایک معمولی چیونٹی بھی اس جزیرے پر نہیں آ سکے گی۔ اگر پاکیشیائی ایجنٹوں نے جزیرے اور گریٹ سرکل میں داخل ہونے کی کوشش کی تو انہیں سوائے یہاں موت کے کچھ نہیں ملے گا"...... بلیک ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ تم بے فکر رہو۔ میں ابھی پرائم منسٹر ہاؤس سے تمہاری نئی ایجنسی کے لئے نوٹیفکیشن جاری کر دیتا ہوں۔ نوٹیفکیشن جاری ہوتے ہی تمہارا گروپ نئی ایجنسی میں تبدیل ہو

جائے گا جس کا نام بلیک ٹائیگر ایجنسی ہو گا۔ مجھے بس پروفیسر بھانو پرتاب اور جزیرہ کالینڈ میں بننے والی اسلحہ ساز فیکٹری کی حفاظت چاہئے اور کچھ نہیں۔ اگر تم پاکیشیا سیکرٹ سروس، خاص طور پر علی عمران ہلاک ہونے میں کامیاب ہو گئے تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہاری ایجنسی کو اس قدر مراعات دوں گا جو کے ایس ایس سے کہیں بڑھ کر ہوں گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ میں شاگل کی جگہ تمہیں ہی کے ایس ایس کا چیف بنا دوں"...... پرائم منسٹر نے کہا اور ان کی بات سن کر بلیک ٹائیگر کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہوتا چلا گیا۔

"یس سر۔ میں آپ کے اس اعتماد کو کبھی نہیں ٹوٹنے دوں گا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنا اب میری ذمہ داری ہے۔ اگر وہ جزیرے پر آئے تب بھی ان کی موت یقینی ہو گی اور اگر وہ کافرستان میں ہوئے تب بھی میں انہیں تلاش کر کے ان کے انجام تک پہنچانے تک سکون کا سانس نہیں لوں گا۔ عمران اور اس کے ساتھی اس بار میرے ہاتھوں کافرستان سے بھی بچ کر نہیں جا سکیں گے"۔ بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"گڈ شو۔ میں اس سلسلے میں پریذیڈنٹ صاحب سے بھی بات کر لیتا ہوں۔ شاگل کے اغوا کا سن کر انہیں بھی شاک لگے گا اور وہ میرے اس اقدام کی مخالفت نہیں کریں گے کہ میں نے تمہیں کے ایس ایس سے الگ کر کے تمہارے گروپ کو نئی ایجنسی میں

تبدیل کر دیا ہے جس کے تم چیف ہو"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ جیسا آپ مناسب سمجھیں سر"۔ بلیک ٹائیگر نے اسی طرح سے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ پرائم منسٹر نے اسے مزید چند ہدایات دیں اور پھر انہوں نے رابطہ منقطع کر دیا۔

"گریٹ۔ اب مزہ آئے گا۔ میں تو پہلے سے ہی سیکرٹ سروس میں خوش نہیں تھا۔ میں یہی چاہتا تھا کہ میں اپنی ایک الگ ایجنسی بنا کر اپنی الگ پہچان بناؤں اور اپنی حیثیت کافرستان سیکرٹ سروس سے بھی کہیں اونچی کروں لیکن مجھے اس کا کبھی موقع ہی نہیں ملا تھا۔ یہ موقع مجھے اب ملا ہے۔ میں شاگل جیسے احمق انسان کے ساتھ مجبوراً کام کر رہا تھا۔ میری شروع سے ہی شاگل کی سیٹ پر نظریں تھیں۔ میں چاہتا تھا کہ کسی طرح سے میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ صاحب کے سامنے منوا لوں تو میں ان پر ثابت کر دوں گا کہ شاگل سے زیادہ میں ذہین۔ باصلاحیت اور کافرستان کا وفادار ہوں۔ مجھے ہی کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف ہونا چاہئے۔ اب جبکہ پرائم منسٹر صاحب نے مجھے یہ موقع دے دیا ہے تو میں کسی بھی طرح اس موقعے کو ضائع نہیں ہونے دوں گا۔ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر کے دم لوں گا اور جب عمران اور اس کے ساتھی میرے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے تو میں پرائم منسٹر سے کہوں گا کہ وہ بھی اپنا وعدہ پورا

کریں اور شاگل کی جگہ مجھے کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف مقرر کر دیں"...... فون رکھنے کے بعد بلیک ٹائیگر نے مسرت بھرے انداز میں مسلسل بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ عمران ابھی اس کے سامنے آ جائے اور وہ اپنے ہاتھوں سے اس کا سر کاٹ کر پرائم منسٹر کے سامنے لے جائے اور انہیں عمران کا سر دکھا کر ان سے کہے کہ اس نے عمران کو ہلاک کر کے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے اور اب وہ بھی اس سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کریں۔

بلیک ٹائیگر کافی دیر تک خود کو شاگل کی جگہ کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف بنتے ہوئے دیکھتا رہا پھر اسے کوئی خیال آیا تو اس نے فوراً میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے دوسری جانب کال دینا شروع ہو گیا۔

"یس۔ مادھوری سپیکنگ۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی مادھوری کی آواز سنائی دی۔

"بلیک ٹائیگر سپیکنگ۔ اوور"...... بلیک ٹائیگر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ حکم۔ اوور"...... مادھوری نے بلیک ٹائیگر کی آواز سن کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مادھوری۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو پاکیشیائی ایجنٹوں نے اغوا کر لیا ہے۔ جس کا نوٹس لیتے ہوئے پرائم منسٹر نے ہمارے گروپ کو فوری طور پر کافرستان سیکرٹ سروس سے الگ کر دیا

ہے اور ہمارے گروپ کو ایک نئی ایجنسی میں تبدیل کرنے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو بہت اچھی نیوز ہے۔ گڈ شو۔ اوور''...... مادھوری نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہماری ایجنسی کا نام ٹائیگر ایجنسی ہے اور میرا تمام گروپ اسی ایجنسی میں کام کرے گا۔ اب ہمارا کافرستانی سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پرائم منسٹر نے مجھے یہ ہدایات بھی دی ہیں کہ جزیرہ کالینڈ کا مکمل کنٹرول اب ہمارے پاس رہے گا۔ اس جزیرے پر کافرستانی سیکرٹ سروس کا کوئی عمل دخل نہیں ہو گا اور کافرستانی سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کے لئے بھی اس جزیرے پر آنے پر ویسی ہی پابندی عائد کر دی گئی ہے جیسی دوسری ایجنسیوں کے چیفس کے لئے ہے۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

''یس چیف۔ لیکن شاگل کو پاکیشیائی ایجنٹوں نے کب اور کیسے اغوا کیا ہے۔ اوور''...... مادھوری نے پوچھا۔

''اس کی تفصیلات میں تمہیں بعد میں بتا دوں گا۔ فی الحال میں نے تمہیں اس لئے کال کی ہے کہ چونکہ ہماری نئی ایجنسی بن چکی ہے اور میں اس ایجنسی کا چیف ہوں اس لئے چیف ہونے کے ناطے میں تمہیں ٹائیگر ایجنسی کی نمبر ٹو بناتا ہوں۔ اب تم میری نمبر ٹو ہو۔ تم یہ بات سب کو بتا دو۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے اپنا نمبر ٹو بنانا کا شکریہ چیف۔ میں آپ کے اس اعتماد کو

کبھی ٹھیس نہیں پہنچنے دوں گی اور میں ابھی یہ خوشخبری سب کو سنا دیتی ہوں۔ اوور''...... مادھوری نے نمبر ٹو بننے پر انتہائی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے شاگل کو اغوا کر لیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ شاگل سے اس جزیرے کے بارے میں سب کچھ اگلوا لیں گے اور تمام معلومات حاصل کرتے ہی پاکیشیائی ایجنٹ اس جزیرے اور پھر جزیرے پر موجود گریٹ سرکل میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ تم گریٹ سرکل سیلڈ کر دو۔ جب تک میں ہدایات نہ دوں اس وقت تک گریٹ سرکل اوپن نہیں کیا جائے گا اور گریٹ سرکل کے باہر موجود تمام سیٹ اپ کو اپ گریڈ اور پاور فل کر دو تاکہ پاکیشیائی ایجنٹ اس جزیرے پر سوائے ٹکریں مارنے کے کچھ نہ کر سکیں۔ اوور''۔ بلیک ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ میں ابھی یہ سارا کام کر دیتی ہوں۔ ہماری اجازت کے بغیر پاکیشیائی ایجنٹ تو کیا ایک مکھی اور مچھر بھی گریٹ سرکل میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ اوور''...... مادھوری نے انتہائی مضبوط لہجے میں کہا۔

''اوور اینڈ آل''...... بلیک ٹائیگر نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی بے فکری اور سکون کے تاثرات نمایاں تھے۔ اپنے گروپ کو نئی ایجنسی میں بدلنے پر وہ بے

حد خوش تھا۔ اس نے ابھی ٹرانسمیٹر آف کیا ہی تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر خود بخود جاگ اٹھا اور اس سے تیز سیٹی کی آواز نکلنا شروع ہو گئی۔ بلیک ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا ایک بٹن آن کیا۔

''یس۔ بلیک ٹائیگر سپیکنگ۔ چیف آف ٹائیگر ایجنسی۔ اوور''۔ بلیک ٹائیگر نے اپنا تعارف ٹائیگر ایجنسی کے چیف کے طور پر کراتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''پرائم منسٹر سپیکنگ۔ اوور''...... دوسری جانب سے پرائم منسٹر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ یس سر حکم سر۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو آپ نے مجھے سیل فون پر کال کی تھی اور اب ٹرانسمیٹر پر۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اسے اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ چند لمحے قبل پرائم منسٹر نے اس سے سیل فون پر بات کی تھی اور اب وہ اس سے ٹرانسمیٹر پر کال کر رہے تھے۔

''کیوں۔ کیا میں آپ سے دوبارہ بات نہیں کر سکتا۔ اوور''۔ پرائم منسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ کیوں نہیں کر سکتے۔ آپ جب چاہیں مجھ سے بات کر سکتے ہیں اور آپ نے ہی مجھے یہ اختیار دیا ہے کہ میں سوائے آپ کے کسی کو بھی جواب دہ نہیں ہوں۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مجھے ایک ضروری بات یاد آئی تھی اسی لئے میں نے تم سے دوبارہ رابطہ کیا ہے اور اس بار میں نے جان بوجھ کر سیل فون استعمال نہیں کیا تھا۔ اوور''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ فرمائیں۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

''میں ایک بار جزیرہ کالینڈ کے گریٹ سرکل کو خود چیک کرنا چاہتا ہوں۔ اوور''...... پرائم منسٹر نے کہا تو بلیک ٹائیگر بری طرح سے چونک پڑا۔

''اوہ۔ یس سر۔ کیوں نہیں۔ میں آپ سے خود بھی یہ کہنا چاہتا تھا کہ آپ ایک بار خود جزیرہ کالینڈ کا دورہ کریں اور ایک نظر ہمارے گریٹ سرکل کو دیکھ لیں۔ گریٹ سرکل دیکھنے کے بعد آپ کو خود ہی یقین آ جائے گا کہ یہ کس قدر محفوظ ہے اور یہاں دنیا کا کوئی ایجنٹ نہیں پہنچ سکتا ہے۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ میں اپنے ساتھ چند اہم افراد کو لا رہا ہوں۔ وہ تمہارے گریٹ سرکل کا اپنے طور پر جائزہ لیں گے۔ اوور''۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

''یس سر۔ ضرور سر۔ آپ جسے چاہیں ساتھ لے آئیں۔ مجھے اس پر بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے فوراً کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں چونکہ خفیہ دورے پر آ رہا ہوں اس لئے میں

پرائم منسٹر ہاؤس کا خصوصی ہیلی کاپٹر استعمال نہیں کروں گا۔ میں ایک سپیشل ہیلی کاپٹر میں آؤں گا۔ اوور“...... پرائم منسٹر نے کہا۔

”یس سر۔ لیکن سر۔ اوور......“ بلیک ٹائیگر نے کہنا چاہا۔

”لیکن کیا۔ اوور“...... پرائم منسٹر نے کہا۔

”میں نے آپ کو بتایا تھا کہ جزیرہ کالینڈ پر صرف وہی ہیلی کاپٹر آ سکتے ہیں جن میں ہم نے خصوصی ٹریکر لگائے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ کسی اور ہیلی کاپٹر کو جزیرے میں داخل نہیں ہونے دیا جاتا۔ اوور“...... بلیک ٹائیگر نے ہمت کرتے ہوئے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ میں نے بتایا ہے نا کہ میں خفیہ طور پر وہاں چیکنگ کے لئے آ رہا ہوں۔ اگر میں نے سرکاری ہیلی کاپٹر کا استعمال کیا تو سب کو پتہ چل جائے گا کہ میں نے جزیرے کا دورہ کیا ہے۔ تم شاید نہیں جانتے پریذیڈنٹ صاحب نے مجھے کے ایس ایس کے تمام معاملات سے الگ رکھنے کی کوشش کی تھی لیکن اب چونکہ صورتحال مختلف ہے اس لئے میں ذاتی طور پر جب تک جزیرے کی حفاظت کا انتظام چیک نہیں کر لیتا مجھے اطمینان نہیں ہو سکتا۔ میں عام ہیلی کاپٹر سے ہی وہاں آؤں گا۔ تم اپنے سسٹم سے اس ہیلی کاپٹر کو چیک کر لینا۔ اوور“...... پرائم منسٹر نے کہا۔

”یس سر۔ جیسے آپ کی مرضی سر۔ آپ جس ہیلی کاپٹر میں آئیں اس کی تمام لائٹس آن کر کے رکھیں اور ہیڈ لائٹ سے مسلسل سپارکنگ کریں۔ جس سے ہمیں پتہ چل جائے گا کہ اس

ہیلی کاپٹر میں آپ موجود ہیں۔ اوور“...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

”اوکے۔ میں آپ کے پاس زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے تک پہنچ جاؤں گا اور ہاں میری ایک اور ہدایت غور سے سن لیں۔ چونکہ میں خفیہ طور پر جزیرے پر آ رہا ہوں اس لئے آپ میرے آنے تک نہ جزیرے کے باہر سے آنے والی کوئی کال رسیو کریں گے اور نہ ہی جزیرے سے باہر آپ کی طرف سے کوئی کال کی جائے گی۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ بات کسی بھی طرح سے لیک آؤٹ ہو کہ گریٹ سرکل کے معاملے میں، میں خصوصی دلچسپی لے رہا ہوں۔ اوور“...... پرائم منسٹر نے کہا۔

”اوہ۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں گریٹ سرکل کا تمام مواصلاتی نظام آف کر دوں۔ اوور“...... بلیک ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اگر آپ کو میری وجہ سے کوئی اونچا مقام چاہئے تو پھر آپ کو ہر حال میں میری ہدایات پر عمل کرنا ہو گا۔ سمجھے آپ۔ اوور“...... پرائم منسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ کیوں نہیں سر۔ میں آپ کی تمام ہدایات پر عمل کروں گا۔ اوور“...... بلیک ٹائیگر نے فوراً کہا۔

”اوکے۔ اوور اینڈ آل“...... پرائم منسٹر نے کہا اور انہوں نے رابطہ منقطع کر دیا۔ رابطہ منقطع ہونے کے باوجود بلیک ٹائیگر حیرت سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کو دیکھ رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ

رہا تھا کہ پرائم منسٹر اچانک جزیرے کا دورہ کرنے کے لئے کیوں تیار ہو گئے تھے۔ انہوں نے سیل فون پر پہلے جس طرح بات کی تھی اس وقت ان کا اس سے رویہ کچھ اور تھا اور اب ٹرانسمیٹر پر ان کا انداز ہی بدلا ہوا تھا اور بلیک ٹائیگر کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے پرائم منسٹر اس بار جچے تلے انداز میں اور انتہائی احتیاط سے بات کر رہے ہوں۔

''کیا معاملہ ہو سکتا ہے۔ پرائم منسٹر صاحب اس طرح بدلے ہوئے انداز میں کیسے بات کر سکتے ہیں''...... بلیک ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید حیرت کا عنصر تھا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک کوندا سا لپکا۔

''اوہ اوہ۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ٹرانسمیٹر پر پرائم منسٹر کی آواز میں پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران نے بات کی ہو۔ دنیا کا وہ واحد انسان ہے جو ہر انسان کی آواز میں بات کر سکتا ہے۔ شاگل اس کے قبضے میں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے شاگل سے جزیرے اور گریٹ سرکل کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں اور اسے جزیرے پر آنے کا کوئی راستہ نہ مل رہا ہو اس لئے اس نے پرائم منسٹر کی آواز میں مجھے ڈاج دینے کی کوشش کی ہو کہ وہ پرائم منسٹر کے روپ میں جزیرے پر آ جائے۔ اوہ۔ مائی گاڈ۔ مجھے ایسا ہی لگ رہا ہے کہ یہ کال پرائم منسٹر کی نہیں بلکہ عمران کی تھی جو مجھے ڈاج دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ پرفیکٹ ڈاج''...... بلیک ٹائیگر نے بری طرح

سے اچھلتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے اس نے ٹرانسمیٹر میز پر رکھا اور اس کی جگہ اپنا سیل فون اٹھا لیا اور پھر وہ پرائم منسٹر کی طرف سے آنے والی کال والے نمبر سے پرائم منسٹر سے رابطہ کرنے لگا۔

''یس۔ پرائم منسٹر ہیئر''...... رابطہ ملتے ہی پرائم منسٹر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''بلیک ٹائیگر بول رہا ہوں جناب''...... بلیک ٹائیگر نے جچے تلے لہجے میں کہا۔

''یس بولو۔ اب کیا ضروری بات کرنی رہ گئی ہے۔ میں نے کچھ دیر پہلے ہی تو تم سے بات کی تھی''...... پرائم منسٹر نے کہا تو بلیک ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''سوری سر۔ میں نے آپ سے یہ پوچھنے کے لئے کال کی ہے کہ اگر آپ جزیرے اور جزیرے پر موجود گریٹ سرکل کا ایک بار خود دورہ کر لیتے تو یہاں کے حفاظتی انتظامات دیکھ کر آپ کو اور زیادہ تسلی ہو جاتی''...... بلیک ٹائیگر نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ وہ اس بات سے ڈر رہا تھا کہ اگر ٹرانسمیٹر کال پرائم منسٹر کی ہی ہوئی تو اس بات پر پرائم منسٹر اس پر بھڑک سکتے تھے کہ جب انہوں نے جزیرے پر آنے کا کہہ دیا تھا تو پھر اسے یہ بات کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

''نہیں۔ ابھی نہیں۔ جب ضرورت ہو گی تو میں وہاں خود آ جاؤں گا''...... پرائم منسٹر نے بلیک ٹائیگر کی سوچ کے مطابق کہا تو

بلیک ٹائیگر کے ہونٹوں پر بے اختیار زہر انگیز مسکراہٹ ابھر آئی۔
یس سر۔ سوری سر۔ میں نے آپ کو بلا وجہ ڈسٹرب کیا"۔ بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ اور کچھ کہنا ہے"...... پرائم منسٹر نے پوچھا۔

"نو سر۔ تھینک یو"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک"...... پرائم منسٹر نے کہا اور انہوں نے رابطہ منقطع کر دیا۔

"ہونہہ۔ تو میرا شک غلط نہیں تھا۔ ٹرانسمیٹر پر فیک کال تھی اور یہ کال عمران نے کی تھی۔ ہونہہ۔ تو اب وہ پرائم منسٹر بن کر جزیرے پر آنے کا سوچ رہا ہے"...... بلیک ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں بھی جیسے خون اتر آیا تھا۔

"ٹھیک ہے عمران۔ آؤ۔ میں تمہارا راستہ نہیں روکوں گا۔ تم پرائم منسٹر بن کر گریٹ سرکل میں آؤ تو میں تمہارا شایان شان استقبال کروں گا۔ تم نے مجھے نہیں اس بار خود اپنی زندگی کو ڈاج دینے کی کوشش کی ہے۔ تمہارا یہ ڈاج تمہاری ہی موت کا باعث بن جائے گا۔ پرائم منسٹر نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں تمہیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا تو وہ شاگل کی جگہ مجھے کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف نامزد کر دیں گے۔ لگتا ہے آج میری قسمت کا ستارہ عروج پر ہے۔ پہلے مجھے بغیر کہے ٹائیگر ایجنسی کا چیف بنا دیا گیا تھا

اب تم یہاں آ کر جب میرے ہاتھوں اپنے انجام تک پہنچو گے تو میں ڈائریکٹ شاگل کی جگہ سنبھال لوں گا اور کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف بن جاؤں گا پاور فل چیف۔ آؤ۔ آؤ عمران۔ میرے ہاتھ تمہیں ہلاک کرنے کے لئے بے تاب ہیں۔ جلدی آؤ تاکہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر سکوں۔ تمہاری ہلاکت میرے لئے باعث فخر ہو گی"...... بلیک ٹائیگر نے دونوں ہاتھوں کے پنجے پھیلاتے ہوئے کہا جیسے وہ خیالوں ہی خیالوں میں اپنے ہاتھوں سے عمران کی گردن دبا رہا ہو۔

عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے ایک طرف رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن اور تشویش کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

”کیا ہوا۔ تم بلیک ٹائیگر سے بات کر کے اس قدر سنجیدہ کیوں ہو گئے ہو“...... جولیا نے اسے سنجیدہ اور پریشان دیکھ کر پوچھا۔ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر، این ٹی اور احمد شہزاد بھی حیرت زدہ نظروں سے عمران کی جانب دیکھ رہے تھے۔

وہ سب اس تہہ خانے میں موجود تھے جہاں ایک فولادی کرسی پر شاگل بے ہوشی کی حالت میں بندھا ہوا تھا۔ عمران نے ان سب کے سامنے شاگل کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھا کر اسے اپنے ٹرانس میں لیا تھا اور پھر اس نے شاگل سے جزیرہ کالینڈ اور پروفیسر بھانو پرتاب کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا تھا۔ چونکہ شاگل پہلے

ہی لاشعوری کیفیت میں تھا اس لئے وہ عمران کے ہر سوال کا جواب دیتا چلا گیا اور اس نے عمران کو جزیرے کے بارے میں تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا اور اس نے عمران کو یہ بھی بتا دیا کہ اس نے اور بلیک ٹائیگر نے جدید سائنسی طریقے سے کس طرح جزیرے کی حفاظت کا انتظام کر رکھا ہے۔ اس نے جزیرے کے گریٹ سرکل کے بارے میں بھی عمران کو مکمل تفصیل سے آگاہ کر دیا تھا۔

گریٹ سرکل کا سن کر عمران اور اس کے ساتھی حیران رہ گئے تھے۔ شاگل نے واقعی جزیرے کی حفاظت کا انتہائی ٹائٹ اور فول پروف انتظام کیا تھا۔ جزیرے پر بنائے گئے گریٹ سرکل کو توڑنا عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے مشکل تو نہیں تھا لیکن اس میں انہیں طویل وقت لگ سکتا تھا اس لئے عمران یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ اسے شاگل کو ہی اپنا آلہ کار بنا کر جزیرے کے گریٹ سرکل میں داخل ہونا پڑے گا۔ اس نے شاگل سے بلیک ٹائیگر کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر اس نے بلیک ٹائیگر سے ٹرانسمیٹر پر بات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ بلیک ٹائیگر سے شاگل کی آواز میں بات نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق میجر شرما کے ذریعے یہ بات بلیک ٹائیگر تک پہنچ چکی ہو گی کہ شاگل کو اس نے اغوا کر رکھا ہے۔ اگر عمران، شاگل کی آواز میں بلیک ٹائیگر سے بات کرتا تو بلیک ٹائیگر کو اس بات پر شاید ہی یقین آتا کہ اس سے بات کرنے والا شاگل ہی ہے۔ شاگل نے عمران کو جو تفصیلات بتائی

تھیں ان میں یہ بات بھی شامل تھی کہ بلیک ٹائیگر، عمران کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے اور اسے اس بات کا بھی علم ہے کہ عمران دنیا کے ہر انسان کی آواز کی کامیاب نقل کر سکتا ہے۔ اس لئے عمران نے کچھ سوچ کر پرائم منسٹر کی آواز میں بلیک ٹائیگر سے بات کی اور اس سے بات کرتے ہوئے وہ انتہائی احتیاط سے کام لے رہا تھا۔ اس نے جان بوجھ کر بلیک ٹائیگر کو پرائم منسٹر کی آواز میں یہ ہدایات دی تھیں کہ وہ اس کے آنے تک گریٹ سرکل کا تمام مواصلاتی نظام آف کر دے۔ عمران نہیں چاہتا تھا کہ اس کے پہنچے تک بلیک ٹائیگر کو اس بات کا کسی بھی طرح سے علم ہو سکے کہ یہ کال اسے پرائم منسٹر نے نہیں کسی اور نے کی تھی۔

"مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے مجھ سے پہلے پرائم منسٹر، بلیک ٹائیگر سے بات کر چکے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ پرائم منسٹر کو بھلا بلیک ٹائیگر سے بات کرنے کی کیا ضرورت تھی"...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں میجر شرما نے ہوش میں آنے کے بعد پرائم منسٹر تک یہ بات پہنچا دی ہو گی کہ شاگل ہمارے قبضے میں ہے۔ پرائم منسٹر کو شاید یہ بات ہضم نہیں ہوئی ہو گی اس لئے انہوں نے جزیرہ کالینڈ میں بلیک ٹائیگر کو کال کی ہو گی اور اسے وہاں کا فل انچارج بنا دیا ہو گا۔ انہوں نے بلیک ٹائیگر کو اس بات سے آگاہ کر دیا ہو گا کہ شاگل ہمارے قبضے میں ہے اس لئے اگر شاگل کال

کرے یا خود وہاں آنے کی کوشش کرے تو اس پر یقین نہ کیا جائے۔ بلیک ٹائیگر کی باتوں سے مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے پرائم منسٹر نے اسے کافرستانی سیکرٹ سروس سے الگ کر دیا ہو اور اس کے گروپ کو اپ گریڈ کرتے ہوئے اس کی ایک نئی ایجنسی بنا دی ہو۔ تم نے سنا نہیں تھا جب اس نے میری کال رسیو کی تھی تو اس نے چیف آف ٹائیگر ایجنسی کہہ کر اپنا تعارف کرایا تھا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ اس بات پر تو میں بھی چونکا تھا۔ شاگل نے بتایا تھا کہ بلیک ٹائیگر کا گروپ اس کے انڈر کام کر رہا ہے اور بلیک ٹائیگر اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ وہ جب بھی اس کی کال اٹنڈ کرتا ہے خود کو بلیک ٹائیگر کہہ کر مخاطب کرتا ہے جبکہ اس بار آپ کی کال رسیور کرتے ہی اس نے چیف آف ٹائیگر ایجنسی کے الفاظ ادا کئے تھے"...... این ٹی نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ اسے یہ اختیارات پرائم منسٹر نے دیئے ہیں تاکہ وہ انتہائی تندہی سے جزیرے کی حفاظت کر سکے اور جہاں تک میرا آئیڈیا ہے پرائم منسٹر نے مجھ سے کچھ دیر پہلے ہی بلیک ٹائیگر سے بات کی تھی اسی لئے وہ حیران ہو رہا تھا کہ میں نے پہلے اس سے سیل فون پر رابطہ کیا تھا اور اب اس سے ٹرانسمیٹر پر کیوں بات کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ تمہاری کال سے چونک پڑے گا

اور اسے شک ہو جائے گا کہ اسے پرائم منسٹر نے نہیں کسی اور نے کال کی تھی''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تب تو وہ حقیقت جاننے کے لئے فوری طور پر پرائم منسٹر سے بات کرے گا اور اگر اس کی پرائم منسٹر سے بات ہو گئی تو اسے یہ تصدیق کرنے میں ایک منٹ کا بھی وقت نہیں لگے گا کہ یہ کال اسے پرائم منسٹر کی جانب سے نہیں کی گئی تھی''...... جولیا نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اسے پتہ چل جائے گا کہ یہ کال اسے میں نے کی تھی''...... عمران نے جواب دیا۔

''اگر ایسا ہوا تو پھر ہم وہاں کیسے جائیں گے۔ اگر ہم نے بلیک ٹائیگر کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا تو جیسے ہی ہم ہیلی کاپٹر لے کر وہاں پہنچیں گے وہ فوراً ہمارے ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر دے گا''۔ احمد شہزاد نے بھی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ وہ ہمارا ہیلی کاپٹر ہٹ نہیں کرے گا''...... عمران نے اسی طرح سے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''کیا مطلب۔ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ ہمارے ہیلی کاپٹر کو ہٹ نہیں کرے گا''...... جولیا نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اس کے لئے مجھے ایک خاص آئیڈیئے پر کام کرنا پڑے گا''۔

عمران نے کہا۔

''خاص آئیڈیا۔ کون سا آئیڈیا ہے وہ''...... جولیا نے پوچھا۔

''این ٹی میں تمہیں کچھ چیزیں لکھ کر دیتا ہوں انہیں جلد سے جلد حاصل کرو اور احمد شہزاد تم نے کہا تھا کہ تمہارے یہاں کسی نجی فضائی کمپنی سے روابط ہیں اور تم ہیلی کاپٹر کا بندوبست کر سکتے ہو۔ جاؤ اور جلد سے جلد ہیلی کاپٹر لے کر یہاں آ جاؤ۔ یاد رہے ہمیں ایک گھنٹے کے اندر اندر ہیلی کاپٹر سے جزیرہ کالینڈ پہنچنا ہے''۔ عمران نے جولیا کی بات کا جواب دینے کی بجائے این ٹی اور احمد شہزاد سے مخاطب ہو کر کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران کے کہنے پر احمد شہزاد ہیلی کاپٹر کا انتظام کرنے چلا گیا جبکہ این ٹی نے اسے ایک نوٹ پیڈ اور قلم لا دیا اور عمران اس نوٹ پیڈ پر تیزی سے کچھ لکھنا شروع ہو گیا۔ پھر اس نے نوٹ پیڈ کا ورق پھاڑ کر این ٹی کو دے دیا۔ این ٹی نے جب کاغذ پر لکھی ہوئی چیزوں کے نام پڑھے تو اس کے چہرے پر تشویش کے سائے پھیل گئے۔

''اوہ۔ یہ سب تو......'' این ٹی نے پریشانی کے عالم میں کہنا چاہا۔

''حیرانی اور پریشانی بعد میں ظاہر کر لینا۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم یہ چیزیں حاصل کر سکتے ہو یا نہیں تاکہ میں ان کے لئے کسی اور سے رابطہ کر سکوں''...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"اوہ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں یہ چیزیں لے آؤں گا"۔ این ٹی نے فوراً کہا۔

"اوکے۔ آدھے گھنٹے کا وقت ہے تمہارے پاس"...... عمران نے اپنی ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا تو این ٹی اثبات میں سر ہلاتا ہوا تہہ خانے سے نکلتا چلا گیا۔

"آخر تمہارے دماغ میں چل کیا رہا ہے"...... عمران کو اس قدر پراسرار بنے دیکھ کر جولیا نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جو کچھ چل رہا ہے اچھا ہی چل رہا ہے۔ میں وہ سب تمہیں بتا تو دوں لیکن سوچ لو یہاں تنویر بھی موجود ہے۔ اگر اس نے سوچ لیا تو یہ مسز ڈراہم کا سہاگ اجاڑنے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر اسے تیز نظروں سے گھورنا شروع ہو گیا۔

"پھر بھی عمران صاحب۔ آخر آپ کرنا کیا چاہتے ہیں"۔ صفدر نے پوچھا۔

"تم پوچھ رہے ہو کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ اتنی مشکلوں سے ہاتھ جوڑ جوڑ کر تمہیں نکاح کا خطبہ یاد کرایا ہے اور اب جب اس کا وقت آ گیا ہے تو پوچھ رہے ہو کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو جولیا اور تنویر نے منہ بنا لئے جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل کے ہونٹوں پر عمران کی بات سن کر مسکراہٹ آ

گئی۔

"لگتا ہے عمران صاحب کچھ اونچا ہی سوچ رہے ہیں۔ ابھی کچھ دیر پہلے یہ سنجیدہ تھے اور اب"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دولہا جب بھی سوچتا ہے اونچا ہی سوچتا ہے پیارے۔ میں بس یہ سوچ رہا ہوں کہ کب میری شادی ہو گی اور کب تم اور صفدر میرے بچوں کے چچا اور تنویر ان کا ماموں بنے گا۔ کیوں تنویر"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا تو تنویر کے چہرے پر انتہائی غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"شٹ اپ۔ میں تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتا"...... تنویر نے غرا کر کہا۔

"یار یہ پرانا ڈائیلاگ ہے۔ کوئی نئی بات کرو۔ ہر بار ایک ہی ڈائیلاگ بولتے تم اچھے نہیں لگتے"...... عمران نے کہا تو وہ سب مسکرانے لگے۔

"خطبہ نکاح بھی پرانا ڈائیلاگ ہے۔ کوئی نئی بات کرو"...... اس بار تنویر نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"این ٹی نے شاگل کو طویل مدت کے لئے بے ہوش کر رکھا ہے۔ اس کے جلد ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ میرے خیال میں اب ہمیں اوپر چلے جانا چاہئے"...... کیپٹن شکیل نے

موضوع بدلنے کے لئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ شاگل کو اسی طرح کرسی پر بے ہوش اور بندھا ہوا چھوڑ کر تہہ خانے سے نکلتے چلے گئے۔ کچھ دیر بعد وہ سب اس خفیہ ٹھکانے کے سٹنگ روم میں بیٹھے تھے۔ آدھے گھنٹے کے بعد این ٹی وہاں پہنچ گیا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک بھاری بیگ تھا۔

''یہ لیں عمران صاحب۔ آپ نے جو کہا تھا میں وہ سب لے آیا ہوں''...... این ٹی نے تھیلا عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ یہ سب لانے میں کوئی مشکل تو نہیں ہوئی''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ میں کسی اور طرف جانے کی بجائے اپنے اسلحے کے مین سٹور میں چلا گیا تھا جو یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔ وہاں میں نے چیکنگ کی تو آپ کا مطلوبہ سارا سامان مجھے وہیں سے مل گیا تھا''...... این ٹی نے کہا۔

''گڈ شو۔ نکالو سب کچھ تھیلے سے باہر''...... عمران نے کہا تو این ٹی نے اثبات میں سر ہلا کر تھیلے سے چیزیں نکالنی شروع کر دیں اور یہ دیکھ کر اس کے ساتھی حیران رہ گئے کہ ان چیزوں میں میگا پاور بم اور پاور میزائلوں کے ساتھ ان کے ڈیٹونیٹر اور خطرناک حد تک تباہ کن سامان تھا۔

''یہ سب۔ یہ سب تم نے کیوں منگوایا ہے۔ کیا تم کافرستان کا

کوئی شہر اُڑانے کا پروگرام بنا رہے ہو''...... جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جب گھی سیدھی انگلیوں سے نہ نکلے تو انگلیاں ٹیڑھی کرنی ہی پڑتی ہیں مسز ڈراہم۔ یہ سب وہ چیزیں ہیں جن کی مدد سے ہم اپنا مشن مکمل کر سکتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا تم جزیرے کو تباہ کرنے کا پروگرام بنا رہے ہو''۔ جولیا نے پوچھا۔

''جزیرہ تو تباہ ہو گا لیکن پہلے ہم وہاں سے پروفیسر بھانو پرتاب کی ایجاد اس کے فارمولے سمیت حاصل کریں گے۔ اس کے بعد ہم جزیرہ اور جزیرے پر بننے والی اسلحہ ساز فیکٹری تباہ کر دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کیسے۔ ہم یہ سارا سامان اس جزیرے پر لے کر کیسے جائیں گے''...... صفدر نے پوچھا۔

''گھبراؤ نہیں۔ تم میں سے کسی کو یہ سامان اٹھانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہم یہ سب اس ہیلی کاپٹر میں لے جائیں گے جو احمد شہزاد لینے گیا ہوا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ ایک طرف تم کہہ رہے ہو کہ بلیک ٹائیگر کو اس بات کا علم ہو سکتا ہے کہ ٹرانسمیٹر کال اسے پرائم منسٹر نے نہیں کی تھی۔ اس بات کی اگر اس نے تصدیق کر لی تو وہ ہمارے ہیلی کاپٹر کو جزیرے کے قریب کیوں آنے دے گا۔ اس نے میزائل مار کر ہیلی کاپٹر تباہ

کر دیا تو''...... تنویر نے کہا۔

''میں تمہاری اس بات کا جواب دے چکا ہوں۔ وہ ہمارے ہیلی کاپٹر کو ہٹ نہیں کرے گا اور نہ ہی اسے اس بات کا پتہ چلے گا کہ ہمارے ہیلی کاپٹر میں اس قدر تباہ کن مواد موجود ہے''۔ عمران نے جواب دیا۔

''تمہارے پاس اس یقین کی کوئی تو وجہ ہو گی''...... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''وجہ ہے تو کہہ رہا ہوں مسز ڈراہم''...... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا وجہ ہے۔ بتاؤ ہمیں''...... جولیا نے کہا۔

''تم میری مسز ہو۔ مسز عمران نہ سہی مسز ڈراہم ہی سہی۔ ہو سکتا ہے کہ بلیک ٹائیگر پر اسی بات کا ہی رعب پڑ جائے اور وہ ہمارے نئے نویلے جوڑے کے ہیلی کاپٹر کو ہٹ نہ کرے''...... عمران نے کہا تو وہ سب برے برے منہ بنانا شروع ہو گئے جیسے انہیں عمران سے اسی بات کی توقع تھی کہ وہ کوئی الٹا ہی جواب دے گا۔

اگلے دس منٹ بعد انہیں باہر سے ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو این ٹی بھاگتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ اس نے بتایا کہ احمد شہزاد ایک نجی کمپنی کا ہیلی کاپٹر لے آیا ہے۔

''چلو۔ یہ سامان اٹھاؤ اور ہیلی کاپٹر میں لے چلو۔ ہمارے پاس

وقت کم ہے۔ ہمیں جلد سے جلد کالینڈ جزیرے پر پہنچنا ہے''۔ عمران نے کہا تو این ٹی نے سارا سامان واپس تھیلے میں ڈالنا شروع کر دیا۔ سارا سامان تھیلے میں ڈال کر اس نے تھیلا اٹھایا اور پھر وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ باہر ایک طویل لان تھا جہاں ایک سرخ رنگ کا بڑا سا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر احمد شہزاد بیٹھا ہوا تھا۔ یہ ہیلی کاپٹر عام طور پر مشکل میں پھنسے ہوئے افراد کو ریسکیو کرنے کے لئے استعمال ہوتا تھا اس لئے اس ہیلی کاپٹر میں اتنی گنجائش موجود تھی کہ وہ سب اس ہیلی کاپٹر میں بیٹھ سکیں۔ عمران اور اس کے ساتھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے تو این ٹی نے بھی تھیلا ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں سیٹوں کے نیچے رکھا اور پھر وہ بھی اچھل کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا اور ہیلی کاپٹر میں سوار ہوتے ہی اس نے ہیلی کاپٹر کا دروازہ بند کر دیا۔ عمران، احمد شہزاد کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔

''چلو''...... عمران نے کہا تو احمد شہزاد نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو آہستہ آہستہ اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ ہیلی کاپٹر جب مخصوص بلندی پر پہنچا تو اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑا اور اسے تیزی سے ایک طرف اُڑائے لے گیا۔

بلیک ٹائیگر گریٹ سرکل کے کنٹرول روم میں موجود تھا جہاں بڑی بڑی اور انتہائی ہیوی ڈیوٹی مشینیں کام کر رہی تھیں۔ ان میں سے ایک مشین پر بڑی سی سکرین لگی ہوئی تھی جس کے ساتھ راڈار نصب تھا۔ سکرین روشن تھی اور سکرین پر کھلے آسمان کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔

بلیک ٹائیگر کے ساتھ ایک طرف مشین کے پاس مشین آپریٹر بیٹھا ہوا تھا جو مشین کے مختلف بٹن پریس کر رہا تھا اور ناب گھماتے ہوئے سکرین کے مناظر تبدیل کر رہا تھا۔ بلیک ٹائیگر کے ساتھ ایک اخروٹی رنگ کے بالوں والی نہایت خوبصورت لڑکی کھڑی تھی جس کی نیلی آنکھیں بلیک ٹائیگر کی طرح اسی سکرین پر ہی جمی ہوئی تھیں جس پر صاف شفاف نیلا آسمان دکھائی دے رہا تھا۔

''کیا آپ کو یقین ہے چیف کہ عمران پرائم منسٹر کے میک اپ

میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں آ رہا ہے''...... لڑکی نے بلیک ٹائیگر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میری اس سے بات ہوئی ہے۔ وہ عام سے ہیلی کاپٹر میں یہاں آ رہا ہے اور وہ اکیلا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ اس کے ساتھی بھی ہیں''...... بلیک ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ کو کنفرم ہے کہ اس ہیلی کاپٹر میں عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں تو پھر آپ اس ہیلی کاپٹر کو گریٹ سرکل میں کیوں اتارنا چاہتے ہیں۔ میں تو کہتی ہوں کہ جیسے ہی وہ سکرین پر نظر آئے اس پر میزائل فائر کر دیں اور ہیلی کاپٹر کو جزیرے سے باہر ہی تباہ کر دیں''...... لڑکی نے کہا جو بلیک ٹائیگر کی نمبر ٹو مادھوری تھی۔

''نہیں مادھوری۔ میں عمران کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔ پرائم منسٹر نے کہا تھا کہ جب میں عمران کو ہلاک کروں گا تو وہ مجھے کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیں گے اور میں یہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ میں عمران کو جان بوجھ کر یہاں آنے کا موقع دے رہا ہوں تاکہ اسے زندہ پکڑ کر اپنے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار سکوں۔ جب تک میرے پاس عمران کو ہلاک کرنے کا ثبوت نہیں ہو گا پرائم منسٹر میری بات پر یقین نہیں کریں گے کہ ہلاک ہونے والا پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران ہی ہے۔ وہ مجھ سے اس کی لاش مانگیں گے اور اگر میں نے ہیلی کاپٹر ہٹ کر دیا تو اس

کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں بھی جل کر بھسم ہو جائیں گی اور میں پرائم منسٹر کو ایسا کوئی ثبوت نہیں دے سکوں گا کہ ہلاک ہو کر جلنے والے افراد کی لاشیں عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہی ہیں''...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ ہاں واقعی یہ مسئلہ تو ہو جائے گا''...... مادھوری نے کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ میں ان کا ہیلی کاپٹر گریٹ سرکل کے ایک انڈر گراؤنڈ حصے میں اتراؤں گا جو ایک بڑے کمرے جیسا ہے۔ یہ کمرہ جو آئرن روم ہے اور مکمل طور پر فولاد کا بنا ہوا ہے چاروں اطراف سے بند ہے۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر اس آئرن روم میں اترے گا اوپر سے آئرن روم کی چھت بند کر دی جائے گی اور پھر ہم یہاں سے آئرن روم میں پاور فل ٹی ایم گیس فائر کر دیں گے جس سے وہ سب بے ہوش ہو جائیں گے اور اسی حالت میں ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ اس گیس کا کوئی اینٹی نہیں ہے۔ اس گیس سے بے ہوش ہونے والا جاندار کبھی ہوش میں نہیں آتا۔ یہ گیس جاندار کے مساموں سے گزرتی ہوا جانداروں کے خون کی رگوں میں داخل ہو جاتی ہے اور اندر ہی اندر خون کو جلا کر سیاہ کر دیتی ہے۔ سیاہ ہونے والا خون جب دل تک پہنچتا ہے تو دل وہیں رک جاتا ہے اور انسانی دماغ کی رگیں بھی پھٹ جاتی ہیں جس سے جاندار کی فوری موت واقع ہو جاتی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی آئرن روم میں ہی ہلاک ہو جائیں گے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اگر گیس

ماسک بھی پہنے ہوئے ہوں گے تب بھی وہ اس زہریلی گیس کے اثر سے نہیں بچ سکیں گے۔ جب عمران اور اس کے ساتھی زہریلی گیس سے ہلاک ہو جائیں گے تو ہم آئرن روم سے ان کی لاشیں ہی باہر نکالیں گے۔ ان کی لاشیں دیکھ کر پرائم منسٹر کو یقین کرنا ہی پڑے گا کہ اس بار ہمارے ہاتھوں اصلی عمران اور اس کے ساتھی ہی ہلاک ہوئے ہیں''...... بلیک ٹائیگر نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو فکر ہو رہی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بارہا سنا ہے کہ وہ مرنے کے بعد بھی حیرت انگیز طور پر زندہ ہو جاتے ہیں اور لمحوں میں کایا پلٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ میں تو کہتی ہوں چیف کہ آپ انہیں گریٹ سرکل میں لینڈ کرانے کا رسک نہ لیں۔ اسی میں ہم سب کی بھلائی ہے''...... مادھوری نے اسی طرح سے پریشان لہجے میں کہا۔

''کچھ نہیں ہو گا۔ تم بلاوجہ پریشان ہو رہی ہو۔ عمران اور اس کے ساتھی انسان ہیں جنات نہیں جو کچھ بھی کر سکتے ہیں''...... بلیک ٹائیگر نے منہ بنا کر غراتے ہوئے کہا تو مادھوری نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ان کے ساتھ چیف شاگل نہ ہو۔ اگر چیف شاگل ان کے ساتھ ہوا تو وہ بھی بلیک روم میں زہریلی گیس کا شکار ہو جائے گا''...... چند لمحے توقف کے بعد مادھوری نے پھر سے کہا۔

''شاگل ان کے ساتھ ہو یا نہ ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور تم اسے چیف مت کہو۔ تمہارا چیف میں ہوں۔ بلیک ٹائیگر سمجھے تم۔ شاگل کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اگر وہ اپنی حماقت کی وجہ سے پاکیشیائی ایجنٹوں کے قبضے میں آ گیا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ایسے احمق انسان کو تو کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہونا ہی نہیں چاہئے تھا''...... بلیک ٹائیگر نے کہا تو مادھوری ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گئی۔ اسی لمحے اچانک مشین آپریٹر چونک پڑا۔

''ہیلی کاپٹر آ رہا ہے چیف''...... آپریٹر نے بلیک ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو بلیک ٹائیگر چونک کر سکرین کی طرف دیکھنے لگا لیکن سکرین پر اسے کوئی ہیلی کاپٹر دکھائی نہ دیا۔

''ہیلی کاپٹر راڈار سکرین پر ہے جناب اور یہ ابھی ہماری رینج سے دس کلو میٹر دور ہے اسی لئے یہ ابھی اس سکرین پر دکھائی نہیں دے رہا ہے''...... آپریٹر نے کہا تو بلیک ٹائیگر سکرین کی سائیڈ میں لگی راڈار سکرین کی طرف دیکھنے لگا جس کی سرکل لائٹ ایک دھبے کو بار بار اجاگر کر رہی تھی۔

''ہونہہ۔ آنے دو انہیں''...... بلیک ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔ کچھ ہی دیر میں انہیں سکرین پر بھی ہیلی کاپٹر دکھائی دینا شروع ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر سرخ رنگ کا تھا۔ ہیلی کاپٹر کی تمام لائٹس آن تھیں اور اس کی ہیڈ لائٹ بار بار سپارک کر رہی تھی۔

''اس ہیلی کاپٹر کو ریڈیو کنٹرول پر لاؤ جلدی''...... بلیک ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا تو آپریٹر نے تیزی سے مشین کے بٹن پریس کرنے اور سوئچ آن کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحے وہ اپنے کام میں لگا رہا پھر اس نے مشین کی سائیڈ میں ایک ہک میں لگا ہوا ایک ہیڈ فون نکال کر بلیک ٹائیگر کی جانب بڑھا دیا۔ بلیک ٹائیگر نے ہیڈ فون فوراً اپنے کانوں پر چڑھا لیا۔

''ہیلی کاپٹر سکین کرو۔ اس میں کوئی خطرناک مواد تو نہیں ہے۔ چیک کرو''...... بلیک ٹائیگر نے کہا تو آپریٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ہاتھ ایک بار پھر مشین پر چلنا شروع ہو گئے۔ اسی لمحے سکرین پر روشنی کی ایک چمکدار لکیر سی بنی اور ہیلی کاپٹر کو سکین کرنا شروع ہو گئی۔

''نو چیف۔ ہیلی کاپٹر میں کوئی اسلحہ نہیں ہے''...... آپریٹر نے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ وہ یہاں خالی ہاتھ کیسے آ سکتے ہیں۔ دوبارہ چیک کرو''...... مادھوری نے آپریٹر کی بات سن کر غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس مادام''...... آپریٹر نے کہا اور وہ ایک بار پھر ہیلی کاپٹر سکین کرنے لگا۔

''نو مادام۔ ہیلی کاپٹر میں بم اور گنز تو کیا ایک معمولی خنجر بھی موجود نہیں ہے۔ اگر ان کے پاس ایک معمولی چاقو بھی ہوتا تو اس

سکرین پر اس کی تفصیلات آ جاتیں''...... آپریٹر نے کہا۔

''حیرت ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی جزیرہ کالینڈ تسخیر کرنے خالی ہاتھ ہی آ رہے ہیں لیکن یہ کیسے ممکن ہے''...... مادھوری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران بے حد چالاک انسان ہے۔ وہ جانتا ہو گا کہ یہاں ہیلی کاپٹر کو سکین کیا جا سکتا ہے اس لئے وہ یہاں خالی ہاتھ آیا ہو گا تاکہ چالاکی سے ہمیں قابو کر سکے اور یہیں سے اسلحہ حاصل کر کے اپنا کام کر سکے''...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

''وہ ہماری رینج میں ہیں۔ کیا میں ان سے ٹرانسمیٹر رابطہ کروں''۔ آپریٹر نے بلیک ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں کرو''...... بلیک ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا تو آپریٹر نے مشین کے دو بٹن پریس کئے تو اچانک بلیک ٹائیگر کے کانوں پر لگے ہیڈ فونز سے ٹوں ٹوں کی آواز نکلنا شروع ہو گئی۔

''ہیلو ہیلو۔ کالینڈ کنٹرول روم کالنگ پی ون ہیلی کاپٹر کیا تمہیں میری آواز سنائی دے رہی ہے۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''...... ٹوں ٹوں کی آواز سنتے ہی بلیک ٹائیگر نے ہیڈ فون کے ساتھ لگے ایک مائیک کے بٹن کو پریس کرتے ہوئے کہنا شروع کر دیا۔

''یس۔ پی ون ہیلی کاپٹر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''کیا تم پائلٹ ہو۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں ہیلی کاپٹر کا پائلٹ بول رہا ہوں۔ اوور''...... جواب میں آواز سنائی دی۔

''اپنا نام بتاؤ۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے پوچھا۔

''وشواس داس۔ اوور''...... آواز آئی۔

''وشواس داس۔ تمہارے ساتھ ہیلی کاپٹر میں کتنے افراد موجود ہیں۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے پوچھا۔

''مجھ سمیت سات افراد ہیں۔ اوور''...... پائلٹ نے جواب دیا۔

''کیا تم میری پی ایم سے بات کرا سکتے ہو۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے پوچھا۔

''یس۔ ہولڈ آن''...... دوسری جانب سے کہا گیا اور ایک لمحے کے لئے ہیڈ فون میں خاموشی چھا گئی۔ چند لمحوں کے بعد ہیڈ فون میں جو آواز سنائی دی اسے سن کر بلیک ٹائیگر کے ہونٹوں پر انتہائی زہر انگیز مسکراہٹ ابھر آئی۔

''یس پی ایم سپیکنگ۔ اوور''...... دوسری طرف سے آنے والی پرائم منسٹر کی آواز تھی۔

''میں بلیک ٹائیگر بول رہا ہوں جناب۔ میں خود کنفرم کر رہا تھا کہ یہی وہ ہیلی کاپٹر ہے جس میں آپ تشریف لا رہے ہیں۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے اسی طرح سے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس۔ فکر کی کوئی بات نہیں ہے بلیک ٹائیگر۔ ہم بس پہنچ ہی رہے ہیں۔ اوور''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''یس سر۔ مائیک پائلٹ وشواس داس کو دیں سر تاکہ میں اسے جزیرے پر لینڈنگ کی ہدایات دے سکوں۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

''یس وشواس داس سپیکنگ۔ اوور''...... دوسرے ہی لمحے پائلٹ کی آواز سنائی دی۔

''تمہارا ہیلی کاپٹر اس وقت چار سو فٹ کی بلندی پر ہے اور تم چار سو کلو میٹر فی گھنٹے کی رفتار سے آ رہے ہو۔ اپنی رفتار کم کرو اور ہیلی کاپٹر ایک سو پچاس فٹ کی بلندی پر لے آؤ اور اس کا رخ نارتھ کی طرف موڑ لو۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ اوور''...... پائلٹ کی آواز سنائی دی اور پھر انہیں سکرین پر ہیلی کاپٹر کی بلندی اور اس کی رفتار کم ہوتی ہوئی دکھائی دی۔ ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ ایک طرف مڑتا جا رہا تھا۔

''تم جزیرہ کالینڈ پر پرواز کر رہے ہو۔ اپنی رفتار مزید کم کرو اور نیچے نظر آنے والے میدانی علاقے میں تیس کلو میٹر آگے چلے جاؤ۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اوور''...... پائلٹ نے جواب دیا اور پھر انہوں نے سکرین پر ہیلی کاپٹر مزید نیچے آتے اور اسی طرح جاتے دیکھا جس طرف بلیک ٹائیگر نے پائلٹ کو جانے کی ہدایات دی تھیں۔

''تیس کلو میٹر کے فاصلے پر تمہیں درختوں کا ایک جھنڈ دکھائی دے گا۔ ہیلی کاپٹر اس جھنڈ کی طرف لے جانا۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

''میں درختوں کے جھنڈ پر ہوں۔ اوور''...... چند لمحوں کے بعد پائلٹ کی آواز سنائی دی۔

''گڈ شو۔ درختوں کے جھنڈ کے درمیان تمہیں ایک انڈر گراؤنڈ ہیلی پیڈ دکھائی دے گا۔ ہیلی کاپٹر اس ہیلی پیڈ پر اتار لو۔ اوور''۔ بلیک ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے انڈر گراؤنڈ ہیلی پیڈ دکھائی دے گیا ہے۔ میں ہیلی کاپٹر نیچے لے جا رہا ہوں۔ اوور''...... پائلٹ کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ میں وہاں پی ایم کے لئے خصوصی وے کھول رہا ہوں۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے مسکراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اوور''...... پائلٹ کی آواز سنائی دی اور بلیک ٹائیگر نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''گڈ شو۔ ہیلی کاپٹر جیسے ہی آئرن روم کے ہیلی پیڈ پر لینڈ کرے گا تمہیں اس کا کاشن مل جائے گا۔ کاشن ملتے ہی تم آئرن روم کی چھت بند کر دینا اور وہاں فوراً ٹی ایم گیس فائر کر دینا''۔ بلیک ٹائیگر نے کانوں سے ہیڈ فون اتار کر مشین آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے مشین کے ایک

جھے سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔

"ہیلی کاپٹر ہیلی پیڈ پر اتر چکا ہے"...... آپریٹر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"گڈ شو۔ اب آئرن روم میں گیس فائر کرو۔ ہری اپ"۔ بلیک ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا تو مشین آپریٹر نے فوراً دائیں طرف لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا مشین سے تیز گونج کی آواز نکلنا شروع ہو گئی۔ چند لمحوں تک مشین سے تیز گونج کی آواز نکلتی رہی پھر آپریٹر نے بٹن سے ہاتھ ہٹا لیا۔ اس کے ہاتھ ہٹاتے ہی مشین سے نکلنے والی گونج کی آواز بھی ختم ہو گئی۔

"آئرن روم میں ٹی ایم گیس فائر ہو گئی ہے جناب"۔ آپریٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایف سکس پریس کرو اور چیک کرو۔ آئرن روم میں کوئی متحرک انسان تو موجود نہیں ہے۔ اگر وہاں کوئی زندہ ہوا تو ایف سکس کے ذریعے اس کا پتہ چل جائے گا"...... بلیک ٹائیگر نے بے تابی سے کہا تو مشین آپریٹر مشین کی قطار میں لگے ہوئے مختلف بٹن پریس کرنے لگا جن میں ایک بٹن پر ایف سکس لکھا ہوا تھا۔ اس نے ایف سکس کا بٹن پریس کیا لیکن مشین سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔

"نو سر۔ آئرن روم سے کسی کے متحرک ہونے کا کوئی کاشن نہیں

مل رہا ہے"...... آپریٹر نے جواب دیا تو بلیک ٹائیگر کا چہرہ فرطِ مسرت سے کھل اٹھا۔

"ہرا ہرا۔ میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ عمران جس نے مجھے ڈاج دینے کی کوشش کی تھی میں نے اس کا ڈاج اسی پر الٹ دیا ہے اب وہ اور اس کے ساتھی ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ ہرا ہرا"...... بلیک ٹائیگر نے اچھل کر باقاعدہ زور زور سے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ اسے خوش ہوتا دیکھ کر مادھوری اور مشین آپریٹر کے چہروں پر بھی مسکراہٹیں ابھر آئیں۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک کنٹرول روم میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ سیٹی کی آواز سن کر نہ صرف مشین آپریٹر بلکہ مادھوری اور بلیک ٹائیگر بھی بری طرح سے اچھل پڑے۔

"یہ تو خطرے کا سائرن ہے۔ کیا مطلب۔ گریٹ سرکل کو کیا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے"...... مادھوری نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"مم مم۔ میں چیک کرتا ہوں"...... آپریٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ہاتھ تیزی سے مشین پر چلنے شروع ہو گئے۔

"خطرہ آئرن روم میں موجود ہے چیف۔ جس ہیلی کاپٹر میں عمران اور اس کے ساتھی آئے ہیں۔ اس ہیلی کاپٹر میں انتہائی

طاقتور اور تباہ کن مواد موجود ہے جو اگر بلاسٹ ہو گیا تو یہ سارا جزیرہ تباہ ہو جائے گا''...... آپریٹر نے مشین کی سکرین کی سائیڈ میں آنے والی ڈیٹیل دیکھتے ہوئے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر مادھوری اور بلیک ٹائیگر بری طرح سے اچھل پڑے اور پھر ان کی نظریں بھی سکرین کے اس حصے پر جم گئیں جہاں ڈیٹیل آ رہی تھیں۔ اس ڈیٹیل کو پڑھتے ہوئے ان کی آنکھیں پھیلتی جا رہی تھیں اور ان کے رنگ یوں زرد ہوتے جا رہے تھے جیسے انہوں نے موت کے چہرے دیکھ لئے ہوں۔ بھیانک اور انتہائی خوف ناک موت کے چہرے جو کسی بھی لمحے ان پر جھپٹ سکتے تھے۔

''نن۔ نن۔ نہیں نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ عمران اپنے ساتھ اس قدر خوفناک اسلحہ کیسے لا سکتا ہے۔ تم نے ہیلی کاپٹر کو اسکین کیا تھا اس وقت تو اس ہیلی کاپٹر میں ایسا کوئی اسلحہ موجود نہیں تھا پھر یہ سب اچانک ہیلی کاپٹر میں کہاں سے آ گیا''...... بلیک ٹائیگر نے بری طرح سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''شاید انہوں نے دھماکہ خیز مواد کورڈ کر رکھا تھا اسی لئے یہ مشین پر اسکین نہیں ہوا تھا اب انہوں نے شاید دھماکہ خیز مواد سے حفاظتی کور ہٹا دیا ہے اسی لئے اس مشین پر ہمیں اس کا کاشن ملنا شروع ہو گیا ہے''...... آپریٹر نے جواب دیا۔

''اوہ اوہ۔ اگر ہیلی کاپٹر میں اس قدر تباہ کن مواد موجود ہے تو

ہمیں جلد سے جلد اس ہیلی کاپٹر کو اس جزیرے سے نکالنا ہو گا۔ اگر وہ مواد بلاسٹ ہو گیا تو گریٹ سرکل ہی نہیں یہ سارا جزیرہ تباہ ہو جائے گا''...... مادھوری نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہم فوری طور پر آئرن روم کو نہیں کھول سکتے مادام۔ وہاں میں نے زہریلی گیس پھیلا رکھی ہے جس کا اثر کم از کم دو گھنٹوں تک رہے گا۔ عمران اور اس کے ساتھی تو اب تک زہریلی گیس کے اثر سے ہلاک ہو گئے ہوں گے لیکن اگر میں نے ابھی آئرن روم کی چھت کھول دی تو زہریلی گیس جزیرے پر پھیل جائے گی اور اس کے اثرات گریٹ سرکل اور زمین دوز حصوں میں بھی پھیل سکتے ہیں۔ اس لئے ہمیں آئرن روم میں ہی زہریلی گیس کے اثرات ختم ہونے کا انتظار کرنا ہو گا''...... مشین آپریٹر نے کہا۔

''اوہ۔ اس دوران اگر ہیلی کاپٹر میں بلاسٹ ہو گیا تو''۔ مادھوری نے اسی انداز میں کہا۔

''نو مادام۔ وہ مواد خود بخود بلاسٹ نہیں ہو سکتا۔ یہ دیکھیں سکرین پر اب اس کی ڈیٹیلز بھی آ رہی ہیں۔ یہ ایم ون ہنڈرڈ بلاسٹرز ہیں جو سوائے ریموٹ کنٹرول کے بلاسٹ نہیں ہو سکتے ہیں۔ ڈیٹیل میں چارج ریموٹ کنٹرول کا بھی پتہ چل رہا ہے لیکن یہ ریموٹ کنٹرول ابھی آف ہے۔ جب تک ریموٹ کنٹرول کا بٹن پریس کر کے اسے فل چارج نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ہیلی کاپٹر میں موجود ایم ون ہنڈرڈ بلاسٹرز بلاسٹ نہیں ہوں گے''۔ مشین

آپریٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ ایم ون ہنڈرڈ بلاسٹرز ہی ہیں اور انہیں ریموٹ کنٹرول سے ہی بلاسٹ کیا جا سکتا ہے''...... بلیک ٹائیگر نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بدستور پریشانی اور قدرے خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

''یس چیف۔ اس کی ساری تفصیل آپ کے سامنے ہے۔ آپ خود ہی دیکھ لیں''...... آپریٹر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ یہ عمران واقعی انتہائی چالاک اور خطرناک ترین انسان ہے۔ مجھے اس بات کا گمان تک نہیں تھا کہ وہ اپنے ساتھ اس قدر طاقتور بلاسٹر بھی لا سکتا ہے۔ حیرت تو اس بات کی ہے کہ جب ہیلی کاپٹر کو ہم نے اسکین کیا تھا تب ہمیں ان بلاسٹرز کا پتہ کیوں نہیں چلا تھا۔ آخر انہوں نے ایم ون ہنڈرڈ بلاسٹرز کو کس طرح کورڈ کر رکھا تھا جو اسکین نہیں ہو سکے تھے''...... بلیک ٹائیگر نے غصے اور پریشانی سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''ایسا مواد عام طور پر کوٹڈ پیپرز یا کوٹڈ بیگ میں رکھا جاتا ہے چیف تاکہ انہیں کسی بھی سرچ مشین سے چیک نہ کیا جا سکے''۔ آپریٹر نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی زہریلی گیس سے ہلاک ہو گئے ہیں تو پھر کوٹڈ بیگ خود بخود کیسے کھل سکتا ہے کہ ہمیں اچانک مشین پر طاقتور بلاسٹرز کا کاشن ملنا شروع ہو گیا ہے''۔ بلیک

ٹائیگر نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ واقعی یہ سوچنے کی بات ہے۔ کورڈ اور کوٹڈ پیپر اور بیگ خود بخود نہیں کھل سکتے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ابھی زندہ ہیں اور انہوں نے جان بوجھ کر اس بیگ کو کھولا ہو تاکہ ہمیں اس بات کا پتہ چل جائے کہ ان کے پاس ایم ون ہنڈرڈ بلاسٹرز ہیں جس سے وہ یہ سارا جزیرہ تباہ کر سکتے ہیں''۔ مادھوری نے کہا۔

''کیا مطلب۔ ٹی ایم جیسی زہریلی گیس سے وہ بھلا زندہ کیسے بچ سکتے ہیں۔ ٹی ایم گیس تو ایک لمحے میں جسیم سے جسیم جانور کو بھی گرا دیتی ہے پھر عمران اور اس کے ساتھی تو عام سے انسان ہیں''...... بلیک ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''سوری چیف۔ لیکن آپ شاید بھول رہے ہیں کہ عمران اور اس کے ساتھی جن کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے وہ عام انسانوں سے کہیں بڑھ کر ہیں اور ان سب کے بارے میں یہی کہا جاتا ہے کہ وہ موت کے منہ میں جانے کے باوجود زندہ رہتے ہیں اور یقینی موت سے بھی یوں بچ کر نکل جاتے ہیں جیسے وہ موت سے نہیں بلکہ موت ان سے ڈرتی ہو''...... مادھوری نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ٹی ایم گیس سے ان کا زندہ بچنا ناممکن ہے قطعی ناممکن''...... آپریٹر نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ ابھی اس کا پتہ چل جاتا ہے۔ تم ہیلی کاپٹر کا ریڈیو کنٹرول آن کرو میں ان سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرتا ہوں۔ اگر وہ زندہ ہوئے تو وہ میری بات کا جواب ضرور دیں گے''...... بلیک ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو آپریٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک بار پھر وہ ہیلی کاپٹر کے ریڈیو سسٹم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

ہیڈ فونز بلیک ٹائیگر کے ہاتھوں میں تھے۔ آپریٹر کو رابطہ کرتے دیکھ کر اس نے ہیڈ فون ایک بار پھر کانوں پر چڑھا لئے۔ دوسرے لمحے اس کا ہیلی کاپٹر کے ریڈیو سسٹم سے رابطہ ہو گیا۔

درختوں کے درمیان زمین پر ایک بڑا سا ہول دیکھ کر عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔ یہ ایک چوکور ہول تھا جس کی تہہ میں بڑا سا دائرہ بنا ہوا تھا اور اس دائرے میں ایچ پی کے مخصوص الفاظ لکھے ہوئے تھے جس کا مطلب ہیلی پیڈ تھا۔

عمران نے چوکور روم جیسے ہول کی دیواروں کا رنگ دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ ایک بند روم ہے جسے خاص طور پر کسی بنکر کی طرز پر بنایا گیا تھا۔

عمران کے کانوں پر بھی ہیڈ فون چڑھے ہوئے تھے۔ اس نے پائلٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے احمد شہزاد اور جزیرہ کالینڈ میں موجود بلیک ٹائیگر کی تمام باتیں سن لی تھیں۔ جب بلیک ٹائیگر نے اسے پی ایم سے بات کرانے کا کہا تھا تو عمران نے اس کے ساتھ پرائم منسٹر کی آواز میں بات کی تھی۔ اسے بلیک ٹائیگر کی باتوں سے

صاف محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بڑی بے تابی سے اس کا انتظار کر رہا ہو۔ جس انداز میں بلیک ٹائیگر نے پرائم منسٹر سے بات کی تھی عمران کو اس بات کا بھی یقین ہو گیا تھا کہ بلیک ٹائیگر کو پتہ چل چکا ہے کہ یہ آواز پرائم منسٹر کی نہیں بلکہ کسی اور کی ہے۔

عمران کو یقین تھا کہ بلیک ٹائیگر بے حد کائیاں انسان ہے۔ وہ انہیں جتنی آسانی سے جزیرے میں داخل ہونے دے رہا ہے اتنی آسانی سے انہیں گریٹ سرکل میں نہیں گھسنے دے گا۔ اس کے ذہن میں یقیناً کوئی پلاننگ ہو گی اور وہ انہیں یا تو جزیرے سے باہر ہی ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا یا پھر انہیں زندہ گرفتار کرنے کی کوشش کرے گا تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ پرائم منسٹر کے روپ میں کون ہے۔

عمران خاص طور پر بلیک ٹائیگر کی باتوں پر غور کر رہا تھا وہ اس کے لہجے میں چھپے ہوئی بے تابی اور اس کے غصہ کی تہہ تک پہنچ گیا تھا جسے بلیک ٹائیگر چھپانے کی حتی الوسع کوشش کر رہا تھا۔ جزیرے پر عمران نے گریٹ سرکل کی حفاظت کے لئے کئے گئے اقدامات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو اسے شاگل اور بلیک ٹائیگر کی ذہانت پر بے حد رشک آیا۔ انہوں نے واقعی جزیرے کی حفاظت کا بھرپور اور انتہائی فول پروف انتظام کر رکھا تھا۔

جزیرے کے وسط میں اسے کھائی نما ایک بہت بڑا کنواں دکھائی دیا جس کے اوپر کا دہانہ بے حد بڑے قطر کا تھا۔ اس کنویں کو

باقاعدہ فولادی چادر سے ڈھانپا گیا تھا اور اس چادر کو دیکھ کر عمران کو سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ اسی چادر کے نیچے گریٹ سرکل بنایا گیا تھا جہاں پروفیسر بھانو پرتاب موجود ہے اور اسی جگہ پر وہ اسلحہ ساز فیکٹری بنا رہا ہے۔

بلیک ٹائیگر نے انہیں ہیلی کاپٹر آگے لے جانے کے لئے کہا تھا اور احمد شہزاد اس کی ہدایات پر عمل کرتا ہوا ہیلی کاپٹر درختوں کے اس جھنڈ میں لے آیا جہاں ایک زمین دوز فولادی بنکر بنا ہوا تھا۔ احمد شہزاد ہیلی کاپٹر اس بنکر نما ہیلی پیڈ پر اتارنے ہی لگا تھا کہ عمران نے اسے روک دیا۔

”رک جاؤ۔ ہم اس بنکر میں نہیں جائیں گے۔ اگر ہم ہیلی کاپٹر سمیت اس بنکر میں اتر گئے تو پھر اس بنکر سے ہماری لاشیں ہی باہر آئیں گی“...... عمران نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے۔

”کیا مطلب۔ دیکھنے میں تو یہ عام سا بنکر دکھائی دے رہا ہے پھر تم اس سے پریشان کیوں ہو رہے ہو“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میری چھٹی بلکہ ساتویں اور آٹھویں حس بھی ہمیں اس بنکر میں داخل ہونے سے روک رہی ہے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے بلیک ٹائیگر نے یہ بنکر ہمارے لئے ٹریپ کے طور پر بنایا ہے۔ اس بنکر کی دیواریں ٹھوس اور سپاٹ ہیں۔ مجھے ان دیواروں میں ایسا کوئی راستہ

دکھائی نہیں دے رہا ہے جو ہمیں کسی دوسرے سپاٹ تک لے جا سکے اور گریٹ سرکل اس اسپاٹ سے کافی فاصلے پر ہے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے بلیک ٹائیگر ہمیں جان بوجھ کر اس بنکر میں اترنے کا مشورہ دے رہا ہوں۔ ہم جیسے ہی ہیلی کاپٹر لے کر اس بنکر میں اتریں گے اوپر سے بنکر کی چھت کلوز کر دی جائے گی اور ہم ایک ایسی قبر میں زندہ دفن ہو جائیں گے جہاں سے نکلنے کے لئے ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں بچے گا''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ بلیک ٹائیگر کو اس بات کا یقین ہو چکا ہے کہ اس ہیلی کاپٹر میں پرائم منسٹر نہیں بلکہ ہم موجود ہیں''...... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اور وہ ہم سے گیم کھیل رہا ہے۔ وہ اس بنکر کو ہماری مشترکہ قبر بنانا چاہتا ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر اس نے ہمیں ہلاک کرنا ہوتا تو اسے ہمیں اس طرح بنکر میں لے جا کر ہلاک کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ ہمارے ہیلی کاپٹر کو جزیرے میں داخل ہی نہ ہونے دیتا اور فضا میں ہی میزائل مار کر ہٹ کر دیتا''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''اگر وہ ہمیں فضا میں ہی ہٹ کرنے کی کوشش کرتا تو اس کے ہاتھ یہ ثبوت نہ آتا کہ اس نے علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہی ہلاک کیا ہے۔ کافرستانی پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ اس کی بات کسی طور پر نہ مانتے کہ ہم بلیک ٹائیگر کے ہاتھوں ہلاک

ہو چکے ہیں۔ وہ اس سے ہماری لاشوں کا ثبوت مانگتے اور ظاہر ہے ہیلی کاپٹر ہٹ ہونے سے ہماری لاشیں جل جاتیں تو بلیک ٹائیگر، پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کو کیا ثبوت دیتا۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے اس نے ہمیں جزیرے پر آنے کا جان بوجھ کر موقع دیا ہے تاکہ ہم اس بنکر میں اتریں اور وہ ہمیں اس بنکر میں قید کر سکے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے بنکر میں الیکٹرک پاور یا پھر زہریلی گیس پھیلانے کا انتظام کر رکھا ہو۔ الیکٹرک شاکس دے کر یا زہریلی گیس سے وہ ہمیں ہلاک کر کے ہمارے لاشیں سلامت بچا سکتا ہے جسے دکھا کر وہ کافرستانی پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کو اپنی سچائی کا ثبوت بھی مہیا کر سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو آپ کے خیال میں یہ بنکر ہماری ہلاکت کے لئے تیار کیا گیا ہے''...... این ٹی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہاں بالکل یہی بات ہے۔ اگر تمہیں یقین نہیں تو بے شک اس بنکر میں جا کر دیکھ لو۔ لیکن یاد رکھنا ایک بار اس بنکر میں گئے تو پھر اس میں سے زندہ باہر نہیں آ سکو گے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''تو پھر اب ہم کیا کریں۔ ہم جزیرے پر ہیں۔ ہمارے ہیلی کاپٹر کو چیک کیا جا رہا ہو گا۔ اگر ہم بنکر میں نہ اترے تو بلیک ٹائیگر ہیلی کاپٹر کو ہٹ کرنے میں ایک منٹ کی بھی تاخیر نہیں کرے گا''۔ احمد شہزاد نے کہا۔

''اس کی تم فکر نہ کرو۔ ہیلی کاپٹر میں سوار ہوتے ہی میں نے ایک مشین آن کر لی تھی۔ اس مشین سے میگنٹ بیک پاور نکلتی ہیں جو سو میٹر کے دائرے میں پھیل جاتی ہیں۔ ان بیک پاور کی موجودگی میں ہیلی کاپٹر کو نہ کسی ایئر کرافٹ گن سے نشانہ بنایا جا سکتا ہے اور نہ کسی میزائل سے۔ اگر بلیک ٹائیگر ہم پر میزائل فائر کرتا تو میزائل جیسے ہی بیک پاور کی رینج میں آتا وہ ہیلی کاپٹر سے ٹکرائے بغیر واپس اس طرف مڑ جاتا جہاں سے اسے فائر کیا گیا تھا۔ ہم جب تک اس ہیلی کاپٹر میں موجود ہیں۔ محفوظ ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اسی لئے آپ بار بار کہہ رہے تھے کہ اس ہیلی کاپٹر کو ہٹ نہیں کیا جائے گا''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''ہاں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''پھر اب کیا کرنا ہے۔ ہم جزیرہ کالینڈ کے گریٹ سرکل میں ہیں اور گریٹ سرکل انڈر گراؤنڈ ہے۔ ہم اندر کیسے جائیں گے''۔ جولیا نے پوچھا۔

''بلیک ٹائیگر ہمیں خود یہاں آ کر گریٹ سرکل میں لے جائے گا''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''وہ کیسے''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''ہم سب ہیلی کاپٹر سے باہر نکل جاتے ہیں۔ احمد شہزاد ہیلی کاپٹر کو آٹو کنٹرول پر لگا کر اسے بنکر میں اتار دے گا۔ جیسے ہی ہیلی

کاپٹر بنکر میں اترے گا بنکر کی چھت بند ہو جائے گی اور یہ اس وقت تک بند رہے گی جب تک کہ ہم اس بنکر میں ہلاک نہیں ہو جاتے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ اس بنکر کی دیواروں میں کوئی دروازہ اور کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے ہماری لاشیں اس بنکر کے اندر سے نکالنے کے لئے اس چھت کو دوبارہ کھولا جائے گا۔ بنکر سے ہماری لاشیں نکالنے کے لئے گریٹ سرکل سے ہی افراد آئیں گے اور وہ بنکر میں اتر کر ہماری لاشیں نکالنے کی کوشش کریں گے۔ یہاں درختوں کا کافی بڑا جھنڈ ہے۔ ہم اس جھنڈ میں آسانی سے چھپ سکتے ہیں۔ جیسے ہی ہماری لاشیں نکالنے کے لئے بلیک ٹائیگر کسی کو یہاں بھیجے گا ہم اسے چھاپ لیں گے اور پھر ہم اسی راستے سے گریٹ سرکل میں داخل ہو جائیں گے جس راستے سے ہماری لاشیں نکالنے کے لئے افراد باہر آئیں گے یا ہو سکتا ہے کہ اس کی نوبت ہی نہ آئے اور بلیک ٹائیگر خود ہی گریٹ سرکل سے نکل کر ہمارے پاس آ جائے''...... عمران نے کہا۔ اس نے آخری الفاظ بے حد پراسرار انداز میں کہے تھے۔

''یہ تمہارا آخری جملہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا ہے کہ اس کی نوبت ہی نہ آئے اور بلیک ٹائیگر خود ہی ہمارے پاس آ جائے۔ اس بات سے تمہاری کیا مراد ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہیلی کاپٹر سے باہر نکلو پھر بتاتا ہوں اور احمد شہزاد، تم بھی ہیلی

کاپٹر کو آٹو پائلٹ پر سیٹ کرو اور کود کر ہیلی کاپٹر سے باہر آ جاؤ۔ ہیلی کاپٹر کو سیدھا اس بنکر میں اترنا چاہئے“...... عمران نے کہا تو احمد شہزاد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ہیلی کاپٹر زمین سے تقریباً چار سے پانچ فٹ کی بلندی پر معلق تھا۔ وہ دروازہ کھول کر بنکر کے باہر کودنا شروع ہو گئے۔ کچھ ہی دیر میں احمد شہزاد بھی ہیلی کاپٹر کو آٹو پائلٹ پر سیٹ کر کے ہیلی کاپٹر کا اپنی سائیڈ والا دروازہ کھول کر باہر کود آیا۔ جیسے ہی وہ ہیلی کاپٹر سے باہر نکلا اسی لمحے ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ فولادی بنکر میں اترنا شروع ہو گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر بنکر میں بنے ہوئے ہیلی پیڈ پر اتر گیا۔ ہیلی کاپٹر کے پیڈ ابھی بنکر میں بنے ہوئے ہیلی پیڈ سے لگے ہی تھے کہ اچانک تیز گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ایک فولادی چادر سائیڈ سے نکلی اور تیزی سے بنکر کی چھت پر پھیلتی چلی گئی۔ بنکر کو اس طرح بند ہوتے دیکھ کر وہ سب ساکت رہ گئے جبکہ عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

”اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے تھے۔ واقعی انہوں نے تو بنکر بند کر دیا ہے“...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اب وہ اس بنکر میں زہریلی گیس چھوڑ دیں گے یا پھر الیکٹرک پاور پھیلا دیں گے تاکہ ہیلی کاپٹر کے اندر ہی ہم ہلاک ہو جائیں“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ اس جزیرے پر فول پروف سیکورٹی ہے۔ ہو

سکتا ہے کہ بلیک ٹائیگر ہمیں باقاعدہ مانیٹر کر رہا ہو۔ اس نے اگر ہمیں ہیلی کاپٹر سے نکلتے دیکھ لیا ہو گا تو وہ یہاں فورس بھیجنے میں تاخیر نہیں کرے گا“...... این ٹی نے کہا۔

”نہیں۔ جس طرح بلیک ٹائیگر ہمیں بیک پاور کی وجہ سے ہٹ نہیں کر سکتا تھا اسی طرح وہ ہمیں مانیٹر بھی نہیں کر سکتا۔ میگنٹ بیک پاور مشین بدستور میری جیب میں ہے اور آن ہے۔ اس مشین سے نکلنے والی بیک پاور ریز ہر قسم کے کیمروں کے لینز کو بھی دھندلا کر دیتی ہیں۔ ان کیمروں سے انہیں ہماری کوئی تصویر نہیں ملے گی“...... عمران نے کہا تو این ٹی نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

”گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ اس مشین کی وجہ سے ہم پر نہ تو یہاں فائرنگ کا کوئی اثر ہو گا اور اگر ہم پر میزائل فائر کئے گئے تو وہ بھی بیک پاور ریز کی وجہ سے ہمارے قریب سے گزر جائیں گے“۔ احمد شہزاد نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”این ٹی“...... عمران نے این ٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی عمران صاحب“...... این ٹی نے کہا۔

”تمہارے پاس بی ون ٹرانسمیٹر ہو گا۔ اسے جیب سے نکالو اور اسے فری فریکوئنسی پر لگا دو۔ اگر بلیک ٹائیگر ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر پر ہم سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہو گا تو فری فریکوئنسی کی وجہ سے ہم اس کی کال بی ون ٹرانسمیٹر پر بھی موصول کر سکتے ہیں“۔

عمران نے کہا تو این ٹی نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے اپنے لباس کی اندرونی جیب سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے فری فریکوئنسی پر سیٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کے سامان کا تھیلا تو ہیلی کاپٹر میں ہی رہ گیا ہے جو آپ نے این ٹی سے خاص طور پر منگوایا تھا''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں نے وہ تھیلا خود ہی ہیلی کاپٹر میں چھوڑا ہے مگر اس کی زپ کھول کر اسلحہ اوپن کر دیا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن کیوں۔ اس کی کوئی خاص وجہ''...... جولیا نے پوچھا۔

''خاص وجہ ہے تو میں نے سارا سامان ہیلی کاپٹر میں رہنے دیا ہے ورنہ سب سے پہلے میں ہیلی کاپٹر سے وہی باہر نکالتا''۔ عمران نے کہا۔

''اور وہ خاص وجہ تم ہمیں بتاؤ گے نہیں''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

'اچھی بیوی وہی ثابت ہوتی ہے جو شوہر کے دل کی بات اس کی زبان پر آنے سے پہلے جان لے''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

این ٹی نے ٹرانسمیٹر کو فری فریکوئنسی پر سیٹ کیا ہی تھا کہ اچانک انہیں ٹرانسمیٹر سے تیز اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''جواب دو۔ تم مجھے جواب کیوں نہیں دے رہے ہو۔ بولو۔ خاموش کیوں ہو تم۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور''...... آواز بلیک ٹائیگر کی تھی جو انتہائی غصیلے انداز میں چیخ رہا تھا۔ اس کی آواز سن کر عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''آ گیا اونٹ پہاڑ کے نیچے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اونٹ پہاڑ کے نیچے۔ کیا مطلب۔ کس اونٹ اور کس پہاڑ کی بات کر رہے ہو''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی بتاتا ہوں۔ لاؤ۔ یہ ٹرانسمیٹر مجھے دو''...... عمران نے پہلے جولیا سے اور پھر این ٹی سے مخاطب ہو کر کہا تو این ٹی نے ٹرانسمیٹر اسے دے دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ تم مجھے جواب کیوں نہیں دے رہے ہو عمران۔ میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ اوور''...... اسی لمحے بلیک ٹائیگر کی ایک بار پھر چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اسے عمران کا نام لیتے سن کر ان سب نے ہونٹ بھینچ لئے اور وہ عمران کی جانب تحسین آمیز نظروں سے دیکھنا شروع ہو گئے جس نے پہلے ہی اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ بلیک ٹائیگر کو معلوم ہو چکا ہے کہ اس ہیلی کاپٹر میں کافرستانی پرائم منسٹر نہیں بلکہ عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں۔

''لیس پرائم منسٹر آف کافرستان اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر کے ایک بار پھر کافرستانی پرائم منسٹر کے

انداز میں کہا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم۔ تم زندہ کیسے ہو سکتے ہو۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر کی بری طرح سے ہکلاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''کیوں کیا تم نے ہمیں ہلاک کرنے کے لئے بنکر میں کوئی زہریلی گیس چھوڑی تھی۔ جو تم ہمارے زندہ ہونے پر اس قدر حیران ہو رہے ہو۔ اوور''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نن نن۔ نہیں۔ میں نے کچھ نہیں کیا تھا۔ لل لل۔ لیکن تم تم۔ کون ہو تم۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے اسی انداز میں کہا۔

''پرائم منسٹر آف کافرستان۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''یو شٹ اپ نانسنس۔ تم پرائم منسٹر نہیں ہو۔ میں جانتا ہوں کہ اس ہیلی کاپٹر میں علی عمران تم اور تمہارے ساتھی یہاں آئے ہیں۔ اوور''...... اس کی بات سن کر بلیک ٹائیگر نے بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے تم نے ہمیں اس بنکر میں اترنے کا کہا تھا تاکہ تم ہمیں اس بنکر میں بند کر کے ہمیں کسی زہریلی گیس سے ہلاک کر سکو۔ اوور''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ میں نے تمہاری کال آنے کے بعد پرائم منسٹر صاحب سے بات کر کے کنفرم کر لیا تھا۔ انہوں نے مجھے کوئی ٹرانسمیٹر کال نہیں کی تھی۔ مجھے تمہاری یہاں آمد کی خبر مل چکی تھی اس لئے مجھے

یقین تھا کہ یہ فیک کال سوائے تمہارے کوئی نہیں کر سکتا۔ میں نے تمہیں جان بوجھ کر جزیرے پر آنے کا موقع دیا تھا تاکہ تم میرے یہاں بچھائے ہوئے جال میں پھنس سکو۔ میں نے تمہیں ہیلی کاپٹر آئرن روم میں اتارنے کا کہا تھا۔ تم جیسے ہی اپنے ساتھیوں کو لے کر آئرن روم میں آتے میں آئرن روم کی چھت بند کر دیتا اور میں نے ایسا ہی کیا تھا۔ آئرن روم کی چھت بند ہوتے ہی میں نے وہاں انتہائی زہریلی ٹی ایم گیس فائر کر دی تھی جو جانداروں کے مساموں کے راستے ان کے جسموں میں سرایت کر جاتی ہے اور وہ فوراً ہلاک ہو جاتے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ اب تک تم اور تمہارے ساتھی موت کے گھاٹ اتر چکے ہو گے۔ میں آئرن روم سے تمہاری لاشیں نکالنا چاہتا تھا۔ میں اس وقت گریٹ سرکل کے کنٹرول روم میں بیٹھا تمہاری موت کا انتظار کر رہا تھا کہ اچانک کنٹرول روم میں مجھے کاشن ملا کہ جس ہیلی کاپٹر کو آئرن روم میں اتارا گیا ہے اس میں انتہائی طاقتور اور تباہ کن مواد موجود ہے۔ جب میں نے اس کی چیکنگ کی تو پتہ چلا کہ ہیلی کاپٹر میں ایم ون ہنڈرڈ بلاسٹرز موجود ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ہم نے ہیلی کاپٹر کو جزیرے میں داخل ہونے سے پہلے اسکین کیا تھا۔ اس وقت تو ہمیں ہیلی کاپٹر میں موجود ایم ون ہنڈرڈ بلاسٹرز کا علم نہیں ہوا تھا پھر اچانک ہیلی کاپٹر میں اس قدر خوفناک اور تباہ کن بلاسٹرز کہاں سے آ گئے۔ میں نے چیک کرنے کے لئے ٹرانسمیٹر آن کیا تھا میرے گمان میں

بھی نہیں تھا کہ ٹرانسمیٹر پر تم سے بات ہو گی۔ تمہاری آواز سن کر اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم انسان نہیں ہو۔ تم جنات سے تعلق رکھتے ہو۔ ٹی ایم جیسی زہریلی گیس سے بچنا جنات کا کام ہو سکتا ہے انسانوں کا نہیں۔ اوور“...... بلیک ٹائیگر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سن کر این ٹی اور عمران کے ساتھی حیران رہ گئے تھے۔ بلیک ٹائیگر وہی کچھ کہہ رہا تھا جس کا عمران پہلے ہی اندازہ لگا چکا تھا۔

”مجھے پہلے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ تم جیسا کالا شیر کالی بھیڑ ثابت ہو گا اور مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کر سکتا ہے اس لئے میں بھی یہاں پورا انتظام کر کے آیا تھا۔ میں اپنے ساتھ کوٹڈ بیگ میں نہ صرف ایم ون ہنڈرڈ بلاسٹرز لایا تھا بلکہ میں نے ہیلی کاپٹر میں ہارڈ پروٹیکشن مشین جسے ایچ پی مشین کہا جاتا ہے آن کر رکھی تھی تاکہ اگر تم ہیلی کاپٹر کو ایئر کرافٹ گن یا میزائلوں سے ہٹ کرنے کی کوشش کرو تو ہم اس سے بچ سکیں۔ جب تم نے ہمیں ہیلی کاپٹر سمیت اپنے آئرن روم میں اترنے کا کہا تو میں تمہارا پروگرام سمجھ گیا تھا اس لئے میں اپنے ساتھیوں سمیت ہیلی کاپٹر سے نکل آیا تھا اور ہم نے ہیلی کاپٹر کو آٹو پائلٹ کے ذریعے بنکر میں اتار دیا تھا۔ تمہارے موت کے بنکر میں ہم گئے ہی نہیں تھے اس لئے ہم پر بھلا تمہاری زہریلی گیس کیا اثر کر سکتی تھی۔ اوور“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ۔ تو تم اپنے ساتھیوں سمیت آئرن روم سے باہر ہو۔ اوور“...... بلیک ٹائیگر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ میں اور میرے ساتھی اس وقت تمہارے آئرن روم کے باہر درختوں کے جھنڈ میں موجود ہیں۔ تم چاہو تو یہاں ہم پر بم اور میزائل برسا سکتے ہو لیکن یہ مت بھولنا کہ میرے پاس ایچ پی مشین اب بھی موجود ہے جو آن ہے۔ اس مشین سے نکلنے والی بیک میگنٹ ریز کی موجودگی میں ہمارے نزدیک نہ کوئی گولی آئے گی نہ میزائل اور نہ کوئی بم بلکہ اگر تم نے ایسی حماقت کی تو ہماری طرف آنے والا میزائل ایچ پی ریز سے پلٹ کر واپس چلا جائے گا اور جزیرہ کالینڈ کے گریٹ سرکل میں کہاں بلاسٹ ہو گا اس کا شاید میں بھی تمہیں نہ بتا سکوں۔ اوور“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ گاڈ۔ تم سچ مچ انسان نہیں ہو۔ تمہارا دماغ واقعی شیطانی ہے بے حد شیطانی۔ اوور“...... بلیک ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

”اگر تمہیں ایم ون ہنڈرڈ بلاسٹرز کا پتہ چل چکا ہے تو پھر تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ یہ بلاسٹرز ریموٹ کنٹرول سے بلاسٹ ہوتے ہیں اور تمہاری اطلاع کے لئے میں تمہیں بتا دوں کہ ریموٹ اس وقت میرے ہاتھ میں ہے جس کا بٹن میں نے پریس کر دیا ہے۔ اب میرا ہاتھ جیسے ہی اس بٹن سے اٹھے گا ایم ون ہنڈرڈ بلاسٹرز چارج ہو جائیں گے اور ان کے چارج ہوتے ہی یہاں جو طوفان آئے گا وہ تمہیں اور تمہارے جزیرہ کالینڈ کو اپنے ساتھ بہا لے

جائے گا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''نن نن۔ نہیں نہیں۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ اگر تم نے جزیرہ تباہ کیا تو تم اور تمہارے ساتھی بھی ہلاک ہو جائیں گے۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

''میں اور میرے ساتھی اپنے سروں پر کفن باندھ کر آئے ہیں۔ ہمیں اپنی موت کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ہمارا مقصد اس گریٹ سرکل کو تباہ کرنا ہے جہاں تم نے پروفیسر بھانو پرتاب جیسے شیطانی دماغ کے مالک سائنس دان کو چھپا رکھا ہے جو ہاٹ گن جیسا خوفناک ہتھیار بنا کر پاکیشیا کو تباہ و برباد کرنے کا خواب دیکھ رہا ہے۔ اس جزیرے کے تباہ ہوتے ہی پروفیسر بھانو پرتاب کا خواب ہمیشہ کے لئے خواب بن کر ہی رہ جائے گا۔ اوور''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''یہ جھوٹ ہے۔ یہاں کوئی پروفیسر بھانو پرتاب نہیں ہے۔ تمہیں اس بارے میں غلط اطلاع ملی ہے۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

''میری اطلاع کبھی غلط نہیں ہوتی۔ اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ بلیک ٹائیگر۔ میں اور میرے ساتھی موت بن کر تمہارے سروں پر پہنچ چکے ہیں۔ اوور''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ کیا تم بلاسٹرز چارج کرنا چاہتے ہو۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں اور میرے ساتھی یہاں صرف پروفیسر بھانو پرتاب کو ہلاک کرنے اور اس سے اس کا ہاٹ گن کا فارمولا لینے کے لئے آئے ہیں لیکن مجھے تمہاری ہسٹری معلوم ہے۔ تم کسی بھی صورت میں پروفیسر بھانو پرتاب کو میرے حوالے نہیں کرو گے اس لئے میں اس کے ساتھ تمہیں اور تمہاری ساری فورس کو ختم کر دوں گا۔ نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔ اوور''...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ نہیں رکو۔ ایسا مت کرنا۔ فار گاڈ سیک ایسا مت کرنا ورنہ یہاں سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

''اگر تمہیں اپنی زندگی اس قدر عزیز ہے تو پھر ہمیں گریٹ سرکل میں داخل ہونے دو۔ ہم پروفیسر بھانو پرتاب اور اس کا فارمولا لے کر یہاں سے چلے جائیں گے۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم نے پروفیسر بھانو پرتاب کو اس کے فارمولے سمیت ہمارے حوالے کر دیا تو میں اس جزیرے کو تباہ نہیں کروں گا اور یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''لل لل۔ لیکن میں سچ کہہ رہا ہوں۔ یہاں کوئی پروفیسر بھانو پرتاب نہیں ہے۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہمیں گریٹ سرکل میں آنے دو اگر ہمیں یہاں پروفیسر بھانو

پرتاب نہ ملا تو میں پھر بھی یہاں کچھ کئے بغیر واپس چلا جاؤں گا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں تمہیں گریٹ سرکل میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتا ہوں۔ اوور''...... بلیک ٹائیگر نے چند لمحے توقف کے بعد تیز لہجے میں کہا جیسے اس نے اپنی گھبراہٹ اور پریشانی پر قدرے قابو پالیا ہو۔

''تو پھر میں اس جزیرے کو تباہ کرنے کے لئے مجبور ہوں۔ اوور''...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ نہیں۔ رکو۔ ایک منٹ رکو۔ میں پروفیسر بھانو پرتاب کو یہاں بلاتا ہوں۔ تم اس سے بات کر لو۔ اگر وہ تمہیں اپنا فارمولا دینے کے لئے تیار ہو جائے تو میں اس پر کوئی اعتراض نہیں کروں گا۔ اوور''...... اچانک بلیک ٹائیگر نے پینترا بدلتے ہوئے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی۔

''او کے۔ جلدی کراؤ اس سے بات۔ اوور''...... عمران نے کہا۔ چند لمحے ٹرانسمیٹر پر خاموشی چھائی رہی پھر ٹرانسمیٹر پر ایک بلغم زدہ آواز سنائی دی۔

''میں پروفیسر بھانو پرتاب بول رہا ہوں۔ اوور''...... آواز میں بے پناہ گھبراہٹ اور پریشانی کا عنصر تھا۔

''پروفیسر بھانو پرتاب میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی ایجاد کردہ ہاٹ گن اور اس کا فارمولا لے کر میرے پاس آجاؤ۔ اگر تم شرافت

سے مجھے ہاٹ گن اور اس کا فارمولا دے دو گے تو ہو سکتا ہے کہ میں تمہاری جان بخش دوں۔ اوور''...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ اگر میں تمہیں ہاٹ گن اور اس کا فارمولا دے دوں گا تو تم مجھے ہلاک نہیں کرو گے۔ اوور''۔ پروفیسر بھانو پرتاب نے اسی انداز میں کہا۔

''گارنٹی تو میں نہیں دے سکتا لیکن تمہارے اور بلیک ٹائیگر کے پاس میری بات مان لینے کے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔ میں تمہیں پانچ منٹ کا وقت دیتا ہوں۔ پانچ منٹوں تک اگر تم گن اور فارمولے سمیت میرے سامنے نہ آئے تو میں اس جزیرے کو تباہ کر دوں گا۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ اوور''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو دوسری طرف چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی جیسے پروفیسر بھانو پرتاب اور بلیک ٹائیگر آپس میں مشورہ کر رہے ہوں۔

''عمران۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ اوور''...... اچانک ٹرانسمیٹر سے پروفیسر بھانو پرتاب کی بجائے بلیک ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''ہاں بولو۔ اوور''...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

''تم یہاں ہاٹ گن اور اس کا فارمولا لینے کے لئے آئے ہو۔ اگر گن اور فارمولا پروفیسر بھانو پرتاب کی جگہ میں تمہیں دے دوں تو کیا تم وعدہ کرو گے کہ تم ہم میں سے کسی کو نقصان پہنچائے بغیر

یہاں سے چلے جاؤ گے۔ اوور“...... بلیک ٹائیگر نے عمران سے ڈیل کرنے والے انداز میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن گن اور فارمولا اصلی ہونا چاہئے۔ اوور“۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں گن اور فارمولا لے کر خود تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل“...... بلیک ٹائیگر نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

”یہ کیا۔ بلیک ٹائیگر کیا اتنا ہی کمزور ہے کہ وہ صرف اسی بات سے ڈر گیا ہے کہ ہم کہیں سچ مچ یہ جزیرہ تباہ نہ کر دیں اور وہ اپنی جان بچانے کے لئے پروفیسر بھانو پرتاب کی ایجاد کردہ گن اور اس کا فارمولا ہمیں اتنی آسانی سے دینے کے لئے تیار ہو گیا ہے“۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں بلیک ٹائیگر کی ہسٹری جانتا ہوں۔ یہ دوسروں کے لئے جلاد ضرور ہے لیکن اس کا دل اندر سے اتنا ہی کمزور ہے۔ جہاں اسے اپنی موت دکھائی دیتی ہے تو یہ وہاں سے دم دبا کر بھاگ جاتا ہے۔ اس بات کا شاید شاگل کو علم نہیں ہے۔ اگر اسے معلوم ہو جاتا تو وہ اسے اپنے ہاتھوں سے گولی مار دیتا“...... عمران نے کہا۔

”اگر بلیک ٹائیگر کی اس کمزوری کا شاگل کو علم نہیں ہے تو تم اس کے بارے میں کیسے جانتے ہو“...... جولیا نے پوچھا۔

”ایک بار کافرستانی مشن میں میرا اور اس کا ٹکراؤ ہوا تھا۔ اس وقت بھی مجھے موت کے روپ میں اپنے سامنے دیکھ کر ڈر گیا تھا

اور بھیگی بلی بن کر میرے پاؤں پکڑنا شروع ہو گیا تھا۔ مجھے اس کی حالت پر ترس آ گیا تھا اسی لئے میں نے اسے زندہ چھوڑ دیا تھا۔ اب بھی جب اسے یقین ہو چکا ہے کہ میں کچھ بھی کر سکتا ہوں تو اس نے اپنی جان بچانے کے لئے پروفیسر بھانو پرتاب کو ہی قربانی کا بکرا بنانے کا ارادہ کر لیا ہے“...... عمران نے کہا۔

”حیرت ہے۔ بلیک ٹائیگر کے بارے میں تو یہاں کئی کہانیاں موجود ہیں کہ وہ شیطان کا نمائندہ اور موت کا ہرکارہ ہے اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اس کے نام سے ہی بڑے بڑے ایجنٹ کانپ جاتے ہیں“...... احمد شہزاد نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”کہانیاں صرف کہانیاں ہوتی ہیں پیارے۔ ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور ایسے انسان اپنے سامنے بندھے اور لاچار انسانوں پر ہی بھاری ہوتے ہیں۔ ان کے سامنے دوسرا کوئی طاقتور شخص آ جائے یا انہیں جہاں اپنی موت دکھائی دے تو ایسے لوگ بھاگ جانے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتے ہیں“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجھے بھی بلیک ٹائیگر کے اس انداز میں حیرت ہو رہی ہے۔ بہرحال جو ہوا ہے اچھا ہوا ہے۔ ہمیں ہاٹ گن اور اس کا فارمولا اگر اتنی آسانی سے مل رہا ہے تو اس میں کیا برائی ہے“...... این ٹی نے کہا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ انہیں دور سے کسی جیپ کے انجن کی آواز سنائی دی۔ جیپ کی آواز سن کر وہ سب الرٹ ہو

گئے۔ سامنے میدانی علاقے سے سیاہ رنگ کی ایک جیپ تیزی سے
بھاگتی ہوئی اس طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ جیپ میں ڈرائیور کی
سائیڈ سیٹ پر ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم والا شخص بیٹھا تھا جبکہ
جیپ کے پچھلے حصے پر سیاہ لباسوں والے چار مسلح افراد بھی موجود
تھے۔

''یہ میجر کھنہ ہے جو خود کو بلیک ٹائیگر کہتا ہے''...... عمران نے کہا
تو وہ سب غور سے بلیک ٹائیگر کو دیکھنے لگے جو عمران کے مقابل
ایک بکری کے بچے سے بھی کم تر ثابت ہوا تھا۔ کچھ ہی دیر میں
جیپ درختوں کے جھنڈ میں پہنچ گئی۔ جیپ درختوں کے پاس آ کر
رک گئی۔ جیپ رکتے ہی اس میں سوار افراد اچھل کر جیپ سے باہر
آ گئے۔

''میں آ گیا ہوں عمران۔ تم کہاں ہو''...... لمبے قد والے آدمی
نے درختوں کی جانب دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

''میں آ رہا ہوں''...... عمران نے اونچی آواز میں جواب دیا اور
پھر اس نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول نکالا اور اس کے ایک
بٹن پر انگوٹھا رکھتے ہوئے جیپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ درختوں
سے نکل کر جیسے ہی وہ میجر کھنہ کے سامنے گیا اسے دیکھ کر اس کے
ساتھیوں نے فوراً اس پر مشین گنیں تان لیں۔

''خبردار میجر کھنہ۔ میرا انگوٹھا ریموٹ کنٹرول کے بٹن پر ہے۔
میرا انگوٹھا بٹن سے ہٹا تو یہاں ہر طرف خوفناک تباہی پھیل جائے

گی۔ ایسی تباہی جسے روکنا کسی کے بس کی بات نہیں ہو گی''۔ عمران
نے کہا تو میجر کھنہ نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو مشین گنیں نیچی
کرنے کا کہا۔ مسلح افراد نے فوراً مشین گنیں نیچی کر لیں۔ میجر کھنہ،
عمران کی جانب تیز اور غصیلی نظروں سے دیکھ رہا تھا لیکن اس کے
ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر بے چارگی اور موت کا خوف بھی
نمایاں تھا۔ عمران آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے سامنے آ گیا۔

''کہاں ہے گن اور فارمولا''...... عمران نے اس کی آنکھوں
میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ میجر کھنہ نے غصے اور پریشانی سے
ہونٹ بھینچتے ہوئے جیپ کے اگلے حصے میں ہاتھ ڈالا اور ایک سائیڈ
پر پڑا ہوا چرمی بیگ اٹھا کر عمران کی طرف کر دیا۔

''سوچ لو میجر کھنہ۔ اگر اس بیگ میں گن اور اس کا فارمولا نہ
ہوا تو میں ریموٹ سے انگوٹھا ہٹانے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں
کروں گا''...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ تم سے کوئی بعید نہیں ہے۔ تم کچھ بھی کر سکتے
ہو اس لئے میں اصلی گن اور فارمولا لے آیا ہوں''...... میجر کھنہ
نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔ عمران نے ہاتھ آگے بڑھایا تو
میجر کھنہ نے لرزتے ہاتھوں بیگ اسے دے دیا۔

''اوکے۔ تم جا سکتے ہو۔ میں گن اور فارمولا چیک کروں گا۔
اگر دونوں اصلی ہوئے تو میں اپنے ساتھیوں سمیت یہاں سے واپس
چلا جاؤں گا دوسری صورت میں کیا ہو گا میں تمہیں بتا چکا ہوں''۔

عمران نے درشت لہجے میں کہا۔

"کیا تم اسی ہیلی کاپٹر میں واپس جاؤ گے"...... میجر کھنہ نے پوچھا۔

"ہاں۔ کیوں"...... عمران نے پوچھا۔

"میں تمہیں بخوبی جانتا ہوں عمران۔ تم نے مجھ سے وعدہ تو کیا ہے کہ تم مجھے اور جزیرے کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گے لیکن تمہارے ساتھی ایسا کر سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارا کوئی ساتھی یہاں سے جاتے ہوئے ایم ون ہنڈرڈ بلاسٹرز جزیرے پر پھینک دیں اور پھر انہیں چارج کر کے جزیرہ تباہ کر دیں۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں تمہیں وہ ہیلی کاپٹر یہاں سے نہیں لے جانے دوں گا۔ تم چاہو تو میں تمہارے لئے دوسرے ہیلی کاپٹر کا بندوبست کر سکتا ہوں۔ تم جاتے ہوئے ریموٹ کنٹرول مجھے دے دینا اور دوسرے ہیلی کاپٹر میں چلے جانا۔ تمہارے جانے کے بعد ہم بلاسٹرز کو خود ہی ڈی فیوز کر دیں گے"...... میجر کھنہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے ہیلی کاپٹر کو پہلے چیک کروں گا۔ اگر اس ہیلی کاپٹر میں تم نے ہماری موت کا انتظام نہیں کیا ہو گا تو میں ریموٹ کنٹرول تمہیں دے دوں گا اور یہاں سے چلا جاؤں گا"۔ عمران نے کہا تو میجر کھنہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"بے فکر رہو۔ تم نے بتایا ہے کہ تمہارے پاس ایچ پی مشین ہے۔ اس مشین کو جب تم آن رکھو گے تو میں بھلا ہیلی کاپٹر کو

میزائل مار کر یا اینٹی ایئر کرافٹ گن سے ہٹ کرنے کی کوشش کیسے کر سکتا ہوں"...... میجر کھنہ نے منہ بنا کر کہا۔

"گڈ۔ آدمی سمجھدار ہو۔ جاؤ اور بھیج دو کوئی اور ہیلی کاپٹر۔ میں یہ ہیلی کاپٹر یہیں چھوڑ جاؤں گا"...... عمران نے کہا تو میجر کھنہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ سب جیپ میں سوار ہو گئے۔ میجر کھنہ بھی اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے جیپ اسے لئے تیزی سے اسی طرف بھاگی جا رہی تھی جس طرف سے آئی تھی۔

عمران اس وقت تک جیپ کی طرف دیکھتا رہا جب تک کہ جیپ اس کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو گئی۔ جب جیپ دور چلی گئی تو عمران چرمی بیگ لے کر درختوں کے جھنڈ میں واپس آ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔

"حیرت ہے۔ یہ بلیک ٹائیگر تو واقعی تمہارے سامنے بھیگی بلی ہی بنا ہوا تھا۔ ایسے ہوتے ہیں بلیک ٹائیگر"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے جیب سے ایک قلم نکالا اور اس کا عقبی حصہ پریس کر دیا۔ قلم کی ٹپ سے نیلے رنگ کی روشنی سی نکلی۔ عمران نے نیلی روشنی بیگ پر ڈالنی شروع کر دی۔

"گڈ۔ بیگ میں کوئی خطرناک مواد موجود نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور اس نے اطمینان سے بیگ کھول لیا۔ بیگ میں ایک

بھاری اور چپٹی گن تھی جس کا عقبی حصہ پھولا ہوا تھا۔ گن کے اگلے حصے میں شیشے کی بنی ہوئی ایک نال لگی ہوئی تھی۔ عمران نے گن نکال کر اسے غور سے دیکھا۔ گن پر دو بٹن لگے ہوئے تھے۔ عمران نے ایک بٹن پریس کیا تو گن میں جیسے کئی برقی بلب روشن ہو گئے۔ نال میں یکلخت نیلی روشنی سی بھر گئی۔ عمران نے گن کا رخ سامنے موجود ایک درخت کی طرف کیا اور گن کا دوسرا بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا۔ گن کی نال سے نیلی روشنی کی دھار سی نکل کر درخت کے تنے پر پڑی۔ زور دار کڑاکا سا ہوا اور انہوں نے درخت کے تنے پر ایک بڑا سا سوراخ بنتے دیکھا۔ گن سے نکلنے والی شعاع نے ایک لمحے میں درخت کے درمیانی حصے کو جلا کر وہاں بڑا سوراخ بنا دیا تھا۔

”گڈ شو۔ اچھی گن ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے بیگ سے ایک ڈائری نکالی۔ ڈائری کھول کر وہ اسے غور سے دیکھنے لگا۔

”میجر کھنہ آدمی ایماندار معلوم ہوتا ہے۔ اس نے گن بھی اصلی دی ہے اور اس کا فارمولا بھی اصلی ہی دیا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میری حیرت کم نہیں ہو رہی ہے۔ میجر کھنہ تو ڈرپوک ہے ہی کیا پروفیسر بھانو پرتاب بھی اتنا ہی بزدل ہے کہ اس نے اپنی ایجاد اور اس کا فارمولا اتنی آسانی سے ہمارے حوالے کر دیا ہے“۔ کیپٹن

شکیل نے کہا۔

”وہ بوڑھا آدمی ہے۔ اسے یقیناً میجر کھنہ نے ہی ڈرایا ہو گا اور اسے بتا دیا ہو گا کہ اگر اس نے گن اور فارمولا ہمارے حوالے نہ کیا تو ہم اس جزیرے کو تباہ کر دیں گے۔ جس گن اور فارمولے کے ساتھ وہ بھی ختم ہو جائے تو اس سے کیا حاصل۔ اس لئے اپنی جان بچا دینے کے لئے اسے فارمولے اور گن کی قربانی دینی ہی پڑی ہو گی۔ یہ الگ بات ہے کہ ایسی ہی کوئی گن اور فارمولے کا ڈپلیکیٹ پہلے سے ہی اس کے پاس موجود ہو جس پر وہ پھر سے کام کر سکتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ یہ ممکن ہے۔ ایک گن اور اس کا فارمولا دینے سے انہیں بھلا کیا فرق پڑے گا۔ وہ اس فارمولے پر دوبارہ کام کر کے مزید گنیں بنا سکتے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”ان کے لئے یہی بہت ہے کہ جان بچی سو لاکھوں پائے“۔ عمران نے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

”تو کیا تم اس فارمولے اور گن کے بدلے انہیں زندہ چھوڑ دو گے اور اس جزیرے کو تباہ کئے بغیر یہاں سے واپس چلے جاؤ گے“۔ تنویر نے عمران کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ظاہر ہے۔ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ انہوں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے تو میں بھلا ان سے کیا ہوا اپنا وعدہ کیسے توڑ سکتا

ہوں''...... عمران نے کہا تو تنویر اسے غصیلی نظروں سے گھورنے لگا۔

''یہ وعدہ تم نے ان سے کیا ہے ہم نے نہیں۔ ہم وہی کریں گے جو ہم یہاں کرنے کے لئے آئے تھے۔ نہ پروفیسر بھانو پرتاب زندہ رہے گا اور نہ ہی ہم اس جزیرے کو تباہ کئے بغیر یہاں سے واپس جائیں گے''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ ٹھیک کہہ رہا ہے عمران۔ ہم صرف ایک گن اور فارمولے پر قناعت نہیں کر سکتے۔ ہمارے جانے کے بعد انہوں نے اگر یہاں اسلحہ ساز فیکٹری تیار کر لی تو پھر یہ ایسی ہزاروں لاکھوں گنیں بنا لیں گے''...... جولیا نے تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا اور جولیا کو اپنی حمایت کرتے دیکھ کر تنویر کے چہرے پر سرشاری سی پھیل گئی۔

''نہیں جو میں نے فیصلہ کیا ہے تم سب کو میرا فیصلہ ماننا ہوگا۔ اس مشن کا لیڈر میں ہوں اور تم سب پر فرض ہے کہ تم اپنے لیڈر کا ہر فیصلہ قبول کرو''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں نہیں مانتا تمہیں اپنا لیڈر اور نہ ہی مجھے تمہارا کوئی فیصلہ قبول ہے۔ میں وہی کروں گا جو میرا دل چاہے گا۔ سمجھے تم''۔ تنویر نے جواباً غصیلے لہجے میں کہا۔

''تنویر''...... عمران اس قدر خوفناک انداز میں غرایا کہ اس کی غراہٹ سن کر نہ صرف تنویر بلکہ اس کے باقی ساتھی بھی لرز کر رہ گئے۔ عمران کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے جیسے شعلے سے نکلنا شروع ہو گئے تھے۔ عمران کے چہرے پر درشتگی

دیکھ کر وہ سب کئی قدم پیچھے ہٹ گئے۔

''مم مم۔ میں میں''...... تنویر نے عمران کا چہرہ لال بھبھوکا ہوتے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اب اگر کسی نے میرے کسی فیصلے سے اختلاف کیا تو میں اسے اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو ان سب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تم غلط کر رہے ہو عمران۔ تمہیں میرے ساتھ اس انداز میں بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے''...... تنویر نے غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تمہیں میں نے اپنا حق بتایا تو تم دوسرا سانس نہیں لے سکو گے۔ اب خاموش ہو جاؤ۔ اگر اس مشن میں ناکامی ہوئی تو اس کے ذمہ دار تم ہو گے صرف تم''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو مشن کی ناکامی کا سن کر تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھیچ لئے۔ اسی لمحے انہیں ایک ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔ کچھ ہی دیر میں انہوں نے ایک عام سے ہیلی کاپٹر کو درختوں کے اوپر لہراتے دیکھا۔ ہیلی کاپٹر درختوں کے اوپر سے گزرتا ہوا آگے جا رہا تھا۔ پھر انہوں نے ہیلی کاپٹر کو درختوں کے باہر کھلے میدان میں اترتے دیکھا۔

''آؤ''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور وہ درختوں سے نکل کر اس طرف بڑھنا شروع ہو گیا جس طرف ہیلی کاپٹر لینڈ ہوا تھا۔

اس کے ساتھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑے۔ ہیلی کاپٹر سے میجر کھنہ نکل کر باہر آ گیا تھا۔ وہ خود ہی ہیلی کاپٹر اڑا کر وہاں لایا تھا۔

"میں ہیلی کاپٹر لے آیا ہوں عمران۔ تم اسے چیک کر لو اور ریموٹ کنٹرول آف کر کے مجھے دے دو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو روکنے کی کوئی کوشش نہیں کروں گا اور نہ ہی میں اس ہیلی کاپٹر کو ہٹ کرنے کی کوشش کروں گا"...... میجر کھنہ نے عمران کو نزدیک آتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم سب ہیلی کاپٹر میں جاؤ اور چیک کرو۔ اگر ہیلی کاپٹر میں تمہیں کوئی بھی مشکوک چیز دکھائی دے تو مجھے بتا دینا میں اسی وقت ریموٹ کنٹرول سے انگوٹھا ہٹا لوں گا اور پھر یہ جزیرہ اور میجر کھنہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی جانب بڑھے اور ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔

"کاش عمران تمہارے ہاتھوں میں یہ ریموٹ کنٹرول نہ ہوتا یا میں نے تمہیں اس جزیرے پر آنے کی اجازت نہ دی ہوتی تو ہاٹ گن اور اس کا فارمولا ہمارے پاس ہوتا"...... میجر کھنہ نے افسردہ لہجے میں کہا۔

"اپنی اپنی قسمت ہے پیارے۔ پروفیسر بھانو پرتاب نے یہ گن کافرستان کے لئے نہیں بلکہ پاکیشیا کے لئے تیار کی تھی اور میں

اسے پاکیشیا ہی لے جا رہا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو میجر کھنہ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"عمران صاحب۔ سب ٹھیک ہے۔ ہم نے چیکنگ کر لی ہے۔ ہیلی کاپٹر کلیئر ہے"...... کچھ دیر بعد ہیلی کاپٹر سے این ٹی نے نکل کر باہر آتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو"...... عمران نے کہا۔

"تمہارے ساتھی نے تصدیق کر دی ہے۔ اب تم بھی ریموٹ آف کرو اور اسے میرے حوالے کر دو"...... میجر کھنہ نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور ریموٹ کنٹرول کا بٹن دوسری انگلی سے پریس کرتے ہوئے اس نے سرخ بٹن سے انگوٹھا ہٹا لیا اور ریموٹ کنٹرول بڑے اطمینان بھرے انداز میں میجر کھنہ کی طرف بڑھا دیا۔ میجر کھنہ نے اس سے فوراً ریموٹ کنٹرول جھپٹ لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا عمران اچانک اچھلا اور اس کی فلائنگ کک پوری قوت سے میجر کھنہ کے سینے پر پڑی۔ میجر کھنہ کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر دور جا گرا۔

"چلو۔ چلو جلدی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو جاؤ"...... عمران نے چیختے ہوئے این ٹی سے مخاطب ہو کر کہا تو این ٹی فوراً ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا۔ عمران بھی میجر کھنہ کو فلائنگ کک مار کر چھلانگیں لگاتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا اور پھر غڑاپ سے وہ ہیلی کاپٹر کے کھلے ہوئے دروازے میں گھس گیا۔ جیسے ہی وہ ہیلی کاپٹر میں

داخل ہوا اسی لمحے میدان میں بے شمار سوراخ کھلنا شروع ہو گئے اور ان کھلے ہوئے سوراخوں سے سیاہ لباسوں والے بے شمار مسلح افراد نکل نکل کر باہر آنے لگے۔

عمران نے ہیلی کاپٹر میں سوار ہوتے ہی جیب سے ایک چھوٹی سی مشین نکالی اور اس کا ایک بٹن پریس کرتے ہوئے اس نے مشین ہیلی کاپٹر کے کنٹرول پینل کے اوپر رکھ دی۔ اسی لمحے ماحول اچانک مشین گنوں کی تیز ریٹ ریٹ کی آوازوں سے بری طرح سے گونجنا شروع ہو گیا۔ زمین میں بننے والے سوراخوں سے جو سیاہ لباس والے مسلح افراد نکلے تھے انہوں نے مشین گنوں کے رخ ہیلی کاپٹر کی طرف کرتے ہی مسلسل فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی جبکہ گرنے والا میجر کھنہ چھلانگیں لگاتا ہوا زمین میں بننے والے ایک سوراخ کی جانب بھاگا جا رہا تھا جیسے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو مسلح افراد کے نرغے میں چھوڑ کر وہاں سے نکل جانا چاہتا ہو۔

مسلح افراد مشین گنوں سے فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے ہیلی کاپٹر کی جانب بھاگے چلے آ رہے تھے لیکن عمران نے چونکہ پہلے ہی ایچ پی مشین آن کر دی تھی اس لئے مشین گنوں کی گولیاں ہیلی کاپٹر تک پہنچ ہی نہیں رہی تھیں۔ مشین گنوں کی گولیاں میگنٹ بیک پاور کی وجہ سے پلٹ رہی تھیں اور گولیوں کو پلٹ کر اپنی طرف آتے دیکھ کر مسلح افراد اچھل اچھل کر نیچے گرنا شروع ہو گئے تھے۔ ان میں سے بعض اپنی ہی چلائی ہوئی گولیوں کا شکار بن گئے تھے

اور بعض نے نیچے گر کر واپس آنے والی گولیوں سے اپنی جانیں بچا لی تھیں اور اب وہ لیٹے لیٹے ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنا رہے تھے۔

"چلو۔ اب نکل چلو یہاں سے"...... عمران نے کہا تو احمد شہزاد جس نے ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ سنبھال رکھی تھی اس نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔

ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھتے دیکھ کر مسلح افراد ایک بار پھر اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے ہیلی کاپٹر پر فائرنگ کا سلسلہ جاری رکھا لیکن ہیلی کاپٹر کی طرف چلائی جانے والی گولیوں کے جب وہ خود شکار بننا شروع ہوئے تو ان میں بھگدڑ سی مچ گئی۔ احمد شہزاد ہیلی کاپٹر بلندی پر لایا اور پھر وہاں سے تیزی سے نکالتا لے گیا۔

"تم نے اس جزیرے کو تباہ ہونے سے بچا کر اور پروفیسر بھانو پرتاب کو زندہ چھوڑ کر اچھا نہیں کیا ہے عمران۔ تمہاری جگہ میں ہوتا تو میرے ہاتھوں نہ پروفیسر بھانو پرتاب زندہ بچتا اور نہ ہی یہ جزیرہ سلامت رہتا"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے کب تم سے کہا ہے کہ تم اس جزیرے کو سلامت رہنے دو"...... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا تو تنویر کے ساتھ اس کے باقی ساتھی بھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران کے چہرے پر موجود سختی ختم ہو چکی تھی اب وہ پہلے جیسا کھلنڈرا دکھائی دے رہا تھا۔

"کیا مطلب۔ اب ہم اس جزیرے کو کیسے تباہ کر سکتے ہیں۔ تم

نے ایم ون ہنڈرڈ بلاسٹرز کا ریموٹ کنٹرول تو بلیک ٹائیگر کو دے دیا ہے''......تنویر نے کہا۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ویسا ہی ایک ریموٹ کنٹرول نکال کر تنویر کی جانب بڑھا دیا جیسا اس نے میجر کھنہ کو دیا تھا۔

''تو یہ لو دوسرا ریموٹ کنٹرول۔ اس سے جزیرے کو تباہ کر دو''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب حیران رہ گئے۔

''کیا مطلب۔ کیا تمہارے پاس دو ریموٹ کنٹرول تھے''۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ جب ایک فارمولا پروفیسر بھانو پرتاب یا بلیک ٹائیگر اپنے پاس رکھ سکتا ہے تو میں اپنے پاس دوسرا ریموٹ کنٹرول کیوں نہیں رکھ سکتا۔ مجھے چونکہ بلیک ٹائیگر کی نیچر کا علم تھا اسی لئے میں یہ سب پلاننگ کر کے یہاں آیا تھا کہ میجر کھنہ اپنی جان بچانے کے لئے کیا کر سکتا ہے اور کیا نہیں''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان سب کے چہروں پر اطمینان پھیل گیا۔

''ہم جزیرے سے کافی فاصلے پر آ چکے ہیں۔ اب تم اس ریموٹ کا بٹن پریس کرو اور اپنی حسرت پوری کر لو''......عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا کر ریموٹ کا ایک بٹن پریس کر کے اسے آن کیا اور پھر اس نے ریموٹ کنٹرول کا سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے سرخ بٹن پریس کیا ریموٹ کنٹرول پر لگا ہوا ایک سرخ بلب جل اٹھا اور پھر انہوں نے دور

جزیرے پر ایک آتش فشاں سا پھٹتے دیکھا۔ آتش فشاں نے پھٹ کر جیسے ہر طرف لاوا اگلنا شروع کر دیا تھا۔ ماحول تیز اور انتہائی خوفناک دھماکوں سے گونجنا شروع ہو گیا تھا۔ جزیرے پر یکے بعد دیگر انتہائی خوفناک دھماکے ہونے شروع ہو گئے تھے اور جزیرہ آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹ کر ہر طرف بکھرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

''لو۔ اب جزیرہ بھی ختم اور اس کے ساتھ پروفیسر بھانو پرتاب اور اس کے پاس موجود ہاٹ گن کا فارمولا بھی ختم۔ اب تو خوش ہو''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب میں خوش ہوں''......تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن میں تم سے خوش نہیں ہوں''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''کیوں۔ تم کیوں خوش نہیں ہو مجھ سے''......تنویر نے چونک کر کہا۔

''جس روز ایک بھائی اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر میرے ہاتھ میں دے دے گا پھر مجھے خوشی ہو گی اور یہ خوشی ایسی ہو گی کہ میں پاگلوں کی طرح اچھل اچھل کر باقاعدہ رقص کرنا شروع کر دوں گا''......عمران نے کہا اور ہیلی کاپٹر عمران کے ساتھیوں کے قہقہوں سے گونج اٹھا جبکہ تنویر برے برے منہ بنانا شروع ہو گیا۔

''عمران صاحب''......این ٹی نے کہا۔

''جی صاحب''......عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''جزیرے کو تو ہم نے تباہ کر دیا ہے۔ اس جزیرے کے ساتھ پروفیسر بھانو پرتاب اور ٹائیگر گروپ بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے جس نے ہر طرف اپنی شان بنا رکھی تھی لیکن شاگل اب بھی ہمارے قبضے میں ہے اس کا کیا کرنا ہے''...... این ٹی نے پوچھا۔

''جو مرضی کرو۔ چاہے اس کو بیچ کر آئس کریم کھاؤ یا دہی بڑے میں تمہیں منع کرنے والا کون ہوتا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

''نہ تو اسے بیچ کر آئس کریم کھائی جا سکتی ہے اور نہ ہی دہی بڑے۔ آپ بتائیں۔ جیسا آپ کہیں گے ہم ویسا ہی کریں گے۔ اگر آپ کہیں تو ہم اسے ہلاک کر دیں گے ورنہ اسے بے ہوشی کی حالت میں کسی سڑک کے کنارے ڈال دیا جائے گا تاکہ وہ ہوش میں آ کر واپس جا سکے''...... این ٹی نے کہا۔

''شاگل۔ ایک پاگل اور بزدل سا انسان ہے۔ اسے بلا وجہ ہلاک کرنے سے تمہیں کیا ملے گا۔ میں تو کہتا ہوں کہ اسے چھوڑ دو۔ زندہ بچنے کے بعد وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سورماؤں کو دعائیں ہی دے گا اور ایک پاگل کی دعائیں سیدھی آسمان تک جاتی ہیں''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنسنا شروع ہو گئے۔

ختم شد

گرین ہاؤس —— جہاں ایک ہتھنی جیسی موٹی پرنسز موجود تھی اور گرین کوئین نے عمران کو گولڈن کرسٹل کے عیوض اپنی موٹی بیٹی سے شادی کرنے کی شرط رکھ دی۔ ایک قہقہہ بار سچویشن۔

زیرو لینڈ کے ایجنٹ —— جو گرین ہاؤس میں پہلے سے ہی موجود تھے۔ کیوں؟

تھریسیا اور بلیک جیک —— جنہوں نے گرین ہاؤس میں موت کا بازار گرم کر دیا۔ کیا انہوں نے وہاں موجود عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔ یا ——؟

بلیک جیک —— جسے زیرو لینڈ کے سپریم کمانڈر نے وائس کنٹرولڈ کر دیا تھا اور وہ وائس کنٹرولر عمران کے ہاتھ لگ گیا۔ پھر کیا ہوا ——؟

کرنل فریدی —— جو ایک ایسے مجرم کی تلاش میں تھا جس کے پاس گولڈن کرسٹل کا ایک اور ٹکڑا تھا۔ کیا کرنل فریدی اس مجرم تک پہنچ کر اس سے گولڈن کرسٹل حاصل کر سکا۔ یا ——؟

میجر پرمود —— جسے کرنل ڈی نے صحرائے اعظم میں گرنے والے گولڈن کرسٹل کے حصول کا ٹاسک دے دیا۔ کرنل ڈی کو صحرائے اعظم میں گرنے والے گولڈن کرسٹل کا کیسے پتہ چلا تھا ——؟

صحرائے اعظم —— دنیا کا طویل ترین اور گرم ترین صحرا' جو افریقہ میں واقع تھا اور جہاں ہر طرف موت ہی موت تھی۔ بھیانک موت۔

صحرائے اعظم —— جہاں جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کے ساتھ ساتھ اسرائیل کے تین خفیہ فوجی ٹھکانے اور میزائل اسٹیشن بھی موجود تھے۔ صحرائے اعظم میں داخل ہونے سے پہلے ہی میجر پرمود اور کرنل فریدی پر ریڈ آرمی اور جی پی فائیو کی فورس موت بن کر جھپٹنا شروع ہو گئی۔

وہ لمحہ —— جب کرنل فریدی اور میجر پرمود گولڈن کرسٹل کے حصول کے لئے صحرائے اعظم پہنچ بھی گئے لیکن عمران بدستور صحرائے اعظم میں گرنے والے گولڈن کرسٹل سے لاعلم تھا۔ کیوں ——؟

بلیک جیک —— جو عمران کے کنٹرول میں تھا مگر اس نے عین آخری لمحات میں عمران کو دھوکہ دے دیا۔ کیسے ——؟

صحرائے اعظم —— جہاں ہر طرف موت کا پہرہ تھا وہاں عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود اور ان کے ساتھیوں کے لئے جینا دوبھر ہو گیا تھا۔

کیا عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود صحرائے اعظم میں گرے ہوئے گولڈن کرسٹل تک پہنچ سکے۔ یا ——؟

وہ لمحہ —— جب گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے لئے میجر پرمود، کرنل فریدی اور عمران کے ساتھ ساتھ ان تینوں کے تمام ساتھی ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے اور ان میں نہ ختم ہونے والی فائٹ کا آغاز ہو گیا۔ ایک ایسی فائٹ جس کا انجام موت تھا۔

وہ لمحہ —— جب اس قدر تگ و دو اور طویل ترین جدوجہد کے بعد بھی زیرو لینڈ کے ایجنٹ عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کی آنکھوں کے سامنے گولڈن کرسٹل لے اُڑے۔ کیا عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود واقعی گولڈن کرسٹل مشن میں ناکام ہو گئے تھے۔ یا ——؟

آپ کے خطوط اور ان کے جوابات

السلام علیکم!

سائرہ نسیم۔ روالپنڈی سے لکھتی ہیں۔ آپ کے ناول اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ دوسرے ایسے مصنف ہیں جن کے ناول میں اور میرے گھر والے بے حد شوق سے پڑھتے ہیں۔ آپ سے میری بس اتنی التجا ہے کہ آپ چھوٹے چھوٹے ناول لکھنا چھوڑ دیں اور بڑے بڑے ناول لکھا کریں۔ چھوٹے ناول جلد ختم ہو جاتے ہیں اور پھر ہمیں اگلے ماہ کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ موٹے موٹے ناول لکھیں جس کے ختم ہونے تک مارکیٹ میں آپ کے اور ناول آ جایا کریں۔ امید ہے آپ میری اس درخواست کو رد نہیں کریں گے اور ہر ماہ بڑے بڑے ناول لکھا کریں گے۔

محترمہ سائرہ نسیم صاحبہ۔ آپ کا خط لکھنے کا بے حد شکریہ اور میں آپ کے ساتھ ساتھ آپ کے گھر والوں کا بھی شکر گزار ہوں جو میرے لکھے ہوئے ناول پسند کرتے ہیں۔ آپ نے مجھے بڑے بڑے اور موٹے ناول لکھنے کے لئے کہا ہے تو اس کے لئے عرض ہے کہ ہر کہانی کا ایک مخصوص ٹیمپو ہوتا ہے اور کہانی اپنی کردار نگاری کے تحت آگے بڑھتی ہے۔ ان میں کچھ کہانیاں ایسی ہوتی ہیں جنہیں آگے بڑھانے سے سوائے صفحات کالے کرنے کے کچھ

حاصل نہیں ہوتا اس لئے میں کوشش کرتا ہوں کہ ناول کا اختتام مخصوص پیرائے میں ہی ہو جس سے قارئین کو بوریت محسوس نہ ہو۔ بعض کہانیاں ایسی ہوتی ہیں جو رکنے کا نام ہی نہیں لیتیں اور مسلسل آگے بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ پہلے ایک دور تھا جب عام کہانیوں کی طرح عمران سیریز بھی سلسلہ وار شائع ہوتا رہا ہے لیکن ایک ناول کے بعد دوسرے ناول کا انتظار کرنا اور وہ بھی کسی حصے کا بہت مشکل ہوتا ہے اس لئے میں کوشش کرتا ہوں کہ ناول ایک ہی جلد میں ہو اور مکمل ہو۔ ان میں کوئی چھوٹا ناول ہوتا ہے اور کوئی بڑا۔ چھوٹا ناول تو ہر کوئی خرید لیتا ہے لیکن بڑا اور موٹا ناول خریدنا دل گردہ کا کام ہے کیونکہ جتنا ناول موٹا ہو گا اسے خریدنے کے لئے اتنی ہی بڑی رقم درکار ہو گی جو آپ شاید افورڈ کر سکتی ہوں لیکن کوئی اور نہ کر سکتا ہو تو یہ اس کے لئے اچھا نہیں ہو گا۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ آپ کی فرمائش پوری کر سکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

فہیم صدیقی، ناصر آباد سے لکھتے ہیں۔ آپ کے ناولوں کا میں ہی نہیں میرے بے شمار دوست دیوانے ہیں۔ آپ کے آنے والے ناولوں کا جتنا ہمیں انتظار ہوتا ہے شاید ہی کسی اور کو ہو۔ آپ انتہائی دلچسپ اور آسان پیرائے میں لکھ رہے ہیں جس سے دن بدن آپ کے ناول پڑھنے والے قارئین کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

محترم فہیم صدیقی صاحب۔ ناولوں کی پسندیدگی اور خط لکھنے کا شکریہ۔ میں کوشش کرتا رہتا ہوں کہ میں اپنا ہر ناول پہلے لکھے ہوئے ناول سے منفرد اور انتہائی اچھوتے انداز میں لکھوں۔ یہ ہر کہانی کی ڈیمانڈ ہوتی ہے کہ وہ آگے بڑھنے کے لئے اپنے راستے خود بناتی چلی جاتی ہے۔ بعض کہانیاں تو ایسی ہوتی ہیں جو مجھے بھی اپنے دھارے میں ساتھ بہا لے جاتی ہیں اور ناول ایک یادگار اور انتہائی انفرادیت کا حامل بن کر صفحہ قرطاس پر ابھر آتا ہے۔ میں اپنی اس کوشش میں لگا ہوا ہوں اور انشاء اللہ لگا رہوں گا۔ آپ بس میرے حق میں دعا کرتے رہا کریں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

سلیم زاہد۔ گزری کراچی سے لکھتے ہیں۔ میں سوائے مظہر کلیم ایم اے کے کسی اور مصنف کے ناول کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ سوائے مظہر کلیم ایم اے کے کوئی دوسرا رائٹر عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ وہ انصاف نہیں کر سکے گا جو مظہر کلیم ایم اے کا خاصہ ہے۔ میرے دوست بہت اصرار کرتے تھے کہ میں آپ کا بھی لکھا ہوا ایک ناول پڑھوں جسے پڑھتے ہوئے اس بات کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ وہ ناول مظہر کلیم ایم اے کا نہیں بلکہ کسی اور کا لکھا ہوا ہے۔ میں ان کی بات ٹال دیتا تھا اور ناول لا کر سائیڈ میں رکھ دیتا تھا۔ پھر ایک دن مجھے پڑھنے کے لئے کوئی ناول نہ ملا تو میں نے چار و ناچار آپ کا ناول اٹھا لیا۔ یہ

ناول گرین وائرس تھا۔ جو آپ نے کافرستان کے خلاف لکھا تھا۔ ناول پڑھنا شروع کیا تو آپ یقین کریں کہ میں یہ بھول ہی گیا کہ میں کس کا ناول پڑھ رہا ہوں۔ اس ناول میں مظہر کلیم ایم اے کے لکھے ہوئے ناولوں کی طرح ایسی چاشنی تھی جو میرے ذہن میں گھلتی چلی گئی اور میں رکے بغیر آپ کا ناول پڑھتا چلا گیا۔ ناول کے اختتام پر مجھے بے حد افسوس ہوا کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا بلکہ مجھے یہ ناول اسی وقت پڑھ لینا چاہئے تھا جب میرے دوستوں نے مجھے دیا تھا۔ میرا یہ نظریہ غلط ثابت ہو گیا ہے کہ مظہر کلیم ایم اے صاحب کے طرز اسلوب کو کوئی اور سمجھ ہی نہیں سکتا اور نہ ان جیسا ناول کوئی لکھ سکتا ہے۔ آپ کے ناولوں میں ہر وہ چیز موجود ہے جو مظہر کلیم ایم اے کے ناولوں کا خاصہ ہوتی ہے۔ یقین کریں اس کے بعد آپ کا لکھا ہوا شاید ہی کوئی ایسا ناول ہو گا جو میں نے نہیں پڑھا ہو گا۔ اب میں یقین سے کہتا ہوں کہ میرے جیسے وہ تمام دوست غلط سوچتے ہیں کہ مخصوص کرداروں پر سوائے ایک مصنف کے دوسرا کوئی مصنف ایسا لکھ ہی نہیں سکتا۔ آپ نے واقعی مظہر کلیم ایم اے کے شاگرد ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ آپ کا شاید ہی کوئی ایسا ناول ہو جسے پڑھ کر یہ گمان ہوتا ہو کہ یہ ناول مظہر کلیم ایم اے کا نہیں بلکہ کسی اور کا ہے۔ میری اور میرے تمام دوستوں کی دعائیں آپ کے لئے ہیں۔

محترم سلیم زاہد صاحب۔ سب سے پہلے میں آپ کے خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ رہی بات میرے ناول نہ پڑھنے کی تو یہ بات میرے بھی علم میں آئی ہے کہ ایسے بہت سے دوست ہیں جو میرے پچاس سے زائد ناول لکھنے کے باوجود ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے ہیں اور کچھ تو ایسے بھی دوست ہیں جو مجھے کل کا بچہ سمجھتے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ جناب مظہر کلیم ایم اے جیسا مصنف پاکستان میں تو کیا پوری دنیا میں بھی نہیں ہو سکتا لیکن وہ جن کرداروں پر لکھتے ہیں اس پر بہت سے مصنفین نے طبع آزمائی کی ہے۔ ایک وقت تھا جب لوگ کہتے تھے کہ جناب ابنِ صفی جیسا کوئی نہیں۔ ابن صفی کے ناولوں کے سوا وہ دوسرے مصنفین کے ناولوں کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے تھے۔ پھر وقت آیا تو ان کے نزدیک مظہر کلیم ایم اے کے سوا دوسرا پائے کا کوئی مصنف نہیں تھا کیونکہ مظہر کلیم ایم اے نے اپنی کاوشوں سے قارئین کے دل جیتے تھے اور آج وہ دور ہے کہ لوگ مظہر کلیم ایم اے کو ہی مانتے ہیں اور ماننا بھی چاہئے کیونکہ عمران سیریز لکھتے ہوئے انہیں نصف صدی سے بھی زیادہ وقت گزر چکا ہے۔ میں تو ابھی اس میدان میں نیا ہوں۔ نیا ہونے کے با. مجھے امید ہے کہ ایک دن میرے لئے بھی ان قارئین کے دلوں میں اتنی ہی جگہ بن جائے گی جو ان کے دلوں میں جناب ابنِ صفی اور مظہر کلیم ایم اے کے لئے ہے۔ اسی لئے میں تو یہی کہوں گا کہ دیر آئید درست آئید۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں

گے۔

شہزاد انجم۔ جناح روڈ کوئٹہ سے لکھتے ہیں۔ میں نے اب تک آپ کے لکھے ہوئے تمام ناول پڑھے ہیں۔ صرف میں نے ہی نہیں بلکہ میرے بے شمار ایسے دوست ہیں جو آپ کے ناول بے حد شوق سے پڑھتے ہیں اور میں آپ سے برملا کہہ سکتا ہوں کہ میری طرح میرے تمام دوست آپ کے ناول بے حد پسند کرتے ہیں۔ میں اپنے تمام دوستوں کی فرمائش پر آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ آپ واقعی اس دور کے نامور مصنف ہیں جو اپنے ناولوں میں جدت دینے کے ساتھ ساتھ نئی نئی معلومات بھی فراہم کر کے ہمیں مسحور کر کے رکھ دیتے ہیں۔ آپ کے گولڈن جوبلی نمبر کا شدت سے انتظار ہے۔ جو یقیناً اپنے نام ''گولڈن کرسٹل'' کی طرح انتہائی شاندار اور خوبصورت ہوگا۔ کب آ رہا ہے آپ کا گولڈن جوبلی نمبر۔

محترم شہزاد انجم صاحب۔ آپ کا اور آپ کے دوستوں کا خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ میں ناولوں میں جدت لانے کے لئے زیادہ سے زیادہ مطالعہ اور مشاہدات کرتا رہتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں اپنے ناولوں میں وہ تمام معلومات فراہم کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہوں جن کا تعلق حقیقت کی دنیا سے ہوتا ہے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ جیسے دوست میری دی ہوئی معلومات سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ رہی بات گولڈن جوبلی نمبر ''گولڈن کرسٹل'' کی تو برادرم انتظار کی گھڑیاں اب ختم ہونے والی ہیں۔ ناول کی اشاعت کا کام شروع ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ اگلے ماہ میرا لکھا ہوا طویل ترین ناول جو ایک ہزار صفحات سے زائد کا حامل ہے آپ کے ہاتھوں میں ہوگا اور یہ ناول آپ کے ذوق اور آپ کے اعلیٰ میعار کے عین مطابق ہوگا جسے پڑھ کر آپ سراہے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے!

اللہ آپ سب کا نگہبان ہو۔ (آمین)

آپ کا مخلص

ظہیر احمد